دامنِ مریم

ہندوستانی شریف زادیوں کی درستی اخلاق تربیت و معلومات

کے لئے

ایک نئی قسم کی نئی کتاب جس میں خاص رُوئے معلیٰ سے کام لیا گیا ہے

مصنفہ

افسر الشعرا آغا شاعر قزلباش دہلوی

جانشین داغ مرحوم

باہتمام منیر زیدی الواسطی دہلوی

سنہ ۱۳۴۳ ہجری
۱۹۲۵ عیسوی

در مطبع یوسفی دہلی طبع شد

یکہزار جلد

باردوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی پہچان اور اسکی قدرتیں

س خدا کون ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟

ج وہ ایک سراپا نور ہے جو پورب پچھم اُتر، دکھن، زمین و آسمان اور اُن کے اندر جتنی کائنات ہے سب کا پیدا کرنے والا اور شہنشاہ ہے اور وہ اپنی قدرت کے تجلیوں میں ہر جگہ موجود ہے اور ہر مقام جو اُس کی لایق ہو وہ اُس کا مسکن ہے

س تو گویا ہمیں، تمہیں، ابا کو، اماں کو، بھائی، بہن، دوست، دشمن، بڑے سے بڑے، اور چھوٹے سے چھوٹے جانور، چرند، پرند، دریا، جنگل، پہاڑ غرض رتی سے رائی تک سب کو اُسی نے بنایا ہے اور یہ ہماری آنکھوں کے سامنے جو رات دن اتنے رنگ بدلتے رہتے ہیں یہ سب اُسی خدا کا ظہور ہے مگر ایک آدمی اتنے کام ایک وقت میں کیونکر کر سکتا ہے،

ج ہیں آدمی؟ توبہ کرو آدمی تو اُس کی مخلوق ہے، رہی یہ بات کہ صرف ایک ذات سے اسقدر کارخانے کیونکر چلتے ہیں، اس کی ایک معمولی سی

مثال یوں سمجھو کہ ہمارے ملک کا بادشاہ جسے وائسرائے یا لاٹ صاحب کہتے ہیں، شملے یا دہلی میں بیٹھا بیٹھا تین کروڑ جانوں کی حفاظت کیونکر کرتا ہے فوجوں کی نگہداشت، زمینوں کی خبر خبر، ریلوے کا پھیلاؤ، نہروں کے اِک اِک قطرے کی ناپ تول، غلہ کی آمد برآمد، عمارتوں کی شکست و ریخت، تعلیم کا تغیر و تبدل، عہدہ داروں کا تقرر تنزل، تجارت کے چڑھاؤ اُتار آمد خرچ، تھوڑی بڑھوتری، غرض مالی، ملکی جتنے صیغے ہیں سب اُس کی نظر میں کیونکر ہیں۔ اور سب کی نقل و حرکت اس کے ایک اشارے، اِک وقت میں کس طرح سے ہوتی رہتی ہے؟ ارے بی جب ایک مٹھی بھر ہڈیاں، خاک کا پُتلا ایسا سادماغ، سارے ملک محروسہ کو گھیرے بیٹھا ہے اور اس کی اِک پلک جھپکانی بیکار نہیں تو وہ خدا سب سے زیادہ طاقتور، خدا سب سے زیادہ دانا سب سے بڑا حاکم، سلطانوں کا سلطان، شہنشاہوں کا شہنشاہ اِس کائنات کے جاری رکھنے میں اچنبا کئے جانے کے قابل کب ہے؟ ہرگز نہیں خدا جانے ایسی کتنی دنیائیں اس کے علم میں ہیں؟ اور ایسے کتنے جہان اُس کے محتاج،

س اچھا بھلا اس کی ظاہری قدرتیں تو بتاؤ جنھیں ہم آسانی سے سمجھ لیں،

ج وہ ایک اکیلا خدا جو اپنی مخلوق پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا، چاند اور سورج اور ستاروں کا چمکانے والا، دن رات میں وقفہ ڈالتا ہے، اُن جہازوں کو بامراد سے کنارے پر لگاتا ہے جنھیں صدہا انسانی جانیں، اُس کی ضروریات کو لیے بہت لاانتہا طاقت والے سمندر کی چھاتی پر بہا کرتی ہیں، وہ آسمان سے پانی برساتا ہے، مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ اناج، پھل، پھول اور

تمام ہریاولوں کو اُگاتا ہے، مویشیوں کو انسان کے فائدہ کے لئے ہری بھری چراگاہیں بخشتا ہے، انسان اور چوپایوں کے لئے ہواؤں کا تبدیل کرنا، بادلوں کو معلق اور ادھر ادھر پھرانا اور ان سے موتی برسانا، بجلی جس کی کڑک اور چمک سے ہمارے دل تھرتھرا جاتے ہیں اُس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے، رعد اُس کا مدّاح اور فرشتے اُس کے ثناخواں، اس کا کوئی کام حکمت اور ہمارے فائدہ سے خالی نہیں، کیا تم نے گائے بھینسوں، بھیڑ بکریوں، کو نہیں دیکھا۔ جبکہ وہ قطار باندھکر شام کے وقت گھروں کو پھرتی ہیں اور پھر صبح کو اُسی صورت سے چرنے نکلتی ہیں۔ یہ ہمارے لئے اتفاق اطاعت، اور سچائی کا لاجواب نظارہ ہیں، اس نے رات اور دن کو تمہاری خدمت کے لئے بنایا، سورج، چاند اور سب ستارے صرف تمہارے ہی فائدہ کے لئے اس کے قانون کے مطابق آپس میں وابستہ ہیں،

س خدا کا علم کہاں تک ہے؟

ج اس کی تھاہ کسی کو نہیں ملی۔ وہ اس چیز سے واقف ہے جس کو ہم چھپاتے ہیں اور اس سے خبردار ہے جسکو ہم ظاہر کرتے ہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ زمین، آسمان پر جو کچھ ہے وہ سب اُس کا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ہو گزرا اور اس سے واقف ہے جو کچھ کہ آئندہ ہوگا۔ اُس کا تخت آسمان زمین کے درمیان ہے اور اُس کا بوجھ اسے نہیں وہ رات کی نقاب دن پر ڈالتا ہے۔ اور دن کی روشنی سے رات کا چہرہ منور کرتا ہے زمین کے نیچے سمندر کی تہ میں، پہاڑوں کی کھوہ میں کوئی شئے اس سے پوشیدہ نہیں، وہ چپکے کی بات اس طرح سنتا ہے جس طرح پکار کے کہی ہوئی۔ اس کے علم میں زمین کے خزانے ہیں جن کی ہوا سے بھی کوئی

واقف نہیں، کوئی پتا درخت سے نہیں گرتا جبتک کہ اسکا حکم نہ ہو کوئی دانہ زمین سے نہیں اُگتا جبتک وہ اجازت نہ دے جو چیز جہاں ہے جسجگہ ہے سیاہ، سفید، سُرخ، زرد، نیلی، پیلی خواہ وہ کسی رنگ، کسی قدو قامت اور خاصیت کی ہو، رائی سے پربت تک وہ سب کو جانتا ہے، وہ راتکو ہماری روحوں کو لے لیتا ہے اور صبح کو پھر اُن کے نامعلوم مقام سے واپس کرتا ہے اور ہم زندہ ہو جاتے ہیں۔

س وہ ہمکو دکھائی کیوں نہیں دیتا؟

ج دیکھنے والی آنکھ تو اُسے ہر جگہ دیکھتی ہے مگر ہر پتلی کو اس کے جلوے کی تاب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب تجلی جو اس کے نور کی ہلکی سی جھلک ہے ہماری آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے تو اُس کا اصلی جمال کسکا جگر ہے جو دیکھا جائے ہاں بیشک وہ ہماری حرکات و سکنات کو دن رات دیکھتا ہے۔ ہماری حفاظت کرتا ہے، ہماری دعاؤں کو سنتا ہے، ہماری بھلائیوں اور برائیوں سے باخبر ہے، اور ہماری موت اور زندگی پر اُسے اختیار ہے، زمین سے لیکر آسمان تک کیا مشرق اور کیا مغرب، کیا جنوب اور کیا شمال، کیا انسان اور کیا بہائم، کیا حشرات الارض سب کے سب اپنی اپنی زبان میں اُس کی صفت و ثنا کرتے ہیں، سب کو اُسی کا دھیان کرنا چاہیئے، اُسی کو پوجنا چاہیئے، اس لئے کہ وہ راحم و رحمان اپنی مخلوقات پر سب سے زیادہ مہربان اور فیاض ہے۔

سب ثنا ہے سب تعریف اُس خدا کے لئے	ابتدا جسکی انتہا کے لئے
آدمی ایک ذرۂ ناچیز	کیا کرے اسکی معرفت کی تمیز
گھانس کی پتی جو زمیں سے اُگی	اس کی توحید کی گواہی دی

آنکھ کے سامنے ہیں جو نقشے	سب یہ اُسنے بنائے اور بنے
اُسکے کاموں کا انحصار کسے	اس کی مخلوق کا شمار کسے
دل کی باتیں وہ سُن رہا ہے ضرور	ہم اُسے دیکھ لیں یہ کیا مقدور
آسمان وزمیں کا نور ہے وہ	پاس ہو کر بھی دُور دور ہے وہ
جا سکے اُس کے پاس کسکا خیال	سمجھو یوں اُس کی روشنی کی مثال
جیسے اِک طاق اور اُس میں دیا	اُس دئے پر ہو اک گلاس چڑھا
چھن کے ہر سمت روشنی جائے	لیکن اُسکی کنہہ نہ ہاتھ آئے

مذہب اور طاعت

پیاری بہنو! دنیا میں آکر ہر انسان کو کسی نہ کسی وقت کسی دین کی ٹکڑی میں ضرور ملنا پڑتا ہے۔ تمنے سُنا ہوگا جس بادشاہ کی ہم رعایا ہیں وہ عیسائی ہے جو حاکم اُن سے پہلے گذر گئے وہ مسلمان تھے۔ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اور جسے سب ہندوستان پکارتے ہیں اس کے باشندے قرنوں سے ہندو کہلاتے چلے آرہے ہیں ان کے سوا بھی اس ہندوستان میں جتنے مذہب دکھائی دیں گے وہ دنیا کے بہت کم حصوں میں اس کثرت سے ملیں گے۔ بودھ مسلمان، عیسائی، یہودی، پارسی، بابی، سکھ وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے مذہب ہیں اور باقی انھیں مذاہب کی شاخیں ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں دنیا کے خشک وتر کو گھیرے ہوئے ہیں ہمیں اس وقت کسی خاص مذہب کی تحقیق تو ہے نہیں اور نہ چھان بین سے غرض، صرف اتنا جتائے دیتے ہیں کہ بغیر کسی نہ کسی مذہب کے انسان کے خیالات اُس کے اطوار اور برتاؤ کبھی پسندیدہ اور استوار نہیں ہوتے اور نہ اس مرد یا عورت کے قول و فعل کا کوئی اعتبار

کیا جا سکتا ہے جس کا کوئی مذہب دین یا دھرم ہو۔ اس لئے بہر حال سب سے پہلے
اپنے آپ کو پہچانو۔ اپنی پیدائش، بچپنا، بڑا ہونا اور گردوپیش کے نظارے اور
زندگی کے جتنے درجے طے کئے ہوں اُن سب پر غور کرو۔ اپنے اعضا کی ساخت
اپنے بیکار سے بیکار حصۂ جسم کی ترکیب اور اُن کی ضرورت کا دھیان کرو اس سے
تم کو اپنے پیدا کرنے والے کی معرفت حاصل ہوگی، مثلاً ناخن تمہارے جسم میں ایک
حقیر اور بیکار سی چیز ہے کہ بعض اوقات جب وہ زیادہ بڑھتا ہے تو اسے کتر
ڈالتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کے بڑھے ہوئے ناخن کیسے بدنما اور گھناؤنے
معلوم ہوتے ہیں، جبتک اُن کو تراش کر پھینکدیا جائے۔ مگر نہیں غور سے
دیکھو، ان کی اصلیت پر گہری نظر ڈالو تو معلوم ہو جائے گا کہ حکمت کاملہ نے
اُسے بھی نہایت کارآمد بنایا ہے۔ انگلیوں کی پوروں کا انتہائی حصہ جس میں
سے اکثر خون جھلکا کرتا ہے نرا گوشت ہے جو نہایت نرم اور نازک ہے اگر
اسپر ناخن جیسی دبیز اور خوبصورت زرہ کاری لگائی جاتی تو انگلیاں خراب
ہو جاتیں یا گوشت سخت ہو کر بدنما ہو جاتا۔ جیساکہ اکثر ٹوٹے ہوئے ناخن نیلے
کانچ ہو جاتے ہیں، گویا ناخن نہیں ہیں یہ اس نرم گوشت کے محافظ ہیں جنمیں
سے اکثر شفاف خون دورہ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جہاں ہاتھ نہیں جا
سکتا۔ جہاں کسی اوزار سے بھی کام نہیں چل سکتا، وہاں ناخن ہی ایسا قدرتی آلہ
ہے جو نہایت آہستگی اور آسانی سے اُس شے کو گرفت کر سکتا ہے جو کسی دوسرے
طریقے سے نہیں نکل سکتی کیسی ہی پکی سے پکی گرہ ہو ناخن ہی ایک ایسا ہمیشہ
حاضر الوقت اوزار ہے جو فوراً ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور [illegible]
کھول ہی کر رہتا ہے گو اس کی پیدائش خلط سودا سے ہے اور جس شے سے
انسانی جسم میں ہڈیاں بنتی ہیں یہ بھی مادہ فاضل کا ایک جزو ہو کر ناخن

کی صورت سے باہر آجاتا ہے، مگر سچ یہ ہے کہ اس سودے کا نتیجہ بڑا انمول ہے
اور یہ چھوٹی سی حقیر چیز لاکھ روپے خرچ کرنے پر بھی ویسی نہیں بن سکتی جیسی اُس
مالک یا ہمارے پیدا کرنے والے نے ہماری ضرورت کیلئے مفت بنادی، رائی
کا دانہ اگر کسی مشین کے ذریعہ سے فوراً اُٹھالیا جاسکتا ہے، روزانہ واقعات
میں ہزار ہا کام جس آسانی سے ہو جاتے ہیں، جیسا نقش کرنا، خط ڈالنا، کریدنا
جسمی سلسلاہٹ یا خارش کا دفع کرنا یہ سب ناخن ہی سے ہو سکتا ہے، اس
نادر چیز کی معرفت سے ہمیں اور بہت سی نادر چیزوں کا ملکہ ہو جائیگا اور اُس
نادر دوست کا پتہ مل جائیگا جس نے ہاں جس نے ایسی ایسی صدہا نعمتیں ہمکو
دی ہیں۔ صرف اُسی کی معرفت یا پہچان ہمیں کسی نہ کسی مذہب تک پہنچا
سکتی ہے، دنیا کے تمام دینوں انتہا ایک ہی اصول پر ہے، بڑی باتیں
ہر جگہ بڑی اور اچھی ہر مقام میں اچھی ہوتی ہیں، گویا مذہب کے درخت کی جڑ
عام طور پر ایک ہے اور شاخیں بے شمار اگر تم عیسائی ہو تو اپنے روح اللہ
کے طریقوں کو سمجھو اور اُنپر کاربند ہو، اگر یہودی ہو تو توریت کو پیش نظر رکھو،
ہندو دھرم ہے تو اُس ایشور یا پرماتما کے دھیان میں رہو اور شاستروں پر عمل کر جس نے
یہ ساری پرتھوی بنائی، اور اگر مسلمان ہو تو ایک مسلمان کو عبادت کرنے
کے لئے کسی مندر، گرجا یا گردوارے استھان کی کوئی ضرورت نہیں، وہ خدا کی زمین
پر اس کے آسمان کے نیچے ہر مقام اور ہر جگہ پر اپنے معبود کی پرستش کر سکتا ہے
مسلمان خواہ سفر میں ہو یا حضر میں، جب اس کی نماز کا وقت آئیگا وہ اپنے
خالق کے سامنے پاک و پاکیزہ جا کھڑا ہوگا اور نماز کی طوالت اسکو ذرا بددل
نہیں کر سکتی، اسلام کے بانی حضرت محمد صلعم نے اپنے قانون کو جو مصحف قرآن سے
لیا گیا ہے ایسا ہر دل عزیز اور حکمت سے لبریز تعلیم فرمایا ہے کہ اس میں ہر غریب

امیر جزا بر کا حق رکھتا ہے۔ اسلام اتفاق کی تعلیم دیتا ہے۔ نیکیاں سکھاتا ہے بندوں کے حقوق، انسانی ہمدردی، نفس کی سرکشی کے نتائج۔ گذرے ہوئے زمانہ کے نتیجہ خیز واقعات، اخلاقِ حسنہ کے پھل، برائیوں کے ثمرے، عذابِ الٰہی سے ڈرانا اس کی مخصوص بیان کرنا یہاں تک کہ جنابِ سرورِ کائنات کے متعلق بہت سی گواہیاں پیش کرتا ہے کہ حضور نمازوں میں اس شدت سے روتے تھے کہ محاسنِ مبارک تر ہو جاتے تھے۔ خود نفسِ رسول کا یہ حال دیکھا گیا ہے کہ اکثر عالمِ خضوع و خشوع میں آپ سر سے پاؤں تک تھرتھر کانپا کرتے تھے حضرت محمد صلعم کے دین میں ہر قوم کا آدمی جو مسلمان ہو جائے بھائیوں کی طرح سے شریک ہو سکتا ہے اس کے لئے خدا تک پہنچنے میں کوئی روک نہیں نہ کسی واسطہ کی ضرورت۔ ہر مسلمان جب چاہے قلبِ سلیم پیدا کرے اس کی پہچان کی بعد لگائے اور جس وقت جی چاہے اس تک اپنی آواز کو پہنچا دے اسلام ننگے بھوکوں کی امداد کا خواستگار ہے جو باہر سے گھر میں آئے اُسے ہدایت کرتا ہے کہ سب پر سلام کرے۔ جو سوار ہو وہ زمین پر بیٹھے ہوئے کو جو چل رہا ہو وہ سامنے سے آنے والے کو، چھوٹا گروہ بڑے گروہ کو کمسن بڑے کو اور جوان بڈھے کو سلام کرنے میں سبقت کرے۔ لڑکیو! اگر تم مسلمان ہو تو اپنے دین کے اصول یاد کرو۔ اپنے پیغمبر یا ہادی کی شریعت پر چلو خدا کے خاص بندوں کی مثالیں اور ان کے کارنامے سبق کی طرح پڑھو۔ بھلائیوں کو دلوں پر نقش کرو اور برائیوں سے اپنا پاک دامن بچاؤ عبادت کے بعد اپنے ماں باپ اپنے بزرگوں اپنے عزیزوں اور اپنے شوہروں کے لئے دعائیں مانگو۔ سچے دل سے مالک کی اطاعت کا دھیان کرو اور حقیقت بھری آنکھوں سے عقیدت کے آنسو بہاؤ۔ نجات کے واسطے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور وہ

تمہاری کمزور آوازوں کو ضرور سنے گا۔ دلوں کو دنیوی کھیل کود اور غبار سے دلوں کو پاک صاف کرو۔ لفظوں کو نرم ہونٹوں سے اخلاص کے ساتھ نکالو۔ توجہ کو عرض کے ساتھ شامل کرو۔ خطا کی ندامت چہرہ پر ظاہر ہو دل اپنے گناہوں پر شرمندہ نظر آئے۔ ہاتھ اس کی درگاہ میں فریاد کے لئے بلند کئے جائیں بس پھر بیڑا پار ہے۔

مناجات

الٰہی تیرے دروازے پہ ہر خاقان سوالی ہے
اٹھا ہی سے نہ اٹھے ایسا صدمہ تو نہیں دینا
سزا اسکو نہ دے جو بھول ہو جائے غریبوں سے
الٰہی وہ نہ دیکھیں ہم جو دیکھا ہم سے پہلوں نے
تجھے معلوم ہے اعمال جو ہم کو دکھائیں گے
بڑے محجوب ہیں ہم ڈال دے پردہ گناہوں پر

کریم و راحم و رحمان تیری ذاتِ عالی ہے
برائی سے ہمیشہ خاطرِ پُر نور خالی ہے
سخی ہر کار ہے۔ تو ہی گنہگار و نکا والی ہے
کہ اس تقلید میں ہم سبکی نیکی پائمالی ہے
الٰہی دور کر ہم سے جو آفت آنیوالی ہے
ہوائے دامنِ رحمت مریضوں کی بحالی ہے

بحل کر بخشدے۔ عادت ہے تجھکو بخشدینے کی
کرم کی بھیک لینے آرہے ہیں صورت سوالی ہے

ماں باپ اور ان کے حقوق

لڑکیو! ماں باپ یا اماں ابا یہ دو لفظ تو تمہیں بچپن ہی سے یاد ہوں گے۔ بلکہ جب تم ہنگورے میں لیٹی لیٹی انگوٹھے چوسا کرتی تھیں اس عالم میں بھی اگر کوئی لفظ تمہاری تتلاتی ہوئی زبان سے نکلا ہوگا تو یقیناً وہ ابا یا اماں ہی ہوگا، خدا اور بزرگانِ دین کے بعد اگر دنیا کے انسانوں میں کسی کی

وقعت ہونی چاہیئے تو وہ ماں باپ ہی ہیں۔ اپنے والدین کی عزت کرو اطاعت کرو ان کی بخشش کے لیے دعائیں مانگو جو تمہارے وجود کو عدم سے لانے کا باعث ہوئے اور اس وقت میں تمہاری مدد کی جبکہ تم اُن کی مدد کی محتاج تھیں اُن کی ضعیفی پر رحم کھاؤ، اُن کو جھڑکو نہیں، ان کو ستاؤ نہیں، ان کی بات کا سختی سے نہ جواب دو۔ ماں باپ کی تعظیم اُن سے نیک سلوک تمہارا فرض ہے اور بمنزلہ واجب ہے۔ کونسی لڑکی ایسی ہوگی جسے اپنے ماں باپ سے محبت نہ ہوگی محبت صرف آنسو بہانے کا نام نہیں۔ نہیں اُن کی اطاعت کرو کیونکہ یہ ایک قسم کی عبادت ہے جو بندے کے نیک اعمال کی فہرست کو بہت زیادہ طولانی کردیتی ہے۔ مسلمانوں کے رہنما حضرت صلعم کا قول ہے اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِ یعنی ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ حقیقت میں ماں سب سے پیاری ہوتی ہے، امّاں ہائے امّاں، سچ یہ ہے کہ دنیا میں بہت سی چیزیں ایک دوسرے کا بدلہ ہوسکتی ہیں لیکن اگر نہیں پیدا ہوتی تو ماں نہیں پیدا ہوتی پیاری بہنو! تم کو یاد ہوگا کہ جب بچپن میں کسی چیز پر ضد کی ہے اور وہ چیز تمہیں نہیں دی بلکہ ضرور تاً اس شوخی پر کچھ تادیب بھی کی گئی، تمکو ایک ہلکا سا تھپڑ بھی مارا۔ تم پھوٹ پھوٹ کر رونے بھی لگیں۔ لیکن اس رونے میں بھی جس سے فریاد کی گئی تھی وہ وہی ماں تھی جس نے تمہیں مارا تھا۔ سچ کہا ہے ماں مارے اور ماں ہی ماں پکارے۔ یہ مثل بالکل سچ ہے۔ بیشک ماں خداوند عالم کی وہ برگزیدہ نعمت ہے جس کی تلافی ہرگز ہرگز کسی دوسری چیز سے نہیں ہوسکتی۔ ماں ہائے ماں! ماں بیچاری شروع سے لیکر آخر تک دنیا کی مصیبتیں صرف اولاد کے کارن جھیلتی ہے۔ جب اولاد ہوتی ہے تو گویا وہ اسقدر بیمار ہوتی ہے کہ خود دوبارہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتی ہے۔ ابھی اُس کے

حواس اچھی طرح درست بھی نہیں ہوتے جو نئی ماںتا کی آگ فوراً بھڑک اُٹھتی
ہے اور وہ اس ننھی سی جان کو جسنے نو مہینے کامل اپنا خون چُھپا چُھپا کر پالا تھا از
سرِ نو پرورش کرنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ وہ خود کچھ نہیں کھاتی کچھ نہیں
پیتی۔ مگر بچے کو جان کی برابر چھاتی سے لگائے پھرتی ہے اللہ
آمین کرکے دودھ پلاتی ہے دوائیں چٹاتی ہے گھٹی کی چُسر چُسر اس کا ارمان،
اور نرم پھول سے بچے کے چہرہ کی مسکراہٹ اس کی عین تمنا، دن ہو یا رات
وہ ایک منٹ کو اس سے غافل نہیں، آسمان کے نیچے لیکر نہیں نکلتی، سفیدی
کھانے پر راکھ چٹاتی ہے، نظر گزر سائے سکے سے بچاتی ہے، تعویذ پہناتی
ہے، شیر کا ناخن، امام ضامن کا روپیہ اللہ کے نام ہیکل کی صورت میں۔
منتیں مرادیں آرزوؤں کی شکل میں، غرض کسی وقت کسی حال میں وہ بےخبر نہیں
ہوتی۔ بیماری دکھی میں جاڑوں کی پہاڑ سی راتیں ساری ساری آنکھوں
میں کاٹ دیتی ہے خود گیلے میں سوتی ہے بچے کو سوکھے میں سُلاتی ہے
رات بھر چراغ کی لو اور بچے کی صورت۔ کس کی نیند اور کس کا آرام، ایک
پاؤں اندر اور ایک باہر، کڑکڑاتا جاڑا پڑ رہا ہے، دانت سے دانت
بج رہے ہیں اور یہ منہ اندھیرے اُٹھکر نہا۔ بچے، تکیے، شلوکے دھو رہی ہے
نجاست کا اٹھانا ٹھنڈے یخ پانی سے اپنے آدھے آدھے پنڈے کو
تریڑے پر تریڑے دینے، گرمی آئی تو پنکھے جھلنے، جھڑکا کرنے، ہلکے
ہلکے کپڑے سی سی کر پہنانے، ایک ہاتھ سے آٹا گوندھ رہی ہے دوسرے
سے بچے کو تھپکتی جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ روٹی توے پر ہے
بچہ جھولے میں رونے لگا، یہ اُسی طرح دوڑی اُسے چمکارا اور جھولا ہلا کر
پھر چلی آئی۔ یہاں روٹی جلکر توے سے چمٹ چکی تھی، نازک انگلیوں سے

بے دھیانی میں اُلٹنا چاہا وہ تو اپنی جگہ سے نہ ہلی لیکن غریب ماں کی پوریں ساری جھلس گئیں۔ اور یہ غریب دکھیاری جلی ہوئی اُنگلیوں کو مُنہ سے پھونک پھونک کر آنکھوں میں آنسو بھر لائی، شدہ شدہ دکھوں بیماریوں اور آئے دن کی مصیبتوں کے بعد اگر بچہ جیتا جاگتا رہا تو انگلیٹ بڑھی، قد نکلا، اب بیاہ شادی کے دن آئے، اب بھلا ماں سے زیادہ کس کو چاؤ ہوں گے وہ اِدھر اُدھر بات ڈھونڈتی پھرتی ہے۔ ایک ایک کی خوشامد درآمد، شوہر سے روپیہ پیسہ کی منت، رشتہ کنبہ والوں کی ناز برداری، ہمچشموں میں عزت کے خیال، سینا پرونا، گہنا پاتا، جہیز وغیرہ غرض صدہا تفکرات ہوتے ہیں جو اولاد کی بہتری اور خانہ آبادی کے لئے صرف ماں بیچاری کے دماغ کو پریشان کرتے رہتے ہیں۔ ہزار ہا پاپڑ بیلنے کے بعد اولاد بیاہی گئی اب اگر داماد یا بہو دونوں نیک کوکھ کے ہوئے اور ماں کے کہنے پر چلے تو ضعیف ماں کے کچھ دن آرام سے کٹ گئے، نہیں تو رات دن کی دانتا کل کل، تھکا فضیحتی، بیٹی کی سُسرال میں ستائے جانے کے دُکھ۔ نند بھاوجوں کے طعنوں کے گھاؤ، اس کی ساس کی خونریزیاں، سسرے کی بدزبانیاں، داماد کے زور ظلم اسے آٹھ آٹھ آنسو رولاتے ہیں، رات کی نیند اور دن کا آرام حرام ہو جاتا ہے، مامتا کی آنچ جان جلائے دیتی ہے اور پھر کوئی تدارک بھی نہیں ہو سکتا۔ برخلاف اس کے اگر بہو بیاہی ہوئی گھر میں آئی اور بدزبان، بددماغ، پھوہڑ یا ڈھنگ کی نہ ہوئی تو بھی ماں بدبخت کی مرن ہے۔ ہر وقت کی جھم جوت بیٹھتے اُٹھتے کوسنا کاٹنا، رات دن کی پٹک پٹا بیٹے کی پشت ہا پشت پُنی جانی، گھر کی بے ترتیبی، خلق خدا میں اپنے گھر کی باتوں کے چرچے۔ نہ کھانے کا مزہ نہ

اپنے کی حلاوت اِدھر بیٹا پریشان اُدھر خاوند پریشان غرض گھر کا گھر فرنٹ کہ ایسی بہو بیاہ کر لائی کہ زندگی ہی اجیرن ہو گئی گویا تمام دنیا کے الزام صرف اس جرم پر کہ وہ غریب ماں تھی اُسی پر تھوپے جانے لگے قسمت سے اولاد کے بھی اولاد ہو گئی تو ماں مصیبت کی ماری کے لئے تازہ بلاؤں کا ایک اور سلسلہ شروع ہو گیا۔ یعنی اب ایک نئی تانتی کی ماماگیری اُسکا مشغلہ بنا اور وہ ہمت والی پھر اولاد در اولاد کے دُکھ بٹانے میں شریک ہو گئی مختصر یہ کہ آئے دن کی صدہا مصیبتوں، ہزار ہا مشکلوں اور خدمت گذاریوں کے بعد اولاد پروان چڑھتی ہے ماں بیچاری شروع سے لیکر اپنے آخری سانس تک جان فدا کرتی چلی آتی ہے اور ایک روز مُنہ نہیں پھیرتی اولاد کی ذرا سی بے چینی ماں کے لئے سخت سے سخت عذاب اور اسکا ذرا سا سکھ اس کی جان کی کُل راحت روح اور امن چین ہو جاتا ہے گویا ماں ہی ایک ایسی وفادار تحفہ اور مربی ہے کہ پنہاری ہونے پر بھی اپنی ہڈیاں پیل پیل کر بچے کو آرام دینے سے نہیں تھکتی۔

لڑکیو! باپ کی ہر وقت تعظیم دو اور ماں کو پوجو اُس کی تصویر آنکھوں سے لگاؤ اس کا مرقعہ دل میں کھینچو، ماں کے قدموں پر گر کے بوسے دو کہ یہ عین ثواب ہے، اس کا نعم البدل کروڑوں بلکہ پدموں روپیہ، روپیہ نہیں جواہرات نچھاور کرنے پر بھی ایک غریب کسان سے لیکر ایک ہفت اقلیم کے شہنشاہ تک کو میسر نہیں آسکتا،

ماں سے بڑھ کر نہیں کوئی نعمت	ماں خدا کا ہے سایۂ رحمت
میری اماں تمہیں کہاں پاؤں	کس طرح اُس جہان میں آؤں
آپ کا مجھ سے کچھ بھلا نہ ہوا	ہائے حق بھی تو کچھ ادا نہ ہوا

وہ بیابان اور وہ جنگل ہا — بستیاں دور دور ہو کا عمل
ٹوٹی سی قبر میں کہاں کیا ہاں — ہائے سوتی ہو خاک پر اماں
شامیانہ نہ سائباں کا روپ — رات کی اوس اور دن کی دھوپ
دل ہے کس طرح رہتا قابو میں — دھاڑتے ہونگے شیر پہلو میں
ایسے جنگل میں کیا رہے انساں — میری غربت زدہ مری اماں
روح کو بھی تو اتحاد نہیں — کیسی صورت جھلک بھی یاد نہیں
اب نہیں جان ہم پہ وارتی ہو — اب نہیں تم ہمیں پکارتی ہو
اب نہیں پیار سے بلاتی ہو — اب گلے سے نہیں لگاتی ہو
ہم پہ صدمے ہزار ہوتے ہیں — سونے والے مزے سے سوتے ہیں
کون ہم کو چھڑائے الجھن سے — آنسو پونچھیگا کون دامن سے
کچھ تو ہم کو بتا دیا ہوتا — حال کچھ تو سنا دیا ہوتا
ہے یہاں لاکھ دکھ بھری دنیا — اس میں کس طرح دل لگے اپنا
لوگ کچھ اوپر ہی سے رہتے ہیں — سینکڑوں رنج روز سہتے ہیں
ہے ہر اک شخص کو خوشی کی خوشی — لیکن ہمنے کبھی نہیں دیکھی
ہم پہ کیا کیا نہیں گذرتی ہے — اک بلا ہر سحر اترتی ہے

کیا سنو گی کہ تم نہیں ہو قریب
اماں پیاری ہی تمہیں بہشت نصیب

باپ یا جسمانی خدا

ہر عورت ہر لڑکے یا لڑکی کو عدم سے وجود میں لانے والا اُسکا باپ ہے اور یہی طریقہ پرند چرند سے لیکر جڑی بوٹیوں تک میں خدا کی حکمت سے

جاری ہے، بڑے بڑے عاقل، دانا، رشی، منی جو اس دنیا میں آئے، وہ ضرور باپ رکھتے تھے۔ اور باپ ہی اُن کا جسمانی خدا کہا جا سکتا ہے کیونکہ ہماری جسموں کو اس شکل میں لانے والا باپ ہی ہے جو اس کالبد خاکی کے بننے کا سبب ہوا ہے، اس لئے پیاری بہنو! جب تم اپنے معبود کی بندگی اور مذہبی فرائض سے فارغ ہو تو سب سے پہلے جس شخص کی عزت تمہارے دل میں پیدا ہونی چاہئے وہ تمہارا باپ ہو، جس نے تمہارے پالنے سے لیکر پروان چڑھنے تک تمہاری پرورش کا سامان مہیا کیا۔ جس نے آذوقہ بہم پہنچانے کے لئے گرمی کے پہاڑ سے دن، جاڑوں کے برفانی روز ماتھے سے ایڑی تک پسینہ گرانے میں کاٹ دیے۔ وہ غریب ہے یا امیر جب تمہیں دیکھ لیتا ہے خواہ کسی حال میں ہے تمہاری ایک خاص محبت اس کی رگ و ریشہ میں جوش مارتی ہے اور تمہیں خاک کیچڑ میں لتھڑا ہوا دیکھکر بھی کلیجے سے لگا لیتا ہے، وہ اگر کسی دفتر کا بابو ہے، کسی محکمہ کا کارکن ہے، دفتری، چپراسی ہے یا پنکھا قلی کوئی بھی ہے مگر شام کو چند اشرفیاں، چند روپیہ یا چند پیسے وہ ضرور ہی تمہاری پرورش آسائش اور شکم پری کے لئے تمہاری ماں کے سامنے لاکر رکھدیتا ہے۔ آندھی مینہ جاڑے حاکموں کی سخت و سُست سُنے، ہمچشموں کی لگائی بجھائی اور کاٹ پھانس برداشت کرے، پیدل چلے، دوڑ دھوپ کرے، کچھ بھی ہو مگر وہ تمہارے لئے کچھ نہ کچھ گھر میں لیکر گھستا ہے لکھ پتی سے لیکر دو آنہ کا مزدور بھی صبح سے شام تک اسی دھن میں رہتا ہے کہ کسی طرح چار پیسے پیدا ہوں جو مل بانٹ کر بال بچوں کے ساتھ کھائے، ہائے ہائے بعض اوقات مکر و فریب، جعل سازیاں دھوکہ دھڑی اور ایمان فروشی بھی آدمی اولاد کی کارن کر بیٹھتا ہے، جس کی سزا و جزا کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ مگر بچوں کو

بھوکا نہیں سُلا سکتا، لڑکیو! کیا تم نے اس زمانے میں جب تم پردہ کرنا نہیں
سیکھی تھیں اور آزاد ہوا میں دوڑتی پھرتی تھیں کسی ایسے غریب باپ کو بھی
دیکھا ہے جس کے سر پر امرود، انار یا اور کسی سودے سلف کا چھبا ہوتا اور
اور وہ ایک بے ماں کے ننھے سے بچے کو گود میں لئے آواز لگاتا پھرتا ہو ہمارے
ہاں مسجد کے باہر ایک درویش وضع سید رہتا تھا جو دن بھر میں کبھی چار آنے
سے زیادہ مزدوری نہیں کر سکتا تھا اس غریب کی بیوی مر گئی اور دو چھوٹے
چھوٹے بچوں کو چھوڑ گئی، بس یہ اسی شخص کا کلیجہ تھا کہ دن کو مزدوری کرتا
شام صبح اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتا۔ ایک کی انگلی پکڑے ایک کو گود میں
لئے لئے بازاروں میں پھرتا، دوکان پر لیجاتا، مسجد میں نماز پڑھتا یا مزاروں
پر جھاڑو دیتا، مگر جہاں جاتا بچوں کو ساتھ لیجاتا، اور اُن کو ماں کی طرح اپنے
سینے پر سُلا لیتا، یہ کون تھا یہ اُن معصوموں کا فرشتہ خصال باپ تھا
یہ مانا کہ سب باپ ایسے ہی نہیں ہوتے، لیکن ہاں اُن کے جسمانی خدا
ہونے میں کوئی شک نہیں، ہم پر واجب ہے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے محسن
کو اپنی عمر بھر میں کبھی نہ بھولیں۔ لڑکیاں جسقدر ماں سے مانوس ہوتی ہیں
وہ باپ سے نہیں، اور یہ ایک فطرتی بات ہے۔ لیکن ہر لڑکی پر باپ
اطاعت کی اس کی خدمت، اس کی عزت و توقیر انسانوں میں سب سے زیادہ
فرض ہے، انگریزوں کے لاثانی فسانہ نگار شکسپیر نے ایک باپ بیٹی کا حال
جس خوبی سے کنگ لیئر اپنے ایک ڈرامے میں لکھا ہے اس سے صاف ظاہر
ہے کہ وہ لڑکیاں جن کو خدا کی طرف سے اپنے ماں باپ کے مرتبے پہچاننے
کی لاجواب قوت عطا ہوئی ہے وہ کیسے کیسے کام کر جاتی ہیں جن کے
ذکر سُن سُن کر آجکل کے پکی تانتی والے بھی لرز لرز جاتے ہیں، کنگ لیئر ایک

مغرور بادشاہ تھا جس کی چار بیٹیاں تھیں ان میں سے تین تو خوشامدی چالاک اور دروغگو تھیں، چوتھی سچی محبت کرنے والی محبت کی دیوی باپ نے چوتھی لڑکی کو جو سب سے چھوٹی تھی اس کی صاف گوئی کی وجہ سے ایکدن نکالدیا۔ اوران تین بیٹیوں کو جو اس کی جھوٹی خوشامد کرتی تھیں اپنی سلطنت کا مالک بنادیا۔ کبھی اس بیٹی کے یہاں مہینہ دو مہینہ جا رہا اور کبھی اُس بیٹی کے ہاں۔ تھوڑے دن بعد جب وہ بالکل ضعیف ہوگیا اور سلطنت کے تمام کام لڑکیوں نے اچھی طرح سنبھال لیے تو وہ کمبخت اپنے بڈھے باپ سے ایکا ایکی نفرت کرنے لگیں اور اسے ایک فضول چیز سمجھ کر گھروں سے نکال دینے پر تیار ہوئیں۔ یہ پہل اُسکی بڑی بیٹی نے کی، جب کنگ لیر اُس کے ہاں جاکر رہا تو اُس نے پہلے تو بادشا کے نوکروں کو موقوف کردیا اور پھر اُسے بھی ستا ستا کر اپنے گھر سے نکال دیا۔ ناعاقبت اندیش بڈھا بادشاہ منجھلی لڑکی کے پاس اس کی بڑی بہن کی شکایت لے کر گیا۔ تو اُس نے ظاہری طور پر پہلے تو تھوڑے دن کے لیئے غریب باپ کے آنسو پونچھے۔ لیکن پھر اپنی بڑی بہن کی بہن نکلی۔ اور اُس بڈھے باپ کو جسکا سر اب روئی کے گالے کی طرح سفید ہوگیا تھا جس کے کمزور ہاتھ پاؤں پر اب جھریاں پڑ گئیں تھیں اور جس کا عضو عضو اب حرکت کرنے سے معذور تھا، ایک جاڑے کی رات کو موسلا دھار مینھ برستے میں اپنی چاردیواری سے باہر کردیا۔ بدنصیب باپ روتا پیٹتا لاچار ہوکر تیسری بیٹی کے پاس فریاد لے گیا تو کچھ دن بعد وہاں بھی ایسا ہی سلوک کیا گیا، بلکہ اس نے تو اپنی دونوں بہنوں اور انکے اور اپنے خاوند سے ملکر آخر ایک دن باپ کو قیدخانے ہی میں مارڈالنے کی تجویز کردی۔ خدا کی قدرت یہ خبر سب سے چھوٹی بیٹی کو پہنچی جسپر نامہربان کنگ لیر

کی طرف سے ہزاروں مصیبتیں پڑ چکی تھیں اور اب وہ نہایت اچھی حالت میں کسی دوسرے ملک کے بادشاہ کی ملکہ تھی۔ وہ سعادت مند بیٹی بیقرار ہو کر بھاگی خاوند کو ساتھ لیا۔ فوج اور لاؤ لشکر کی مدد سے بیرحم اور احسان فراموش بہنوں پر جنھوں نے بڈھے باپ کی دولت سب ہضم کر لی تھی اور پھر اسی کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئی تھیں چڑھائی کی اور قید خانہ توڑ کر پابزنجیر باپ کو جو موت کے پنجے سے رہائی پا کر معصوم بچوں کی طرح اپنی مصیبت پر زار زار رو رہا تھا۔ اور اس صدمہ سے پاگلوں کی سی باتیں کرتا تھا بالکل آزاد کر دیا۔ ہاتھ باندھ کر قدموں پر گر پڑی، اسکے قدموں پر بوسے دیے۔ بجائے اس کے کہ اُس سے کوئی شکایت کرتی اتنے دن بے خبری میں اسقدر تکلیف اُٹھانے کی معافی مانگ کر رونے لگی۔ کنگ لیر بہت دیر میں ہوش میں آیا۔ اور اُسے یہ معلوم کر کے کہ یہ وہی اس کی بیٹی ہے جسے اُس نے صرف ایک خوشامدانہ لفظ نہ کہنے پر محروم الارث کر کے دربدر پھرایا تھا دوبارہ زار زار رونے لگا۔ اور اس کے دل میں اُس جواہر گرانمایہ کی پھر ایسی قدر ہوئی کہ مر کر ہی اُس کے دروازے سے نکلا۔

خاوند کی تابعداری

جس دل میں کہ شوہر کی اطاعت نہیں ہوتی ✤ اُس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
دنیا میں تو عورت کے لئے راج ہی خاوند ✤ سر پر یہ سلامت رہے سرتاج ہی خاوند

خدا۔ اُس کے نائب اور والدین کے بعد عورت ذات کے لئے جس ہم جنس کی تابعداری فرض اور ضروری ہے اس کو شوہر، خاوند، یا پران پتی کہتے ہیں جب گونا ہو جائے، جب آنچل باندھ دیا جائے، یا دو بول پڑھے جانے کے بعد جب

برات وداع ہونے کو تیار ہو جائے تو اس وقت جو زبردست طاقت لڑکی کو اپنے پیارے ماں باپ سے چھڑاتی ہے یا جو انجان کبھی کی دیدہ نہ شنیدہ زبردستی دھینگا دھینگی لڑکی کو اپنی گود میں اٹھا کر اپنے گھر لیجاتا ہے وہ وہی خاوند ہوتا ہے حقیقت میں ہندوستان کی رسم کے موافق یہ وقت ہر صاحب اولاد کے لئے نہایت ہی قیامت خیز ہوتا ہے جب بیٹی پرائی ہو جاتی ہے، جب ایک طرف کے لوگ دوسری طرف والوں کے فوراً ہی اونچے ہو جاتے ہیں جب نوبت کی ٹکور اپنی آخری خدمت کو پورا کرتی ہے یا دوسرے لفظوں میں جب دکھیارے ماں باپ سے عمر بھر کی کمائی، پلی پلائی لڑکی جدا ہوتی ہے اور ڈومنیاں دستور کے موافق منڈھا گاتی ہیں، اس وقت سچ تو یہ ہے سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کلیجے پانی پانی ہو ہو جاتے ہیں، وہ پچھلی رات کے ٹوٹتے ستارے، الم آلود فضا کے سناٹے، وہ چاروں طرف پھیلی ہوئی خاموشی، وہ چاند کا یرقان زدہ ہو کر رات کے دامن میں چھپ جانا وہ اندھیرے کے موکلوں کی رخصت، وہ اجالے کے پہرے دار و نکا عمل دخل وہ کلسرے پپیہے کی آخری درد بھری الاپ جسے ساری رات آم کی ایک ڈالی پر دل کے دھوئیں اڑاتے آنکھوں میں کٹ گئی ہو، کوئل کی آنکھ کھلتے ہی تو ہی تو ہی کا جگر خراش زمزمہ، اف، اف! ایسے سمے میں دفعتاً پو پھٹتی ہے۔ اوجالا شروع ہوتا ہے۔ لو وہ پرندے اپنے پروں میں سے سر نکالنے لگے، وہ موجودات میں بھینی بھینی پیدا ہوئی، مٹھی بھر پروں میں رو نکھی سے چہچہاہٹ کے ساتھ ہی سبزے نے انگڑائی لی، شبنم کے آنسو ٹپکے، شاخیں تھرائیں، بھونرے کی گونج شروع ہوئی، تیتریاں بیتاب ہوئیں، شہد کی مکھیاں گھبرا گھبرا کر اپنے چھتے چھوڑنے لگیں، ہوا چلی، پتیاں گریں، پھول

بکھرے، غنچوں کا جگر چاک ہوا اور خوشبو کا قافلہ لاد پھاند کر آخر چل نکلا یہ کیا تھا کیا ہوا، کیا ہے، رخصت، رخصت، رات کی موجودات عالم سے پرندوں کی آشیانوں سے، بلکہ ہر جاندار کی اپنے اپنے ٹھکانوں سے رخصت ہے۔ اور اک نو رِ نظر جوان جان، ارمانوں بھری بالی پوسی لڑکی اپنے پیارے ماں باپ بھائی بہن، رشتے، کنبے، عزیز و اقارب اور ساتھ کی کھیلی ہوئی سہیلیوں سے عمر بھر کے لیے رخصت ہے، آہ! کونسی ایسی پتھر کی عورت ہوگی جو خاص منڈھے کے وقت اس کی آنکھ سے لڑیاں نہ بہ گئی ہوں، ہائے عجب عالم ہوتا ہے، یہ کس سے دیکھا جاتا ہے کہ ایک غیر مائی کا لال تو ایک طرف فنس لئے گھوڑے پر سوار اپنے حمایتیوں اور اپنی نئی طاقتوں کے زور پر دلہن کو لیجانے کو تیار ہے انقاضے پر تقاضے ہو رہے ہیں اور دوسری طرف ایک دکھیاری ماں ایک طرف پچھاڑیں کھا رہی ہے، بہنیں ایک طرف رو رو کر اپنا خون کئے دیتی ہیں، غریب لڑکی کا تو کیا ذکر وہ نو حق حیران ماں، بہنوں، باپ، بھائی کی جدائی سے اپنے گرد اک کہرام ہوتا دیکھ دیکھ کر گردن جھکائے، پسینوں میں ڈوبی بھرے کے اندر منہ پر دونوں ہاتھ رکھے ایک ایک آنکھ سے لاکھ لاکھ آنسو بہا رہی ہے، شادی اگر خوشی کا نام نہیں ہے تو اس سے پہلے اس کی کیوں دھوم دھام تھی؟ اسے اسکے وطن سے کیوں چھڑاتے ہیں؟ اس کو زبردستی اس کی ماں کی گود سے لیجانے والا کون ہے؟ ساس نندیں کیسی ہوتی ہیں؟ ان سے اس کا نباہ کیونکر ہوگا غیر گھر، غیر لوگ، غیر ملک، اور غیر جگہ جہاں چاروں طرف اجنبی ہی اجنبی ہونگے وہاں اس کی زندگی کیونکر ہوگی، یہ خیالات ہیں جو اس کا ننھا سا دل ہٹائے دیتے ہیں۔ مارے قلق کے جگر کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں، اور وہ غموں

کی ماری اُف نہیں کر سکتی، سب سے زیادہ جس چیز نے اس کی ہچکی بندھائی ہے وہ درد انگیز نہایت ہی درد انگیز سُروں میں ڈومنیوں کے سیدھے سادھے بول ہیں۔ جنھیں سُن سُنکر ان جانتوں کے دلوں کے پرخچے اُڑے جاتے ہیں۔ گویا گانے والیاں اس وقت اس غریب لڑکی ہی کی زبان سے ان بولوں کو ادا کر رہی ہیں۔

اُٹھو بابل (باپ) مینکا بنگلہ چھواور رے

بنگلہ چھواورے، مینکا دیس چھڑاورے۔ اُٹھو بابل مینکا بنگلہ۔

بھر اٹھارہ گڑیاں چھوڑیں چھوڑا سہیلی کا ساتھ (اللہ اللہ) بابل چھوڑا بیرن کا ساتھ بابل چھوڑا بہنوں کا ساتھ بابل! چھوڑا اماں کا ساتھ بابل! چھوڑا بابل کا دیس (بابل کا دیس کس قیامت کے لفظ ہیں) اُٹھو بابل! بابل سونا بھی دیجیو روپا بھی، دیجیو دیجیو جڑاو سنگار، بابل دیجیو موتی کا ہا، بابل دیجیو ہیروں کا ہار، بابل دیجیو سولہ سنگار اُٹھو بابل!

(اللہ اللہ) ایک ارمانوں بھری کنیاں اپنے باپ سے کیا کیا مانگ رہی ہے اور پھر کہتی ہے۔ دینو رے بابل! سب کچھ دینو نہ دینو سر کی کنگھی سنو میں ساس نند کے بول ہائے بول رے بابل سنوں میں ساس نند کے بول۔ (یعنی سب کچھ دیا ابّا ہمیں ایک کنگھی نہ دی کہ ہم ساس نندوں کے طعنے سنیں کیونکہ وہ ظالم اسی پر طعنے دے دے کر کھائے جاتے ہیں) ان سادے بے جوڑ مگر پُرمعنی لفظوں میں جو اثر بھرا ہوا ہے وہ ایک جاننے والا ہی جانتا ہے۔ ان بولوں کو گاتے وقت یہ ہر گز ہر گز نہیں معلوم ہوتا کہ ڈومنیاں انھیں گا رہی ہیں بلکہ حقیقت کی آنکھ سے برابر دکھائی دیتا ہے

معرفت کے کان برابر سنتے ہیں۔ اور بالکل ایسا سماں بندھجاتا ہے جیسے وہی نئی نویلی دلہن، لال کپڑوں میں لپیٹی لپٹائی۔ عزیزوں کے غول یا جھرمٹ میں دبی دبائی، گویا اپنے باپ سے یہی الفاظ کہہ کر رخصت ہو رہی ہے۔ سچ سچ اس وقت کے عالم نے جو کچھ اسکے ننھے ننھے سے دل میں بھر دیا ہے اُسے یہ صرف آنسوؤں سے گھونگٹ ہی میں نہیں بہا رہی بلکہ چاروں طرف روتے روتے دیکھنے والوں کی آنکھیں بھی سُرخ ہو گئی ہیں سب سے زیادہ نشتر زن وہ فقرے ہیں جو آخر میں دُلہن کے باپ کی طرف سے جواب میں کہے جاتے ہیں مثلاً وہ کہتا ہے،

بیٹی میں کیا جانوں ایسی ہونی نہیں میں دیتا زہر کی گھٹی اب کیا ہوئے ہے پچتائے بیٹی! اب کیا ہوئے ہے پچتائے،

سمدھی میری بیٹی تیرے محلوں کی لونڈی، ہم ہیں باندی غلام سمدھی ہم ہیں باندی غلام میری لڑکی رکھیو پیار سے اُف اُف معاذ اللہ کس کا جگر لائے جو ان بولوں کو اس وقت سُنے، پیاری بہنوں یقیناً ایک ایسا ہی زمانہ تم پر بھی آجائے گا۔ یہ مشکلیں ایک نہ ایک دن تم پر بھی ضرور گذرنے والی ہیں۔ قدرت نے اپنی اپنی مخلوقات میں ہر شئے کا جوڑ پیدا کیا ہے۔ حیوانوں میں بھی یہ رسم جاری ہے پھر تم تو انسان ہو اشرف المخلوقات ہو بیٹی ہمیشہ پرایا دھن ہوتی ہے اور ایک بیٹی ذات کو لازمی طور پر اپنے ماں باپ۔ اپنے پیدا ہونے کی جگہ، اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر ایک غیر شخص کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی نوبت ضرور آتی ہے، خاوند کی تابعداری کیلئے خالق کا حکم اور مخلوق کا بھی فرمان۔ یعنی جسقدر مذہب دنیا میں اس وقت رائج ہیں سب میں عورتوں کے لئے خاوند کی اطاعت کسی نہ کسی درجہ

تک ضرور واجب کر دی گئی ہے، خاوند ہی حقیقت میں وہ زبردست طاقت ہے جس کے اشارۂ ابرو پر چلنا ہر ہندوستانی عورت کیلئے باعث فخر وعزت دنیا و دین ہے۔ یہاں اس تانیتی کا ذکر نہیں جو بی اے، ایم اے ہو کر خاص شوہر کے سامنے بھری محفلوں میں اپنے برادرانہ حقوق ظاہر کرنے میں دھواں دھار لکچر دیتی ہیں۔ خاوند کو دیو سیرت، چلبلا، خفیف الحرکات، نالائق یا جابر بتایا جاتا ہے۔ بلکہ اُن لجونتیوں سے مراد ہے جن کے ذکر سے تاریخوں کے صفحے اب تک مملو ہیں۔ جن بے گناہوں کے خون اب تک چھاپے مارتے ہیں۔ بلکہ لالہ وگل جو ابھی تک آریہ ورت کی زمین سے مہک مہک کر بڑے سیاحوں کو رجھاتے ہیں۔ وہ بیشتر اُنہی نونہالوں کچی کلیوں، اور ارمان بھرے دلوں کی خاک کا کرشمہ ہیں، جنھیں زمانے کے ناشاد نامراد ہاتھوں نے اُن کے شوہر پر سے قربان کر دیا ہے۔ تمام دنیا کرۂ عرض یا انسانی معلومات کے تمام و کمال حصوں میں جہاں عورت مرد کی شکل میں جیتی جاگتی تصویریں چلتی پھرتی ہیں، اُن میں صرف ہندوستان ہی کی وہ بہادر شیر دل اور لجونتی عورتیں گذری ہیں، جنھوں نے بات پر آ کر حسن وجمال اپنے آئندہ خوش آیند خیال، اپنے ماں باپ بھائی بند اور سہیلیوں کے تعلقات کو دفعتاً اپنے اور اپنے شوہر کی عزت پر سے نثار کر دیا ہے۔ وہ ہندوستان ہی کی کنواری منگیتریں یا بیاہی سنی سیتائیں تھیں جنھوں نے صندل کی چتائیں روشن کیں، سولہ سنگار کئے بال بال موتی پروئے، ہنی سنوریں، ہیرے رچائے، پھولوں کے گہنے پہنے، عطروں میں ڈوبیں، امنگوں میں بھری، ہنستی کھیلتی، مالکوں کے گن گاتی آناً فاناً میں آگ کے شعلوں میں مردانہ وار گر کے خاک کا ڈھیر ہو گئیں

انھیں کی کچی زبانوں سے یہ لفظ یادگار رہ گئے ہیں جنھیں ہندوستان کے مشہور شاعر کبیر داس جی نے اس دوہرے میں یوں رنگا ہے،

بھجمن رام عمر رہی تھوری، چار جنے مل لینے آئے لائے کاٹھ کیبری، گھوڑی جور لکریا وا کو پھونک دینو جیسے بندرابن کی کہری ہوری، بھجمن رام ہاتی پکروا کے تریا رووے، بچھڑت موری ہنسا کی جوری، بھجمن رام۔ کہت کبیر سنو بھئی سادھو جن جوری اُن توری، بھجمن رام عمر رہی تھوری۔

یعنی غریب عورت اس طرح اپنے غم کو غلط کرتی ہے کہ اے دل اب تو خدا خدا کر کیونکہ عمر تھوڑی رہ گئی ہے، چار آدمی مل کر لکڑیاں اور کاٹھ کباڑ اُٹھا لائے اُنھیں اس طرح اوپر نیچے چنا اور اُس میں اس طرح سے آگ لگائی جیسے بندرابن کی ہوری جلا کرتی ہے اور اس میں اُس کی پران پتی کو پھونک دیا، پتی بچھڑ کے یہ رو رو کر کہتی رہ گئی کہ ہائے میری تو ہنس کی جوڑی جدا ہو گئی کبیر شاعر کہتا ہے کہ سنو بھائی دوستو، جس نے جوڑی اُسی نے توڑی اس میں کسی کا قصور نہیں، مختصر یہ کہ پیاری بہنو یہ وہ خاک ہے جس سے صدہا پتی ورتا مہن سکھیاں بیبیوں پدمنیاں، خواہ ان کی لاج، شوہر کی عزت اور اپنے ماں باپ کا قول نباہنے کے لئے نہایت ہی دلیرانہ جیتے جی خاک میں مل گئیں، اس لئے تمہیں بھی اپنے دیس کی ریت کا خیال واجب ہے۔ اپنا خاوند خواہ کیسا ہی بُرا ہے پھر اپنا خاوند ہے۔ اور اُس کی عظمت و فرمانبرداری ہر شریف لڑکی کا فرض، اس لکھنے سے یہ قطعی یک طرفہ ڈگری ہرگز نہیں دیجا سکتی کہ تم چاہو مرد چاہے جیو بلکہ انصاف اور انسانیت سے بہت دور ہو کر اک اختلاف مجسم ہی پر جان دے دو اس سے پہلے کہ وہ تمہاری قدر کرنے یا نہ کرے نہیں نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اگر تمہاری قسمت سے زن و شوہر کا انتخاب

بے جوڑ ہوا ہے تمہارا خاوند تمہارے مزاج کے موافق بھی نہیں، تمہاری طرف دیکھتا بھی نہیں، مہربان ہونا تو درکنار۔ جب بھی انصاف کی حد تک تم اُس کی خدمت کرو، اس کی تکریم کرو۔ اس کے سخت گیر خیالات کو اپنی نرمیوں سے بدلنے کی کوشش کرو۔ اس کے دل کو اپنی فطری دلاویزی سے اپنی طرف کھینچو۔ کیونکہ خداوند عزوجل نے عورت ذات کو مرد کے لئے اپنے باغ رحمت کا ایک خوشگوار میوہ پیدا کیا ہے۔ جس میں یہ لذت، یہ کشش، یہ قدرت ضرور ہے کہ مرد کے دل کو اپنے برتاؤ کی خوبی سے اپنا بنا لے، یہ مانا کہ آجکل مسئلہ ازدواج بہت ہی نازک ہوتا جاتا ہے۔ پہلے بیاہ شادیوں میں صرف ہم کُف بَر تجویز کیا جاتا تھا، اپنی برادری، اپنی ہڈی کی تلاش کیجاتی تھی، لیکن کچھ دن بعد تعلیم و تربیت کا غل ہوا، لڑکا تعلیم یافتہ ہو، لڑکا لیئق ہو، اب کچھ دن سے اخلاق کی بھی چھان بین ہونے لگی ہے، حسن و جمال، مال و دولت کے بھی شوشے لگا دئے گئے ہیں، مگر افسوس ہے کہ اس وقت تک یہ کبھی بھی نہیں دیکھا جاتا کہ لڑکی لڑکے کے مزاج اور طبیعت کی مناسبت کہاں تک جوڑ کھاتے ہیں، کاش طبیعتوں کا میل جول جج ایک معمولی رضائی کے استرابرے میں ایک غریب سے غریب یا امیر سے امیر دیکھ لیتا ہے اپنے جگر گوشوں کے ازدواج میں دیکھ سکتا، اور ان کی آئندہ زندگیاں خوشگوار اور سچی خوشی سے لبریز ہونے کے سامان ہو جاتے اور یہ خوفناک شرم آلود دکھ بھرے دل سے نکلے ہوئے الفاظ کسی معصوم کی زبان سے نہ سنے جاتے کہ ہائے اماں باوانے ہمیں اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا، پہلے تو ہمیں زبردستی کنوئیں کی من پر لا کر کھڑا کیا، پھر اس زور سے پیٹھ پر لات ماری کہ ہم منہ کے بل تہ میں جا گرے اور غرق ہو گئے، زندگی کچھ نہیں مگر پھر بھی سب کچھ ہے۔ ایک

عقلمند انسان ضرور دل پر قبضہ کر سکتا ہے، یہ مانا کہ جوانی پھر کر نہیں آتی یہ مانا کہ آدمی مرنے کے بعد پھر اس جہان میں نہیں آتا، لیکن نہیں تکلیفوں کو راحتوں سے مشکلوں کو آسانیوں سے بدلنا ایک سمجھ دار آدمی کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ روح جب گھبرائے ترکیب سے اطمینان دو، دل جب پریشان ہو لطف سے بہلاؤ اور ہاتھ جب دب جائے توکل سے نکالو، پیاری بہنو! اگر تمہاری رگوں میں شریف خون ہے، اگر تم میں تھوڑی سی بھی سنجیدگی آ گئی ہے تو تم اپنے شوہروں کو اپنے اخلاق، اپنے برتاؤ، اور اپنے فطرتی اثر سے اپنا گرویدہ بنا سکتی ہو۔ سختی کا جواب نرمی سے دیا جا سکتا ہے، ٹھنڈا لوہا گرم کو کاٹتا ہے، اور سرد پانی کے چند چھینٹے بھڑکتی ہوئی آگ کو ضرور ٹھنڈا کر دیتے ہیں، تم ملنساری سیکھو، میٹھے بول منہ سے نکالو، اپنے آرام کو دوسروں پر قربان کرو، محبت اور عزت کی نگاہوں سے بڑے چھوٹوں کو دیکھو۔ سچائی اور مستقل مزاجی حاصل کرو۔ پھر ممکن نہیں کہ شوہر تمہاری اطاعت کا جواب اطاعت میں نہ دیں، ساس نندیں تمہاری ہی جپنی نہ جپیں۔ اور ہر محفل اور مجلس میں بہو بیٹیاں تمہارے ہی گن نہ گانے لگیں، اے ماؤں، بہنو، بیٹیو! ملکوں کی بستیاں اور قوموں کی عزتیں تمہی سے ہیں، تم شہروں کی شہزادیاں ہو اور غمگین دلوں کی خوشیاں تمہارے ہی بس کی چیزیں ہیں، غربت میں تمہاری موجودگی وطن کی یاد دلاتی ہے اور ویرانہ تمہاری رفاقت سے باغ و بہار ہو جاتا ہے، تم نیکی، راستی، محبت اور مہر و وفا کی سچی تصویر ہو، تم ایمان کی پاسبان اور دین تمہیں سے سلامت ہے مردوں کی عزت تمہارے ہاتھ ہے، قصہ مختصر سچ یہ ہے کہ زمین آسمان تمہارے ساتھ سے قایم ہیں، تم ماؤں کی مونس، باپ کی تسکین، بہن بھائیوں کا محبت بھرا خیال، بیٹیوں کی غمخوار، اور ویران گھروں کی آبادی ہو، غریب کے جھونپڑے کا

چراغ، بیمار کی ڈھارس، نادار کی دولت، میکے کی بستی، سسرال کی مختار سارے کنبے کا چین، ماں باپ کے حکموں پر تیلیوں کی طرح پھرنے والی اُن کے درد دُکھ میں شریک ایک تمہیں تو ہو، شادی کے بعد بھی بستر آرام سے کوئی گھڑی نہیں گذرتی، تم سسرال کی سلطنت کو سنبھالتی ہو۔ تم عزیزوں کے بے چین کر دینے والے فقرات کو جگر میں رکھتی ہو اولاد کو پیدا کر کے پالتی ہو، تم زندگی اور موت مزے چکھتی ہو اور پھر بھی صبر و رضا کو ہاتھ سے نہیں دیتیں، واللہ باللہ تم نہ ہوتیں تو نسلِ آدم قطع ہو جاتی۔ کیونکہ ایک گوشت کا لوتھڑا کس کی چھاتی پر رہ کر پروان چڑھتا، چراغ سے چراغ جلتا ہے، بڑی بڑی سلطنتوں کے فرمانبردار کشور گیر، تلواریں منہ پر کھانے والے سُور بیر، حکمت اور فلسفہ کے دھنی، مصلحانِ قوم و ملک ملت، بڑے بڑے صناع، پیر پیغمبر، پنڈت، پوپ، مہاتما یہ سب تمہاری ہی گودوں کی زینوں سے آسمان شہرت پر پہنچے ہیں، اور یہ سب انہی کمزور پودوں کی ہوا سے سرسبز ہوئے ہیں جنہیں پاک نفس اور فیاض ماؤں نے اپنے خونِ جگر سے سینچا تھا، پھر بھلا ممکن ہے کہ کوئی تمہاری عزت نہ کرے تم کسی کی پاؤں کی خاک ہو جاؤ اور کوئی جان بھی نہ لگا دے۔ اگر یہ نہیں تو وہ ظالم ہے، محسن کُش ہے اور کفرانِ نعمت کرنے والا۔ محسن کُش کبھی نہیں بخشا جائے گا

دوسروں سے ہمدردی

جس طرح اپنی زندگی کے قائم رکھنے کے لئے آدمی کو کھانے پینے پہننے سونے بیٹھنے اور دوسری ضروریات کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے اُن کے بہم پہنچانے کے واسطے وہ اُن ذریعوں کی تلاش اور ترتیب میں جان لگا دیتا ہے اخلاقی

ضرورتیں بھی اس کے لئے جان لگا دینے والی چیزیں ہیں، اس کتاب میں ہم اسی طرح اخلاقی زندگی کے حصّے اور مرتبے کچھ مسلسل لکھتے چلے آرہے ہیں جنھیں پیش کرکے ہم اپنی ملکی بہنوں اور لڑکیوں سے آرزو رکھتے ہیں کہ وہ ان کو سبقاً سبقاً پڑھیں، گہری نظریں ڈالیں اور اپنی آئندہ عمر کے مبارک اصول الٰہی پر قایم کریں۔

دنیا عالم اسباب بیان کیجاتی ہے اور سارے سبب ایک وقت ایک طرح پر نہیں پیدا ہوئے بلکہ جس طرح صبح کے بعد دوپہر دوپہر کے بعد شام اور شام کے بعد آدھی رات ہو جاتی ہے اور پھر دوسری صبح کو آنکھ کھول کر دیکھتے ہیں اور گھڑی گھڑی لحظہ بلحظہ کچھ سے کچھ ہوتا جاتا ہے، اسی طرح ہر شئے کا ایک سبب ہے اور ہر سبب دوسرے سبب سے وابستہ ہے۔ ایک رنگ دوسرے رنگ سے پیدا ہوتا ہے اور دوسرا رنگ تیسرے رنگ سے جا ملتا ہے، اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہاں کی کسی حالت کو یکساں قیام نہیں، ماں کے پیٹ میں تم نے ایک صورت اختیار کی، حکم ربی تمہیں پھونکا گیا، بدمزہ مگر کسی قدر رنگین خون سے جو در اصل تمہاری ہی ماں کا خون تھا اُس سے تمہاری پرورش ہوئی، دن بدن اعضا میں شگفتگی پیدا ہوئی، وقتِ مقررہ گذرا اور تم پیدا ہو گئیں، بچپنے سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور پھر آخر قبر کا کونا، قبر سے خاک اور خاک سے پھر نیا انقلاب شروع ہو جائیگا تو بھلا کونسا ایسا انسان ہے جسے ذرا سی بھی سمجھ ہو وہ اس گورکھ دھندے کے پھیر میں نہ پڑے اور یہ نہ جان لے کہ ہم تو ہم بڑے بڑے لوگ یہاں آئے اور اپنا اپنا وقت پورا کر کے چلے گئے، تم سب سے پہلے حضرت حوّا آئیں جو سارے عالم کی ماں کہلائیں، حضرت نوحؑ کے وقت سے انسانوں کا دوسرا سلسلہ شروع ہوا، حضرت آسیا، حضرت مریمؑ، حضرت خدیجہؑ اور حضرت سیدہ جناب فاطمہ زہراؑ

پیدا ہوئیں، ان سے دین اسلام پھیلا، ہندوؤں میں برہما نے سب کو پیدا کیا
اور ایک عورت دوسرے مرد اور عورت کا باعث ہوئی۔
اس لئے جو کچھ اس تھوڑے سے وقت میں تمہیں بھی کرنا ہو کرلو، کام وہ جس میں نام ہو۔ اور نام وہ جو نیکنامی کے ساتھ چمکے، اپنے چلتے ہاتھوں دوسروں کی بھلائی میں سرگرم رہو، نیکی کیا ہے، اسکے ظاہری معنی، اچھائی، بھلائی اور خوبی ہیں، لیکن اچھے اچھے کپڑوں، بھاری بھاری زیوروں شان و شوکت کے مکانوں پر قبضے کرنے کا نام نہیں ہے، خوبصورتی، طرح، وضع اور چھب تختی کو نیکی نہیں کہتے، ہر وقت چکنے چپڑے رہنے کو نیکی نہیں پکارتے بلکہ نیکی دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا نام ہے دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونا، اپنے آرام کے وقت دوسروں کی تکلیف کا خیال آنا اور اپنے چلتے ہاتھوں بندگان خدا کے دکھ درد میں حصہ بٹانے کا نام نیکی ہے۔ نیکی جنت کا سیدھا راستہ ہے، نیکی خوشنودی خدا کا بہترین ذریعہ نیکی بزرگان دین کی مہربانیوں کا عمدہ رستہ اور نیکی ہی ہر عورت مرد کے خاک میں ملجانے کے بعد اس کے اوصاف سے قایم رہنے والا طغرا ہے کمال حیف کی بات ہے جس حالت میں کہ بہن عذرا خدا کے فضل سے ہر طرح فارغ البال ہوں، دودھ میں دودھ، پوت میں پوت، سائیں کا سہاگ، خاطر خواہ روپیہ پیسہ، گہنا پاتا، کپڑا لتا سبھی کچھ اللہ نے دے رکھا ہو اور وہ اسوقت بھی غریب ہاجرہ کی خبر نہ لیں جو ان کی دور کی سہیلی یا قریب کی رشتہ دار بہن بہن تو بہن پاس پڑوس چھٹ دس نہیں پچیس، پردیسن بہنیں ایک ملکی بہن بھائی جو تکلیف میں ہو اور تمہارے پاس حاجت لائے، تم اسے رد نہ کرنا، ہاجرہ کو دیکھو تم ہاجرہ کو آئے دن کی ناداریوں اور بیماریوں نے اسے پیس ڈالا ہے

خاوند اس کا خود بھی علیل رہتا ہے اور بیمار بچوں کا قوت لانے کے لئے اسی حال میں سارا دن ہڈیاں پیلتا ہے، ہاجرہ چکی پیستی ہے، سلائی کا سیتی ہے مگر پھر بھی بچہ داری کے سبب سے اتنے کنبے کا جس میں ۵، ۶ بچے اور دو بڑے بوڑھے ہوں گذارا نہیں ہوتا۔ ایسے وقت میں اپنے ایسے بہن بھائی کی مدد کرنی تمہارا عین فرض ہے، یہ کیا قیامت ہے کہ کڑاکا جاڑا پڑ رہا ہے دانت سے دانت بجتا ہے، غریب ہاجرہ کے پاس رضائی تک نہیں، نہ تو شک لحاف وہ کمبختی کی ماری تمہارے ہی پڑوس میں، تمہاری ہی دیوار بیچ رات رات بھر ٹھنڈ میں گذارتی ہے، بچے الگ ٹھٹھرکر رہے ہیں، خاوند بدنصیب ایکطرف زمین پر گدڑا اوڑھے پڑا ہے، اور وہ خود دکھوں کی ماری ایک میلا چیتھڑا اور بے پیوند لگائے ایک طرف کپکپا رہی ہے، کھانا پکانا تو درکنار تین تین چار چار وقت بھی اس کے گھر میں سے دھواں نہیں اٹھتا۔ بچے جب بھوک سے زیادہ بلبلاتے ہیں تو یہ مامتا کی ماری اُن کے بہلانے کو خالی پانی بھر کے ہنڈیا چولھے پر رکھدیتی ہے، تھوڑی بہت آگ جلا دیتی ہے اور کہدیتی ہے بچو روؤ نہیں یہ دیکھو کھانا پک رہا ہے، افسوس، افسوس! ایسی عالت میں اگر بہن عذرا ذرا دل میں خیال کریں تو بدنصیب ہاجرہ کا بیڑہ پار ہو جائے ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی جاگیر بخشدیں، پرگنہ حوالے کردیں، نہیں نہیں پرائی تھیلی کا مُنہ ہمیشہ سکڑا ہوتا ہے، ہم اپنی بہن سے صرف اس بات کے امیدوار ہیں کہ وہ اپنے پھٹے پُرانے کپڑوں کے کچھ جوڑے بہن ہاجرہ کو دیدیں اپنے ڈاکٹر یا حکیم سے اس کے بیمار شوہر اور بچوں کا علاج کرائیں، اپنے بچوں کی اُترن اُسکے بچوں کو پہنائیں اور اپنے میاں کے لباس میں سے دو جوڑے اس کے خاوند کے لئے بھی نکالیں اور جواُن کے پان کھانے میں صرف ہوتا ہے

گڑیا کے بیاہ میں اپنی ناک رکھنے کو جو بیہودہ رقمیں وہ صرف کرتی ہیں، کتا بندر، اور بلبلیاں، پالتے ہیں جو جو ڈھکوسلے امیرانہ شیخی جتانے میں اُن کی طرف سے ہوتے رہتے ہیں، اُن کا خرچ کم کریں اور اس رقم سے اپنی غریب بہن کی مدد کریں۔

جنیا بُرا جو جیتا ہے اپنے ہی واسطے
مرنا بھلا جو مر گیا ہو غیر کے لیئے

نیک نیتی

یا اخلاص، جس کے معنی اپنے فعل یا عمل کو پاک طریقہ سے بغیر کسی ریا اور غرض کے انجام دینا ہے جس میں خداوند عالم کی خوشنودی کا بھی لحاظ رہے۔

بیٹی بہن! آدمی کو چاہیئے کہ جس کام کو محض خوشنودی خدا کے لئے کرے اس میں اپنے نفس کو ہرگز ہرگز شریک نہ کرے، کیونکہ نفسانی غرض ہمیشہ کاموں کو ملیامیٹ کرنے والی ہے۔ اگلے وقتوں میں کسی بادشاہ کا ذکر ہے جس نے کسی مجرم کو اپنے سامنے سزا دینے کا حکم دیا تھا۔ جب اُس پر کوڑے پڑنے لگے تو وہ بے چین ہو کر بادشاہ کو بھرے دربار میں گالیاں دینے لگا، بلکہ اسقدر بُرا بھلا کہا کہ تمام درباریوں کے جسم مارے غصّے کے آگ ہو گئے، لیکن بادشاہ نے بجائے اس کے کہ اُسے اور سخت سے سخت سزا دیتا اُسی وقت چھوڑ دیا۔ کسی خیر اندیش نے جب ایسے گستاخ شخص کی رہائی کا سبب پوچھا تو بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے تو محض حکم خدا اور قانون کے موافق اسکو سزا دینی چاہی تھی۔ لیکن جب اُس نے مجھے سخت و سُست کہا تو میرا خون جوش کرنے لگا اور میرا نفس مجھے اُس کے انتقام پر بے طرح اُبھارنے لگا۔ میرے چہرہ کا رنگ

متغیر ہوگیا، میری آنکھوں سے غصہ کے مارے چنگاریاں نکلنے لگیں، قریب تھا کہ میں اپنے نفس کے حکم میں آجاؤں اور اُسے ایسی سخت سزا دوں کہ دوسرونکو عبرت ہو مگر میرا ضمیر اُسی وقت چونکا اور اُسنے مجھے اتنی بڑی فاش غلطی سے روکا، کیونکہ حق سبحانہ تعالےٰ کے کام میں اپنے نفس کو دخل دینا شیوۂ اخلاص اور اپنے نیک عمل کو غرض آمیز کرنا ہے، میں خدا کے غضب سے ڈرا اور اُسے اُسی وقت چھوڑ دیا، اگر میں اُس کی سزا کو جاری رکھتا یا اُس میں کچھ اور زیادتی کرتا تو گویا اپنے نفس کی حمایت کرکے فضیلت ثواب اور نیک نیتی سے محروم رہجاتا۔ **نظم**

نفس کا جب دخل ہوا درمیاں + نیت خالص کا پتہ پھر کہاں
نیت خالص ہی جب اُس میں نہیں + ترک ہے اُس کام کا اولیٰ تریں

شُکر

لڑکیو! شکر وہ خفیف سی جزا ہے جو کسی نعمت دینے والے کو نعمت حاصل کرنے والے کی طرف سے پیش کیجائے بلکہ جتنا جتنا اس عطا کی ہوئی نعمت کو قیام ہو اتنا ہی اتنا شکر کو بھی جاری رہنا چاہیے، شکر کی کئی قسمیں ہیں، شکر دل سے زبان سے اور اعضا سے، بلکہ حرکات وسکنات سے، دل سے شکر کرنا، منعم حقیقی کا پہچاننا ہے، کہ جو نعمت یا نعمتیں ہمیں اُس سے پہنچی ہیں، وہ اُس کے کسقدر افضال اور مہربانیوں کا نتیجہ ہیں، زبان سے شکر کرنا، اس کو باربار یاد کرنا ہے، یعنی کلمہ شکر، الحمد للہ یا سب تعریف خدا کے واسطے، ان الفاظ کا پیہم زبان پر جاری رکھنا ہے، شکر اعضا یہ ہے کہ اس کی عطا کی ہوئی نعمت یعنی قوت کو اس کی اطاعت میں صرف کرے۔ اور ہر عضو کو جو بندگی کے لئے مخصوص ہے اُس سے ویسا ہی کام لے مثلاً آنکھ کی اطاعت یہ ہے کہ مخلوقات کو عبرت

سے دیکھے ۔ عالم ، بزرگ اور پاک باطن لوگوں پر عزت بھری نظر پڑے ضعیف و ناتوان ، غریب غربا پر مہربانی اور ہمدردی سے نگاہ کیجائے کان کی بندگی ، کلام الہیٰ ، بزرگان دین کے مقولوں ، حکیموں اور عقلمندوں کی نصیحتوں کو توجہ سے سننا اور اُنھیں گرہ میں باندھ لینا ہے ، بڑے بوڑھوں کی ہدایتوں کا لحاظ رکھنا اور انپر عمل کرنا ، ہاتھ کی بندگی ، غریبوں اور محتاجوں کو حسب مقدرت دینا ، ان کی دستگیری کرنا ، پاؤں کی طاعت مسجدوں ، شوالوں ، گرجاؤں میں اپنے اپنے عقائد کے موافق بندگی کے لئے جانا ، مقدس مقاموں کی زیارت کرنی وغیرہ وغیرہ ۔

رہی حال کی تہذیب اس میں تو اس اک لفظ شکر کے جتنے معنی ہیں اور جو جواہر اس ایک لفظ میں چھُپے ہوئے ہیں وہ شاید بادشاہوں کے خزانوں میں نہوں اور بس اسی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کو شکر کی کس درجہ ضرورت ہے جب ایک شریف لیڈی دوسرے کو تنکا بھی اُٹھا کر دیتی ہے تو لینے والی خواہ کتنی ہی بڑی آدمی کیوں نہ ہو اُسکے جواب میں شکریہ آپ کا شکریہ ضرور کہتی ہے ۔ یہاں تک کہ اگر اس کو کسی چیز کے لینے سے انکار بھی ہے ۔ مگر جبوقت پیش کرنے والی اُس چیز کو اُس کی طرف بڑہائے گی تو وہ نیک بخت یہ ضرور کہیں گی کہ نہیں جناب آپ کا شکریہ ۔ گویا نہیں کے ساتھ بھی شکریہ کی ضرورت ہے ، کیونکہ کریم کی نعمت شکریہ ہی سے زیادہ ہوتی ہے ، کسی چیز کا شکریہ نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے ۔ اور آدمی کو تنکا اُتارنے کا بھی احسان ماننا چاہیئے ۔

صیقل ہے دلکو پند و نصیحت حکیم کی
بڑھتی ہے شکر ہی سے تو نعمت کریم کی

صبر

یہ صفت اگرچہ بہت ہی ناگوار ہے، مگر بیش قیمت بھی اتنی ہی ہے۔اس صفت عالیہ کی قیمت مسلمانوں کی کتاب مستحکم میں اُن الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے جو خود پروردگار عالم کا کلام معجز نظام ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؕ یعنی خداوند عالم صابروں کے ساتھ ہے، اللہ اللہ! بھلا اُس صفت کا کیا مول ہوسکتا ہے جس کے حاصل کرنے سے ناچیز بندے کے ساتھ اُس کا خدا ہوجائے صبر کے معنی ہیں شکیبائی یا برداشت کرنا اُس امر کا جو عبد کے خلاف اس کے معبود کیطرف سے اسپر نازل ہو۔صبر کرنیوالے کو اجر بے حساب ملتا ہے۔ یقیناً یہ صفت نہایت مشکل ہے۔مگر دنیا میں رہکر ہر انسان کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت اور گروہ کا ہو، کوئی عمر اور لیاقت اور درجہ اُس کا ہو اکثر موقعوں پر اُسے صبر ہی سے کام لینا پڑتا ہے۔گویا انسان کی ضروریات زندگی میں ایک صبر بھی ہے خصوصاً عورت ذات کے لئے۔تو یہ صفت لازمی ہے۔اس لئے نہیں کہ وُہ جاہل مردوں کی نظر میں برابر کا حقوق نہیں رکھتی۔بلکہ اس لئے کہ صبر اُس کا بہترین زیور ہے۔صبر عورت کا حامی، اُس کا سچا رفیق، اس کی عزت و آبرو کا بہترین محافظ ہے، کیونکہ سختی ہی کے ساتھ آسانی ہے، صبر کو مفتاح الفرج اسی واسطے لکھا ہے کہ اُس کے بعد آدمی کو ضرور راحت و آرام ملتا ہے گھبراہٹ بیقراری اور عدم استقلال سے بہت سے کام ایسے خراب ہوجاتے ہیں جن کی صورت ایک دفعہ کے بعد پھر ویسی میسر نہیں آتی، رنج و آرام میں صبر کرنا۔ آفات ارضی و سماوی پر صبر کرنا خاصان خدا کی خصلت ہے، اس لئے لڑکیو! جہانتک تم سے ہوسکے ہر کام میں صبر کی

عادت ڈالو اور اپنے بزرگوں اور خدا کے نیک بندوں کی تاسی کرو، کسی بادشاہ کا ذکر ہے کہ وہ اپنے ایک جرنیل کو کسی مہم پر بھیجنے والا تھا۔ اور اس کے متعلق اُسے کچھ ہدایتیں کر رہا تھا۔ دفعتاً جرنیل کی پوشاک میں ایک بڑا بچھو کہیں سے پیوست ہو گیا، اب ادھر تو بے خبر بادشاہ لڑائی کی مختلف صورتوں پر جرنیل سے بحث کر رہا ہے اُسے وہاں کے نشیب و فراز سمجھا رہا ہے اور ادھر بچھو ہے کہ اندر ہی اندر اپنا کام کئے جاتا ہے۔ یہانتک کہ تقریر ختم ہوئی اور اس عرصہ میں بچھو نے اسقدر ڈنک مارے کہ وہ بیکار ہو کر گر بھی پڑا۔ مگر دھن ہے اور آفرین اُس جرنیل کے دل گردے کو جس نے کس صبر و استقلال سے بادشاہ کی تقریر کو اس عرصہ تک سُنا چہرہ کا رنگ تک متغیر ہونے دیا اور اشارہ کنایہ سے بھی اپنی تکلیف کا اظہار نہ کیا۔ دوسرے دن جب بادشاہ کو یہ حال ہوا اور اُس نے نہایت مہربانی سے پوچھا کہ تم نے اپنے اوپر اسقدر جبر کیوں اختیار کیا تو اس بہادر نے جواب دیا کہ اے بادشاہ سلامت آج اگر میں آپ کی بزم راحت میں صرف ایک بچھو کے ڈنک سے پریشان ہو جاتا تو کل معرکۂ جنگ میں زہرآب تیغ کی تلخی اور ناگوارپن کو کیونکر برداشت کر سکتا تھا۔ اور آپ کو مجھ سے کیا امید ہو سکتی تھی۔

جو آج ڈنک پہ بچھو کے صبر ہو نہ سکا
تو کل کو معرکۂ قتل و خوں میں کیا ہوگا

حیا

یہ خصلت ایسی شریف اور سیرت مقبول ہے جسے درخت ایمان کی شاخ کہتے ہیں۔ حیا انتظام عالم کی شرطوں میں سے ایک ایسی شرط ہے کہ اگر

اس صفت کو علیٰحدہ کریں اور کسی شخص کو کسی سے شرم نہ رہے تو نظام عالم میں فرق آجائے۔ اور خلائق کے منافع غارت ہوجائیں گویا خاص و عام کو حیا کی ضرورت ہے ورنہ بغیر آفتاب حیا و شرم کے اخلاق کے پھل کچے رہ جائیں گے۔

گر حیا نبود درآمدند رسم عصمت از میاں

در حجاب در میاں است از تقاضائے حیاست

حیا کی بھی کئی قسمیں ہیں، ایک وہ حیا جو گنہگار کو اپنے گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے، چنانچہ جب جناب آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کو بھولکر گیہوں کھالئے لباس بہشت آپ کے جسم سے گر پڑا اور آپ جسم ننگے ہوکر ادھر ادھر بھاگنے لگے کبھی اس درخت کے نیچے اور کبھی اس درخت کے پتوں میں جا چھپتے، تو خداوند تعالٰی کا حکم پہنچا کہ اے آدم تو ہم سے بھاگتا ہے، عرض کی جناب آدم نے کہ خداوندا میری کیا مجال جو تجھ سے بھاگوں، اور بھاگ کر کہاں جاسکتا ہوں۔ مگر اپنی خطا سے ایسا شرمندہ ہوں کہ ہر جگہ اپنے آپ کو چھپاتا پھرتا ہوں، دوسری قسم حیا کی کرم ہے یعنی کریم کو شرم دامنگیر ہوتی ہے کہ سائل اسکے دروازے سے خجل ہوکر نجائے معبود حقیقی جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور سب مخلوق کا خالق ہے، جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اُٹھاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ وہ اُن ہاتھوں کو خالی پھیرے، تیسری قسم حیا کی ادب ہے، گویا ایسا کوئی کام جس سے دوسروں کی نگاہ میں سُبکی پیدا ہو کسی کے سامنے نہ کرے، نوشیرواں بادشاہ کبھی اس مکان میں جس میں نرگس کا گلدستہ ہوتا تھا اپنی بیگمات کو لیکر نہیں بیٹھتا تھا کیونکہ اسکو نرگس کی آنکھوں سے بھی حیا آتی تھی، بہو بیٹیوں کے لئے تو حیا ہزار بناؤ کا ایک بناؤ ہے۔ بلکہ یہ کہدینا ذرا بھی خلاف نہیں کہ جس عورت کی آنکھ میں حیا نہیں اُس میں ایمان نہیں، کیسی خوش نصیب ہیں وہ مائیں جن کی بیٹیاں نیچی نظریں

رکھتی ہیں۔ جن کی آنکھ کبھی بے محل چیز کی طرف نہیں اُٹھتی اور جن کے دلوں میں ایسی شرم پوشیدہ ہے جس پر ہزار بیباکیاں نثار کر دینے کی قابل ہیں، سچ پوچھو تو شرم و حیا عورت ذات کا فطرتی جوہر ہے، خدانخواستہ خدانخواستہ جس بدنصیب عورت کی آنکھ کا پانی ڈھلا وہ دین سے بھی گئی اور دنیا سے بھی، پیاری بہنو! خدا تمہارے دلوں کو آجکل کی نامناسب ہوا سے بچائے جس میں آزادی کے پردے میں انتہا درجے کی بے حیائی یا دوسرے لفظوں میں سمیّت شامل ہے، یہ مانا کہ جس کی اُترے لوئی اُس کا کیا کرے گا کوئی، مگر نہیں اگر تمہارے صلب اچھے ہیں اگر تمہارے خون صاف ہیں، اگر تمہاری خلقت میں پاکیزگی کا کچھ بھی جز و ہے تو تم سب سے پہلے اپنے آپ کو حیا کے نہایت قیمتی زیور سے آراستہ کروگی، وہ قدرتی معصومیت وہ بے ساختہ پن، وہ بھولی بھالی صورت، جو شریف خاوندوں پر اپنا جادو خیز اثر ڈالتی ہے اور وہ اپنی نیک بیبیوں کے جان و دل سے عاشق ہو جاتے ہیں وہ کیا ہے۔ وہ صرف ایک شرم ہے، وہ صرف حیا ہے، حیا۔ خدا ہر لڑکی کو توفیق دے کہ وہ مرتے دم تک اپنے اس فانی جسم کو حیا کی چادر سے چھپائے رہے،

شرم پیدا کر اگر کچھ بہتری منظور ہے
جسکا پانی ڈھل گیا وہ آنکھ تو ناسور ہے

عفّت

یہ نہایت قیمتی شاخ ہے حیا و شرم کی اور اس کے معنی ہیں حرام چیزوں سے پرہیز کرنا۔ آدمی میں دو قوتیں ہیں، ایک قوت ملکوتی اور دوسری بہیمی، قوت ملکوتی یہ قوت اُس کو بلند کر کے فرشتوں سے ملا دیتی ہے اور قوت بہیمی یعنی

جانوروں کی سی خصلت، یہ جب ترقی کرتی ہے تو انسان اپنے درجہ سے گرتے گرتے حیوانوں میں جا ملتا ہے، اس لئے عفت وخصلت ہے جو بُرے خیالات کو بدل کر نیکی کی طرف مائل کرے اور حلال وحرام میں تمیز کر سکے تاکہ خیر وبرکت کے دروازے اُسپر کھولدیے جائیں، عزت و وقار اُس کا زیادہ ہو برخلاف اسکے مرد یا عورت جس کے اخلاق خراب ہوجاتے ہیں وہ اپنے دل پر قبضہ نہیں رکھ سکتا اور ہر بُری سے بُری خواہش کے پورا کرنے کیلئے وہ تیار ہوجاتا ہے تو اس وقت پروردگار عالم اس میں سے اُس خط نفس کی قوت بھی سلب کرلیتا ہے، جس کے لالچ اور میٹھے کے لئے وہ کمبخت اُدھر مائل ہوتا ہے گویا بے عفّت انسان، بے حیا، بے شرم، راندۂ درگاہِ خدا ہوتا ہے اور دنیا کے تمام حظ اُس کے لئے حرام ہوجاتے ہیں۔

پیاری بہنو! جب تمہارا مُنہ چاند سا ہے، جب تم صاف ستھری پوشاک پہنے ہو جب تم بھاری بھاری زیوروں سے آراستہ ہو، جب تم اچھے اچھے کھانے کھاتی ہو، میٹھا اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیتی ہو، اچھا بچھونا اور عطر پھول سے تمہیں دلچسپی ہے میٹھی میٹھی باتیں تمہارے کام ودہان کے ساتھ سننے والوں کے دلوں کو بھی آسودہ کرتی ہیں تو پھر کمال حیف ہے کہ تم عفت جیسی پاک چیز کو چھوڑ کر نامرادی گندہ دہنی اور عذاب آخرت کے گڑھے میں پھینکی جاوٴ۔

روئے خوب ست وکمال ہنر ودامن پاک
لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست

ادب

اپنے اور دوسرے کی پہچان کو ادب کہتے ہیں، یعنی جب ہم خود دوسرے کا

ادب کریں گے تو دوسرا بھی ہماری عزت کرے گا، بھاکا میں اسکو رکھ پت رکھا پت بولتے ہیں، جو لڑکی میکے سے سسرال میں گئی اور شروع ہی سے ادب کی سوغات لیکر نہ گئی خدا ہی ہے جو اس کی بیل منڈھے چڑھے، کیونکہ میکا اور سسرال یہ دونوں زمینوں آسمانوں کا فرق رکھتی ہیں، میکے میں لڑکی بڑی خصلتوں کی ہو یا بھلی ہر طرح کھپ جاتی ہے، چھپ جاتی ہے۔ لیکن سسرال میں ایک دن بلکہ ایک گھڑی ٹھنڈک سیلک سے نہیں کٹ سکتی، وہاں تو جب تک عادتیں درست نہوں محبت ادب آداب نشست برخاست رکھ رکھاؤ، خاندان کے ہر رکن سے میل جول پیدا کرنا آتا ہو، دوسروں کو آرام پہنچا کر خود تکلیف اُٹھانی نہ جانتی ہو وہ لڑکی کبھی خوش نہیں رہ سکتی، مولانا روم اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب ٭ بے ادب محروم گشت از فضلِ رب
از ادب پُر نور گشتست این فلک ٭ وز ادب معصوم پاک آمد ملک

ادب یہ نہیں کہ تم ایک حلال خور کے پاؤں میں گر پڑو نہیں بلکہ ایسی نظر باز آنکھ پیدا کرو جو اس انسان کے جنگل میں کھرے کھوٹے کو پرکھ لے، باپ کا باپ کی جگہ ماں کا ماں کے مرتبے پر، بڑے بوڑھوں کا اُن کے درجوں کے موافق استاد یا اُستانی کا ان کی شان کے موافق اور نوکروں، چاکروں، ماما اصیلوں کا لحاظ اُنکے موافق پیدا کرنا سیکھو، لڑکیو خوب یاد رکھو، جب تم دوسروں کا ادب کرنا سیکھو گی جب ہی دوسرے تمہاری طرف محبت کی نظر سے دیکھیں گے کیا تم ایک بڑی بوڑھی دائی کو جس نے تمہیں کبھی بچپن میں کھلایا تھا جوان ہو کر سلام کرنا اپنی کسرِ شان سمجھتی ہو، توبہ توبہ یہ بہت بری خو ہے اور اُس کا درجہ عزت کی سیڑھی سے جا کر ٹکراتا ہے، ہاں ہاں تم اُس کو نہایت خندہ پیشانی سے سلام کرو دیکھو تو وہ تمہاری دو انگلیاں ماتھے پر رکھتے ہی کیسی نہال نہال ہو جائیگی

اور کیسی شاد شاد ہو کر تم کو سچے دل سے دعائیں دینگی۔ میکے میں جب تم ان طریقوں کو اپنا دستور العمل بناؤ گی تو عزیز تم سے کیسے خوش ہونگے۔ آئے گئے مہمان جو تمہاری خوبیوں اور ادب قاعدے سے واقف ہو جائیں گے تو گھر گھر تمہارے چرچے ہونگے۔ اونچے اونچے گھروں سے بات آئے گی اور جب تم بیاہی جاؤ گی اور سسرال جا کر دوسری دنیا میں قدم رکھو گی اور اخلاق کا تمہارا زیور تمہیں ہر صفت کئے ہوگا تو ہر چھوٹا بڑا تمہارا کلمہ بھرنے لگے گا۔ ساس نند دل سے اور دیور جیٹھ تمہاری اونچائی و دانائی کی تعریف ہاتھوں چھاؤں کریں گے۔

اُستاد یا اُستانی کا ادب

پیاری سہیلی، ذرا بات تو سنو۔ کیا تم نے کبھی کسی بڑے سفید ریش میاں جی کو دیکھا ہے جو دروازے پر یا دیوان خانہ میں بچوں کو پڑھانے آیا کرتے تھے۔ یا ان سفید پوش بوڑھی اُستانی جی کو تم جانتی ہو جو پڑوس محلے سے ہر صبح کو لڑکیوں کو بلا کر تمہارے گھر میں دو بول سمجھانے کو آجایا کرتی تھیں۔ یہ کون تھے؟ یہ دونوں تمہارے اُستاد تھے اُستاد کا ادب بڑی ضروری چیز ہے، بلکہ ہمارے خیال میں تو ماں باپ جسے تم ابا کہتی ہو وہ اگر جسمانی خدا ہیں تو اُستاد یا اُستانی تمہارے روحانی خدا ہیں، کیونکہ باپ جس طرح بچے کی ہیئت ظاہری کا خالق ہوتا ہے اُسی طرح اُستاد یا اُستانی اُسکے روحانی قوا کے درست کرنے والے ہوتے ہیں، چونکہ روح کو جسم پر ہر طرح فوقیت ہے اس لئے اُستاد کو ایک گونہ باپ پر بھی سبقت ہے اور استاد تم سے بہت زیادہ تعظیم کا مستحق ہے اُستاد کے جبر اس کے سخت دُرشت کو بُرا نہ سمجھو۔ اُسے اُسکی پیٹھ پیچھے بُرا بھلا نہ کہو، شریر لڑکیوں کے کہنے میں آکر اُسے کوسو نہیں، بلکہ جہاں تک تم سے ہوسکے اُسکا ادب کرو، اُسے آرام پہنچاؤ، اس سے اطاعت گذاروں کے طریقے سے پیش آؤ تاکہ وہ تم سے خوش ہو کر تمہیں اور بھی توجہ سے پڑھاوے، تعلیم و تربیت کرے اور تمہارے

واسطے اکثر اوقات دعائے خیر بھی کرے، جو استاد بہ مہر پدر۔ اہل ایران اسکے قائل ہیں، بسوامتر جی جو رام اور لکشمن جی کے استاد تھے، باوجود اسکے کہ غریب پنڈت تھے اور رامچندر جی، سورج بنسی خاندان کے روح رواں، راجاؤں کے راجا، اور مہابلیوں کے مہابلی، مگر وہ دونوں شہزادے بسوامتر جی کے قدموں میں سر جھکاتے تھے، ان کے لئے اپنی جگہ خالی کرتے تھے، ان سے نیچے بیٹھتے تھے اور ان کے حکم کو افضل سمجھکر ہر وقت تعمیل کو حاضر تھے، وہ ہاتھ جوڑکر استاد کے سامنے کھڑے ہوتے تھے اور گردن جھکاکر اسکے حکموں پر کاربند ہوتے تھے، آخر مہر استاد نے ایسا جلوہ دیا کہ چودہ برس بن باس کے بعد جو صرف باپ کا قول رکھنے کو انھوں نے گوارا کیا تھا، ساری لنکا کو فتح کرکے واپس آئے۔

ادب گنج قاروں سے بڑھکر ہے جاں | یہ ملک فریدوں سے بڑھکر ہے ماں
بزرگوں نے ہرگز نہ کی فکر مال | کہ اموال کا منھ ہے رُو درزوال
وہ پائل ہو سب بوئے ادب | ادب سے ہے نام نکو پیشِ رب

ہمّت کی بلندی

ان اللہ یحب معالی الامور خدائے تعالےٰ بلند ارادوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کے اعمال نیک کو اپنی قبولیت کا بہت بڑا مرتبہ عنایت کرتا ہے، یہ ایک مذہبی پاک خیال ہے اب لیجئے ظاہری اور سامنے کی بات کو یعنی اللہ تعالےٰ کیوں اُس شخص کو عزیز رکھیگا۔ جو سب سے پہلے اپنی علو ہمتی سے اتنا بلند ہو کہ پہلے اپنے معبود کو پہچانے پھر جو عزم کرے جو خیال دل میں لائے وہ ایسا ہمت والا ہو جو اس ہی عمل میں آجائے تو اور بندگان خدا کو اس کی مثال بننے کا شوق پیدا ہو جائے اور ایک بلند ہمت کی علوئے حوصلگی اوروں کو بھی بلند ہمت بنائے، میری بہنو! جب تم ایک بڑے خالق کی نہایت ہی زبردست قادر و توانا کی بنائی ہوئی پتلیاں ہو تو کیا اُسکی عظمت شان اور

بلند نظری کا کروڑواں حصہ بھی اپنے میں لیکر اُسکی قدرت نہیں دکھا سکتیں؟ افسوس ہے تمہیں شروع ہی سے اپنے آپ پر غور کرنا چاہیئے، تم اپنے کھلونوں کی بناوٹ کو خاص اپنی بناوٹ سے مقابلہ کرنا سیکھو، دیکھو تو ایک گڑیا کو کاریگر نے کس طرح بنایا ہے اور تم جیسی خوشرو بولتی چالتی، جیتی کی مُورت یا سانولی صورت کو کسی چابک دست اُستادِ ازل نے کس شان سے ڈھالا ہے، لامحالہ تمہیں کچھ دن بعد اس گڑیا میں اور اپنے آپ میں بہت بڑا فرق معلوم ہونے لگے گا۔ اور تمہاری علوہمتی کچھ کچھ ترقی کرے گی، پھر تم اُسکو اپنا شعار بنا لو، بڑھاتے بڑھاتے دنیا کے ہر کام میں اُسکو لگاؤ گی، تم کبھی کم نظروں سے خفیف نہ ہو گی، تم کبھی اپنی ہمجولیوں میں کھسیانی نہیں ہو گی، اور تمہارا کوئی کام بغیر شان کے نہ ہو گا۔ جس میں قدرت بھی اپنا ہاتھ لگا دیا کرے گی،

یعقوب لیث ایک نوجوان تھے۔ جب اُن سے کسی بڑے بوڑھے نے پوچھا کہ اب تمہارا زمانہ شباب آگیا ہے، لاؤ تمہارے لئے رسم عروسی ادا کیجائے یعنی شادی کر دی جائے، یعقوب نے جواب دیا کہ بابا میں نے اپنی نسبت خود ڈھونڈ لی ہے اور میں عنقریب شادی کرنے والا ہوں۔ بزرگ نے کہا کہ مجھے تو اس رشتہ سے خبردار کرو، ذرا میں بھی تو اس لڑکی کو دیکھوں کہ وہ کس خاندان کی ہے، اُس وقت یعقوب اپنی جگہ سے اُٹھا اور گھر میں سے ایک نہایت بانکی جوہر دار تلوار نکال لایا اور کہا بابا، دیکھئے میں اس دُلہن کو جو مغرب و مشرق کے ملکوں کی ملکہ ہے اپنے خطبے میں لایا ہوں اور اسی سے تمام ملک فتح کرونگا، بزرگ نے یعقوب کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا مُنہ چوم لیا۔ یہ کیوں؟ یہ اس نوجوان لڑکے کی بلند ہمتی تھی اس لئے دنیا میں ہر مرد و عورت سبکو بلند ہمت بننا چاہیئے، کبھی کسی چھوٹی چیز پر جس کے لئے ہمارا اشرف المخلوقات ہو کر توجہ کرنا، ہماری عزت کو خاک میں ملاتا ہو، رال نہیں ٹپکانی چاہیئے ہم کو خدا نے کیا نہیں دیا، ہم میں کونسی قدرت اس قدرت کاملہ نے نہیں عطا فرمائی۔ پھر ہم کیوں

لپنے سے پست مرتبہ شے پر نظر ڈالیں، نہیں ہمارا ہر خیال بلند ہونا چاہیے۔

عروسِ مرگ کسے در کنار گیرد چست
کہ بوسہ بر لبِ شمشیرِ آبدار زند

ارادہ

یا عزم گویا جس کام کے کرنے کی ٹھان لیجائے اُسے پھر مرتے مرتے نہ چھوڑے، یہ نہیں کہ آج بی جہان آرا نے ایک کرتہ لگایا اور کل اُس میں چار ٹانکے نکال کے چھوڑ دیا، پرسوں پھر یوں ہی سا کچھ سیا اور اترسوں ہمیشہ کے لئے ندارد آخر وہ بغچی میں پڑا پڑا گو ہو گیا لیکن سینے کی نوبت نہ آئی تھی نہ آئی، ایسی لڑکیاں کبھی کوئی کام پورا نہیں کر سکتیں اس طرح اُن پر سے اعتبار اُٹھ جاتا ہے، اُنھیں دوسروں کا دستِ نگر ہو کر رہنا پڑتا ہے اور پھر جب ادھورہ کام چھوڑ دینے کی عادت پڑ جاتی ہے تو عمر بھر اُنھیں کسی کام کی تکمیل ہی نصیب نہیں ہوتی، صرف ابتدا ہی ابتدا میں اُنھیں دو ایک دن ذرا امنگ رہتی ہے اور پھر معمول کے موافق اُس سے بھی دل اُچٹ جاتا ہے، ایک شہزادی جو ملکہ ہو کر تخت پر بیٹھی، کہیں اُسے بچپن سے مٹی کھانے کی بری عادت پڑ گئی، جوان ہو کر بھی یہ بلا اس سے لپٹی رہی۔ یہانتک کہ جسم تمام سوکھ کے لکڑی ہو گیا چہرہ زرد ہو گیا اور ہر وقت بستر پر پڑی رہنے لگی، حکیموں نے ہزار ہزار جتن کیے، سونے کے نوالے کھلائے اور عمدہ عمدہ نسخے جواہرات میں تلنے کے قابل پلائے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ ملکہ اپنے ارادے پر قایم ہی نہیں رہ سکتی تھی ہزار منع کیا، ہزار سمجھایا کہ مٹی کھانی چھوڑ دی جائے، مگر کبھی ممکن نہ ہوا۔ اتفاق سے ایک دن ایک فقیر درِ دولت پر آنکلا، ملکہ نے اُس کو بھی بلا کر اپنا حالِ زار بیان کیا، اُسنے کہا کہ اے ملکہ تم مٹی کھانی کیوں نہیں چھوڑ دیتیں، جس چیز سے تمھیں ایسا ضرر پہنچتا ہے کہ دشمنوں کی جان کے لالے پڑ گئے، پھر ایسی بری خصلت کو ایک دفعہ دل پر ٹھان کر کیوں نہیں چھوڑ دیتیں

ملکہ نے کہا شاہ صاحب کیا کروں جب ارادہ کرتی ہوں دو ایک دن صبر کر لیتی ہوں۔ پھر عادت مجبور کرتی ہے اور بد پرہیزی ہو جاتی ہے۔ فقیر کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور اس نے کہا اے شہزادی کیا تم عزم کر کے پھر اُسے توڑ بھی ڈالتی ہو، افسوس تمہارا عزم معمولی عزم نہیں ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ شاہانہ عزم کو کیا ہو گیا زمین ٹل جائے آسمان ٹل جائے مگر شاہانہ عزم تو کبھی نہیں ٹلتا، آج سے مجھے تمہارے شہزادی ہونے میں بھی شک ہو گیا، یہ کہہ کر فقیر تو بڑبڑاتا ہوا چلدیا، مگر شہزادی کے دل پر ان لفظوں نے ایسا اثر کیا کہ پھر وہ عزم بالجزم ہی کر کے رہی اور اپنی مدت العمر کبھی مٹی کو نہ چھوا، خدا کے فضل سے مرض بھی جاتا رہا اور وہی زعفرانی چہرہ پھر ارغوانی ہو گیا۔ بہنو! تم بھی یہی وتیرہ اختیار کرو کہ جس کام کو کرو اُسے کبھی ادھورا نہ چھوڑو۔

انصاف

یہ صفتِ عالیہ خاص بادشاہوں یا حکام کے لئے سمجھی جاتی ہے لیکن اسکا شائبہ بھی مخلوق کے ہر ذرہ میں موجود ہے۔ سنو بہنو۔ مثلاً تمہاری کسی سہیلی نے کوئی مٹھائی منگائی ہے اور تم نے اور اُس نے مل بانٹ کر کھایا ہے تو کیا برابر کے حصے نہیں کئے گئے تھے سچ کہنا جب کبھی تمہارے ابا جان کوئی ترکاری میوہ یا سوغات کہیں باہر سے لیکر آتے ہیں تمہاری اماں جان نے تم کو حصہ لینے کے لئے بلایا ہے۔ تم اور تمہارے بہن بھائی سب خوشی خوشی چیزیں لینے دوڑتے ہو۔ اور اتفاق سے تمہیں کم حصہ ملا ہے تو کیا تم اس کے انصاف کے لئے مچل نہیں گئی ہو؟ اسی کا نام عدل ہے اور اسی کو انصاف بھی کہہ سکتے ہیں تم رات دن اپنے گھروں میں سنتی ہو گی فلاں شخص کا مقدمہ ہوا فلاں نے انصاف کیا اور خوب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا، حقیقت میں فلاں حاکم بڑا ہی منصف ہے بڑا ہی عادل ہے، یہ ناموری صرف اس لئے ہے کہ وہ حاکم کسی کی رُو رعایت نہیں کرتا رشوت نہیں کھاتا، اور دونوں فریق میں جدھر انصاف دیکھتا ہے

اُسی کو ڈگری دیدیتا ہے، ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑھ کر بڑے بڑے کارنامے ہو جاتے ہیں! کسی بادشاہ کو شکار کی ضرورت سے باہر جانا پڑا دریا کے کنارے ایک گائے چرتی دیکھی جو خوب موٹی تازی اور تیار تھی، بادشاہ جو دن بھر کے شکار سے تھکا ہوا تھا اُس گائے کو دیکھکر لوٹ گیا اور بغیر سمجھے بوجھے اپنے غلام کو اسکے ذبح کر کے کباب لگانے کا حکم دیدیا۔ وہاں کیا دیر تھی غریب گائے بے جرم بیگناہ پکڑی بھی گئی، ذبح بھی ہوئی، اور کباب ہو کر پیاروں کے پیٹ میں بھی چلی گئی، لیکن نتیجہ جو ہوا اُس نے تو ایک دنیا کے رونگٹے کھڑے کر دیئے۔ وہ گائے ایک غریب نادار بڑھیا کی تھی جس کے یتیم بچے اُسی کے دودھ سے پلتے تھے، اس بیچاری پر تو دنیا اندھیر ہو گئی۔ وہ روتی ہوئی اس غلام کے پاس گئی اور داد چاہی اس بے رحم نے بجائے اسکے کہ دادرسی کرتا اور گائے کی قیمت ادا کرتا اُلٹا بڑھیا کو مار کر نکال دیا۔ جب وہ بیچاری چاروں طرف سے مایوس ہوئی تو ایک پُل پر جا کر کھڑی ہوئی جہاں سے بادشاہ کی سواری گذرنے والی تھی۔ جوں ہی کہ بادشاہ کا گھوڑا وہاں پہنچا، جان سے بیزار ستم رسیدہ بڑھیا نے دوڑ کر بادشاہ کے گھوڑے کی لگام تھام لی، وہی غلام ساتھ تھا، اُس نے چاہا کہ پھر تازیانہ اُٹھائے لیکن بادشاہ نے اشارہ سے منع کیا اور بڑھیا سے حال پوچھا، بڑھیا نے جس کے چہرے سے غضب الٰہی ٹپکتا تھا بڑے جوش سے کہا کہ اے بادشاہ اس وقت تو زندہ اس پل پر کھڑا ہے یا تو اسی وقت میرا انصاف کر نہیں قسم ہے جناب احدیت کی کہ کل پُل صراط سے تجھے اُس وقت تک نہیں جانے دونگی جب تک اپنا انصاف نہ کرا لوں گی، بس اب مختصر جواب دے، اس پُل پر انصاف کرتا ہے یا پُل صراط پر، بادشاہ لرز گیا، اور اُس نے پا پیادہ ہو کر نہایت عجز سے کہا کہ مائی خدا کے واسطے جلد بتا تجھ پر کس نے ایسا ظلم کیا ہے جس کے لئے تو عاقبت کے پُل پر مجھے روکنے کو تیار ہے۔ اس نے کہا اسی غلام حبشی نے جو اس وقت مجھ کو مارنا چاہتا ہے

اسی نے مجھے پہلے بھی مارا ہے، اور میری وہ عزیز گائے جو میرے چار یتیموں کو بھوک سے بچاتی تھی اسی کے ہاتھوں ذبح ہو کر کباب کی گئی ہے، بادشاہ نے حکم دیا کہ غلام کو اسی وقت سزا دیجائے اور بجائے ایک گائے کے دس گائیں اس بڑھیا کو دیجائیں، بڑھیا اس انصاف کے بعد شاداں و فرحاں اپنے گھر پھری اور بادشاہ کی نیک نیتی اور انصاف آج تک ہماری زبانوں پر ہے۔ لڑکیو! اس تحریر کے یہ معنی نہیں کہ تم بھی کسی ملک کی بادشاہ ہوگی وہاں جا کر انصاف کرنا، نہیں نہیں تمہارے انصاف کرنے کی جگہ تمہارا گھر ہے، اور یہی وہ چھوٹی سی سلطنت ہے جو بڑے ہو کر تمہارے اختیار میں دیجائے گی، اس کی تم مالکہ ہوگی اور گھر کے باقی لوگ تمہارے زیر نگرانی، ایسے وقت میں تم کو چاہیے کہ تم اپنے اور دوسروں کے درمیان انصاف کرو، تمہارا خاوند جو کچھ کما کر لائے اُسے باقاعدہ اُٹھاؤ، اسے کھلاؤ، خود کھاؤ، بچوں کو دو اور ٹکڑا پارچہ فقیر کے لئے الگ اُٹھا رکھو، جو کپڑا، چیز بست گھر میں آئے پہلے مستحقین کو دو اور پھر اپنا حق اپنے کام میں لاؤ، یہ نہیں کہ میاں کی ساری تنخواہ تمہارے ہی زیوروں اور پوشاک میں خرچ ہو جائے اور گھر والے حق تُو، حق تُو کرتے پھریں، یہ نہیں کہ میاں کے پاس باہر جانے کو کھونسڑا بھی نہیں اور تم ڈیڑھ حاشیہ چڑھائے دیوا باکھوں پر نظر آ رہی ہو، یہ نہیں کہ بچے ننگے گلے پھر رہے ہیں اور تم نئے نئے کپڑے بنت کر پہنے کو بھرے جا رہی ہو، یہ نہیں کہ باپ کی برابر بڈھا سسرا سردی کے مارے سُو سُو کرتا مسجد میں نماز کو جائے اور تم دوشالہ اوڑھے باورچیخانہ میں چلائے نوشی کر رہی ہو، نہیں پہلے اور اور پیچھے آپ یہاں تک کہ اگر خدانخواستہ، خدانخواستہ خدانخواستہ تمہارے خاوند کی دو بیبیاں بھی ہوں اور تم پہلی بیوی کے بعد نہایت چاؤ سے بیاہ کر لائی گئی ہو، کل چیزیں تمہارے اختیار میں ہوں، ہر شخص تمہاری طرف دیکھے، تمہارا منہ تکنے اور تمہاری مرضی پر کام کرنے کو تیار ہو ایسے وقت میں بھی تم یہ

فرض ہے بلکہ واجب ہے کہ تم اپنے سے پہلے اپنی غریب سوکن کا خیال رکھو جسکا
سہاگ، جسکا عیش، جس کا آرام سب تمہاری وجہ سے بٹ گیا۔ اور جو حصہ بٹا ہوا
بھی ہے اس کی بھی تقسیم تمہارے ہی ہاتھ ہے اسلیئے نہایت ضروری اور لازمی ہے کہ
تم اپنی عقل اور سلیقہ کے موافق ایسا انصاف کرو کہ دشمن بھی تمہاری واہ واہ کریں۔

عفو تقصیر

یہ خصلت تمام خوبیوں پر فوق رکھتی ہے، جب کسی سے تمہارے نزدیک برائی ہو
جائے یا کوئی تم کو نقصان پہنچائے اور پھر تمہارے سامنے معافی کی غرض سے آئے
تو لازم ہے اُسے ضرور معاف کردو اور اس معافی قصور کی عادت ڈال لو۔ کیونکہ
سزا دینے میں صرف تمہارے دل کو لذت ملے گی اور معاف کردینے سے اُدھر تو
خطاوار کے دل سے دعائیں نکلیں گی اور ادہر تمہارے لئے نیک نامی اور ثواب
عقبے حاصل ہوگا دوسرے یہ بھی ہے کہ اگر آج تم کسی کے گناہ سے نہ گذرے تو کل تمہارے
گناہ سے کوئی در گذرے گا۔ ہمنے اکثر عورتوں میں یہ بُری عادت دیکھی ہے کہ جہاں
اُن کی خادمہ سے کوئی بھول چوک ہوگئی اور وہ آپے سے باہر ہوگئیں ایک ایک
زبان میں ہزار ہزار صلواتیں سُنائی جارہی ہیں، غصے کے مارے منہ سے کف جاری
ہیں اور اپنی اچھی بھلی جان کو پیٹے ڈالتی ہیں اور ماما۔ وہ اچھو چھو کا تو ناک میں
دم کردیا ہے، گھڑی بھر میں اُس کی سات پیڑی کو پُن کے دھر دیا۔ اس طرح
ایک تو نوکر چاکر سنتے سنتے ڈھیٹھ بن جاتے ہیں دوسرے زبان بھی خراب ہوجاتی
ہے، اور دوسرے کا بھی کلیجہ پک جاتا ہے، آخر وہ بھی جواب دینے لگتا ہے گویا
خادمہ اور مخدومہ پھر دونوں ایک ہی پلڑے میں تلنے لگتی ہیں بعض ایسی نیک
بخت بھی ہوتی ہیں کہ صبح شام حلال خوری کا دو وقتی کرنے آنا ہی اُن کے لئے

اچھا خاصا لڑائی کا مورچہ ہے۔ اُدھر اس نے دروازے میں قدم رکھا ادھر انھوں نے ٹانگ لی، موری نہیں صاف کی، انگنائی اچھی طرح نہیں بہاری، روز کی روز لیجاتی ہے، اب چاہے قصور ہو یا بے قصور اُنھیں صلواتیں سُنانے سے مطلب، دھوبن آئی اور اُنھوں نے کپڑوں کا رونا رونا شروع کیا۔ کاچھن گھر میں گھسی اور وہ پلی پڑتی ہیں کہ کسی طرح اُس سے دو دو چونچیں ہو جائیں، غرض خوئے بدرا بہانۂ بسیار، پیاری بہنو! تمکو خدا نیک توفیق دے، تم ہرگز ایسی بُری خصلتیں نہ سیکھنا، اس طرح ہر وقت کی تُو تُو۔ میں میں سے ایک تو دوسروں کے آئے اوسان خطا ہوتے ہیں دوسرے اپنا بھی ہدڑا جاتا رہتا ہے اور کسی کی نظر میں کچھ وقعت نہیں رہتی، ہمیشہ نوکر چاکروں پر مہربان رہو، ان کی خطاؤں کو معاف کرو، ان کی خدمت کی پوری داد دو، اُنھیں اُن کے حقوق خندہ پیشانی سے ادا کردو تاکہ وہ خوش ہو کر تمہارا کام کریں۔ اگر بھولے بسرے کسی سے بھول چوک بھی ہو جائے جب بھی سمجھا بجھا کر آئندہ کے لئے ہدایت کردو کہ اُن کے دل میں بھی گھر ہو کہ ہماری مخدومہ ایسی سیر چشم ہیں۔ کیا تم نے اپنی ملکہ مرحومہ کوئین وکٹوریہ کی عفو تقصیر کا کوئی بھی قصہ نہیں سُنا آؤ ہم ایک چھوٹا سا ذکر کریں جس سے خطا بخشدینے کی عمدہ مثال تمہارے سامنے ہو جایگی ملکہ وکٹوریہ مرحومہ یعنی ہمارے موجودہ بادشاہ کی دادی نے ایک دن اپنی خادمہ کو دیکھا کہ وہ معمولی وقت سے ذرا دیر کر کے آئی آپ نے اُس دن چشم پوشی کی۔ اور ٹال گئیں، دوسرے دن بھی ایسا ہی اتفاق ہوا۔ اور ملکہ صاحبہ نے پھر درگذر کی، تیسرے دن جب وہ خادمہ پھر دیر کر کے آئی تو ملکہ صاحبہ کو دیکھا کہ دروازے پر گھڑی ہاتھ میں لئے منتظر کھڑی ہیں، روح ہی تو فنا ہو گئی اور وہ بہت ہی بدحواس جلدی جلدی حاضر ہو کر مجرا بجالائی، لیکن ملکہ نے مسکرا کر صرف یہ لفظ کہے کہ مس ... میں آج تین روز سے برابر آپ کو اپنے وقت سے بہت پیچھے آتے ہوئے دیکھ رہی

ہوں۔ امید کہ پھر آپ اپنی ملکہ کو اتنے انتظار کی تکلیف نہ دینگی، یہ کہا اور اپنے کمرے میں مسکراتی ہوئی چلی گئیں، ایک اور مجرم جس کو پارلیمنٹ سے پھانسی کا حکم مل چکا تھا، اُس کا کاغذ جب دستخط کے لئے رحمدل ملکہ وکٹوریہ کے سامنے پیش ہوا تو آپ کے ہاتھ کانپنے لگے، چہرے پہ ہراس کے آثار نمایاں ہوئے اور آپ نے اسی جنگی لاٹ سے جو کاغذ پیش کرنے لایا تھا نہایت نرم لفظوں میں کہا کہ کیوں مائی لارڈ کیا اس بدنصیب شخص کے لئے اب کوئی گنجائش نہیں رہی، لاٹ نے کسیقدر تیز لہجہ میں جواب دیا۔ نہیں حضور یہ ایسا ہی خطاوار ہے کہ اسکی دفعہ اس کے لئے سزائے موت ہی تجویز ہوئی ہے، اسپر رحم مجسم ملکہ نے آبدیدہ ہوکر پھر یہ لفظ کہے کہ میرے اچھے لاٹ صاحب ایک کوشش، ایک کوشش، ملکہ کی یہ حالت دیکھکر جنگی لاٹ کا بھی دل بھر آیا اور اُسنے مجبوراً یہ لفظ کہے کہ خیر اگر حضور کا یہی منشا ہے تو دستاویز اور درخواستیں بھی اُس کی سفارش میں پیش ہوسکیں یہ سنتے ہی ملکہ نے کانپتی ہوئی اُنگلیوں سے قلم اُٹھایا اور اُس قتل نامے پر معاف کا لفظ لکھکر جنرل کے آگے بڑھا دیا۔

تقصیر بخشدو کہ ترقی ہو نام میں\
لذت جو عفو میں ہے نہیں انتقام میں

خُلق

خُلق سے مُراد۔ خوش خوئی۔ ملنساری۔ نرمی اور دلجوئی ہے۔ اللہ تعالٰے نے جب ایمان کو پیدا کیا تو اُس نے کہا کہ اے باری تعالٰے مجھے قوت دے حقتعالٰی نے نیک خوئی اور سخاوت سے اُسے سرفراز فرمایا پھر کفر کو پیدا کیا تو اُس نے بھی قوت طلب کی خداوند جل وعلا نے اُسے تندخوئی اور بخل سے قوی کیا، خلق کی دس قسمیں ہیں اول کسی نیک کام میں لوگوں سے مخالفت نکرنی، دوسرے اپنے عیب پر خود نظر رکھنا

تیسرے دوسروں کے عیب پر پردہ ڈالنا اور اُسے غیروں کے سامنے نہ اُگلنا، چوتھے اگر کسی کی ذلت کی کوئی بات ہو تو اُسے عمدہ تاویل کا لباس پہنانا، پانچویں خطاوار کی خطا معاف کر دینا، چھٹے محتاجوں کی حاجت کو روا کرنا، ساتویں اوروں کے رنج میں خود شریک ہو جانا، آٹھویں ہمیشہ بشاش چہرہ اور خندہ پیشانی سے پیش آنا، نویں جس سے بولنا بات کرنا ہنس کے، میٹھے میٹھے بول، دسویں سخت بات کا جواب نرمی سے اور گالی کا جواب دعا میں۔ دوسرے کے بُرا بھلا کہنے سے اگرچہ غصہ آ جانا فطرتی اثر ہے لیکن غصہ کا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا اور ہر وقت کے غصہ کرنے سے سارا عذاب اپنی ہی جان پر پڑتا ہے۔ مگر جس حالت میں سختی کا جواب نرمی سے دیا جائیگا تو دوسرا سختی کرنے والا بار بار کی نرمی سے خود بھی پانی ہو جائیگا کیونکہ سخت اور تیز تلوار روئی کو نہیں کاٹ سکتی۔ لڑکیو! کج خلقی ہر وقت کا چڑ چڑا پن منہ بنائے بنائے رہنا اور ذرا سی بات پر روٹی نہ کھانی، پانی نہ پینا، دو دو چار چار دن اوائی کھٹوائی لئے پڑے رہنا سوائے اس کے کہ اپنی ہی جان کو نقصان پہنچایا جائے اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جلے جلے مزاج کی عورتیں بھن بھریاں کہلاتی ہیں، اُن کے تیہے کو اُنہی کا خون جلانا پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو اُنپر ہنسی آتی ہے، کوئی نک چڑھی بیگم کہتا ہے کوئی دماغ دار بہو کا خطاب دیتا ہے، گھر۔ باہر۔ رشتہ کنبہ اپنا۔ پرایا۔ دوست۔ دشمن۔ زمین۔ آسمان غرض ایسی لڑکی کو دم بھر چین سے گذارنے کو کہیں ٹھکانا نہیں ملتا، وہ نہ کسی محفل میں جا کر خوش ہو سکتی ہے نہ کسی ماتم کدے میں دو آنسو بہا سکتی ہے بلکہ ہر وقت کی ایک سوختی ہوتی ہے، جو اندر ہی اندر اُسکا کلیجہ جلائے جاتی ہے اس لئے نہایت ضروری صلاح ہے کہ ہر بہو بیٹی اپنے آپ کو خوش مزاج بنائے سب سے ہل مل کر رہے، چھوٹے بھائیوں بہنوں، نندوں اور دیوروں سے پیار اخلاص سے گذارے۔ بڑے بوڑھوں

ساس اور جیٹھانیوں سے محبت سے پیش آئے، خاوند کا دل اپنی محبت بھری نگاہ اور ہنس مکھ چہرے سے ہاتھ میں لے اور تکلیف کی گھڑیاں بھی ہنسی خوشی سے گزار دے ایسی لڑکیاں ہمیشہ اپنی ماں کی کوکھ ٹھنڈی رکھتی ہیں، اور راہ چلتے انھیں دعائیں دیتے ہیں ÷

دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گزار دے

تواضع

یہ ایک ایسی خوبی انسان میں ہونی چاہیے جس سے دل کھنچے، خود دام میں آجائیں اور جن کی تواضع کیجائے وہ اُس دام میں پھنس جائیں، واقعی تواضع ایسی ہی چیز ہے، اس سے بیری دشمن تک محکوم ہو جاتے ہیں، جہاں کوئی بھولی بھالی لڑکی تم سے خاطر تواضع سے پیش آئے، بوا بہن تم بھی اُسکے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو، ملو جلو، اُسکی کتابوں، اُسکے سبقوں یا اسکے سینے پرونے کی بابت پوچھو، اپنے کڑھے ہوئے کشیدے، اپنے کٹاؤ کے جال یا اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے قطعے اُسے نذر دو، وہ تم کو اپنے ہاں سے اچھی اچھی چیزیں دیگی، تمہاری تواضع اُسکے دل میں گھر کریگی، اُسکی محبت تمہارے دل میں، تواضع کے یہ معنی نہیں کہ تم اپنا گھر لٹا دو، نہیں نہیں بلکہ اُسے اخلاق نیاز مندانہ سلوک اور خلوص نیت سے اپنی سہیلی یا خاوند کے دوست کی بیوی سے، اپنے بزرگوں کے ملنے والوں کی گھر والیوں سے ملو کہ گویا وہ تم سے بڑے ہیں اور تم سب سے چھوٹی ہو، اس طرح جو لوگ تم سے حقیقت میں بڑے ہیں وہ تو اسلئے تم سے مسرور اور خوش ہونگے، تمہیں دعائیں دینگے، کہ تم ادب شناس ہو، سعید ہو اور با اقبال لڑکی ہو، جو بزرگوں کی اس طرح عزت کرتی ہو، اور جو لوگ حقیقتاً تم سے چھوٹے ہیں اور تمہارا برتاؤ اُن سے چھوٹوں کا سا

ہے تو وہ نہال نہال ہو جائیں گے، بلکہ تمہاری جوتیاں تک سر پر رکھنے کو تیار ہو جائیں گے، تمہاری محبت دریا کی طرح اُن کے دلوں میں جوش مارے گی اور وہ پسینے کی جگہ تمہارا خون بہانے کو موجود ہو جائیں گے، ابھی مرحومہ کوئین وکٹوریہ کا ذکر ہے کہ اُن کے باپ کے ایک وفادار نوکر کی لڑکی جس زمانہ میں اس زمانہ میں بیمار ہوئی جب اُن کو خدا نے بڑے برطانیہ کی قدرتی عطیہ سلطنت انکو بخشی اور وہ بجائے اپنے چچاؤں کے بادشاہ ہوئیں انہیں سوچو۔ ایسے عالم میں بھی بڑے بڑے نیک مزاج اپنی پہلی حالت کو بھول جاتے ہیں، دوستوں اور زبانی دوستوں کا یاد رکھنا تو کجا، مگر ملکہ وکٹوریہ نے اس عالم میں بھی ایک زبور کی جلد نہایت خوشنما اور مطلا مع کچھ نقدی کے اُسکے پاس بھجوائی اور ساتھ ہی ایک خط بھی بھیجا جسے اُنھوں نے خاص اپنے قلم سے اس عبارت میں لکھا تھا "میری! (یہ اس لڑکی کا نام ہے) مجھے اُس طرح یاد ہے جس طرح وہ کبھی میرے سامنے تھی، اور وہی چھوٹی وکٹوریہ جو کبھی اُسکے ساتھ کھیلا کرتی تھی اسے یہ کتاب ہدیۃً بھیجتی ہے" اس چٹھی کا یہ اثر ہوا کہ وہ غریب لڑکی جسکو سخت بخار تھا خوش ہو کر اپنے بچھونے پر ہو بیٹھی، اور اپنی عزیز سہیلی اور حال کی ملکہ کا رو رو کر شکریہ ادا کرنے لگی، یہ مانا کہ اس بخشش سے کچھ اس بیمار لڑکی کی زندگی بڑھ نہیں گئی۔ اس نے کوئی جائداد کھڑی نہیں کرلی، مگر ایک غریب قلاکت زدہ بیمار کا دل کیسا خوش ہو گیا کہ بادشاہِ وقت نے ایک ادنےٰ درجہ کی مصاحب کو کس پیار سے یاد کیا۔ یہ ہے تواضع؛

امانت و دیانت

بڑے بڑے عالم اور حکیموں کا قول ہے کہ امانت خصائل حمیدہ میں سے ایک رکن اعظم ہے اور دیانت اخلاق پسندیدہ کا ایک جید ستون۔ امین وہ ہے جو خیانت نہ کرے دیانت اُسی کے پاس ہے جو خیانت سے دور ہو۔ بڑی

بڑی امانتیں، جن کو یاد رکھنا چاہیئے، وہ آنکھ ہے، کان ہیں، زبان ہے اور ہاتھ ہیں، آنکھ اس لئے امانت ہے کہ اسکی قدرت کے تماشوں کو جو رات دن ہوتے ہیں اس کی معرفت میں ڈوب کر دیکھے کسی بُری چیز پر نظر نہ ڈالے ورنہ خیانت ہوگی، کان بھلی باتوں اور کلام الہٰی کے سننے کے لئے امانت ہیں، اگر اُن سے ناشائستہ باتیں سُنی جائیں گی تو یقیناً بڑی بھاری خیانت کیجائے گی، زبان سچ بولنے، ذکر خدا کرنے اور اپنا مدعا دوسروں پر نیک نیتی سے ظاہر کرنے کے لئے دیگئی ہے، اگر اس سے بہتان جھوٹ اور مغلظات بکا اور چغلی کھائی تو ہم نے وہ خیانت کی جسکی وجہ سے ہم کو شرمسار ہی ہے، ہاتھ اس لئے امانت ہیں کہ ان سے اپنے کاموں سے پہلے دوسروں کی دستگیری کیجائے، مثلاً گیتی آرا بیگم بچاری بیوہ ہو کر حج کو جاتی ہیں، اُنھوں نے اپنا سب مال واسباب کوڑے کر کے کچھ روپیہ جمع کیا اُسکا آدھا حصّہ تو اُنھوں نے جمیلہ خاتون جو ان کی ہم سن اور پُرانی ملنے جُلنے والی ہیں، اُنکے پاس رکھوا دیا اور آدھا روپیہ خود لیکر حج کو چلی گئیں، اب خدانخواستہ۔ خدانخواستہ خاک میرے مُنہ میں وہ وہیں مر جائیں، اور اُن کی بیٹی ذکیہ معصوم جمیلہ خاتون تک جیتی جاگتی کسی طرح پہنچ جائے تو اُنھیں کیا کرنا چاہیئے، کیوں جمیلہ خاتون کو دو دلا تو ہونا چاہیئے، پرائے مال کو بالکل ہضم کر جانا تو کفران نعمت اور بے ایمانی ہے، وہ تو ہے۔ وہ تو خدا دشمن کو بھی ایسا نہ کرے، مگر ہماری رائے میں تو اس روپیے کو ایک ایسی بھولی لڑکی کو دیدینا جس کے سر پر سوائے خدا کے کوئی نہو جمیلہ خاتون کی بڑی غلطی ہے۔ نہیں اُن کو چاہیئے وہ اُس روپیے سے اس یتیم کو اپنے گھر میں رکھ کر اپنی نگرانی میں اپنے بچوں کی طرح پرورش کریں اگر اُس مدت کے بعد اُنھیں بھی اپنی گرہ سے

لگانا پڑے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کارِ خیر ہے، آخر مرحوم گیتی آرا اُن کی کیسی پیاری سہیلی تھی۔ ذکیہؔ سوئی مٹی کی نشانی ہوئی یا نہیں ہوئی۔ امانت یہ کہ اُس کے روپے واپس کیے، اور دیانت یہ کہ اُسکی بیٹی کی تربیت اور پرورش میں عمدہ طور پر صرف کرکے اپنی گرہ سے جو لگایا وہ گویا یتیموں کے بڑے مددگار، مالکوں کے مالک کی خوشنودی میں خرچ کیا۔ اچھی لڑکیو! تم اگر دو پیسے کی پنسل۔ ایک گڑیوں کی پٹاری، ایک ٹین کا صندوقچہ۔ یا ایک چاندی کا تار بھی کسی کی امانت رکھتی ہو تو اُسی طرح واپس کرو۔ امانت۔ تو امانت۔ بعض اوقات سونے روپیہ کے زیور شادی بیاہ میں جانے کے لئے ہر محلے سے منگائے جاتے ہیں، مانگے کا پہننے والی بیبیاں خوشی خوشی پہنکر جاتی ہیں اور اپنے مانگے کے بناؤ سنگار یا پرائے مال پر گھڑی دو گھڑی کے لئے اترا آتی ہیں، مگر جب اُس میں سے کوئی رقم یا کوئی چیز اُن کی بے پروائی اور خواہ مخواہ کی نمود سے چھیج جاتی ہے تو پھر گھر میں آکر غریب خاوندوں کی گردنوں پر اُس کھوئی ہوئی رقم کے تاوان کا بوجھ ڈالا جاتا ہے، جہاں تاوان کی رقم پوری کرنے کی قدرت نہ ہوئی وہاں ٹھکا فضیحتی ہوتی ہے، عورتوں سے لیکر مردوں مردوں میں ٹھنتی ہے اور ایک نا عاقبت اندیش بیوقوف لڑکی کی وجہ سے بہت سے بندگانِ خدا خواہ مخواہ عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مقدمے ہوتے ہیں۔ نالشیں نولشیں ہوتی ہیں۔ ڈگریاں پاکر گھر اور گھروں کا اسباب قرق ہوتا ہے اور ساری دنیا میں تھڑی تھڑی ہوتی پھرتی ہے، لعنت ہے ایسی نمائش اور اس شوق پر اور پھر امانت میں اس درجہ خیانت پر ہزار ہزار نفرین ہے۔

وفائے عہد

لڑکیو! تمہارا وفائے عہد تم جانتی ہو کیا ہے۔ وہ دو بول جو تمہاری شادی کے دن خدا کے حضور میں سب سرپنچ ملکر پڑھوالیتے ہیں۔ دولھا اور دُلھن دونوں کی طرف کے بڑھے بوڑھے، عزیز و قریب، دوست احباب سبھی جمع ہوتے ہیں اور سب کے سامنے ایک ایسا عہد مقدس زبان اور بہت ہی مسرور نگاہوں کے سامنے باندھا جاتا ہے جو ہر شریف عورت مرد کے لئے مرکر ٹوٹنا چاہئے۔

اُس عہد کو وفا کرنا تمہارا ہی کام ہے اس عہد کی شان اُس کا نباہ ساری دنیا دیکھتی ہے، یہ وہ عہد ہے جو اُس زمانہ میں باندھا جاتا ہے جب دُلھن دولھا کو نہیں جانتی اور دولھا دُلھن سے ناواقف ہوتا ہے ایسے انجانوں کی گرہ جو آپس میں باندھی جاتی ہے، اُس کا برقرار رکھنا بہادر لڑکیو! تمہارا ہی جامہ ہے۔ اس عہد نامہ کی شرطیں ظاہرا تو دو چار ہی ہوتی ہیں، مگر باطن میں رسی سے جوڑے گھسنے پڑتے ہیں اور تمام عمر وہ وہ پاپڑ بیلنے ہوتے ہیں کہ دونوں طرف جی چھوٹ جاتے ہیں، مگر کیا کیا جائے رسم زمانہ یوں ہی ہے جو تم سے پہلے تھیں اُنھوں نے بھی یہی کیا ہے اور جو تم سے بعد آئیں گی وہ بھی ایسا ہی کریں گی، دنیا اور اہلِ دنیا یہ ایک نہایت ہی نازک گورکھ دھندہ اور تماشا دکھلانے والے ہیں۔ اس میں لڑکپن طے کرکے جب جوانی میں قدم رکھتے ہیں۔ جب جاکر آنکھیں کھلتی ہیں بعض کا خیال ہے کہ جوانی میں بھی مدہوشی کی نوبت رہتی ہے، بلکہ ہوش اُس وقت آتا ہے جب کوئی ہوش نہیں رہتا، لڑکیاں پہلے تو کھیل کود

ہیں کچھ دن گذار دیتی ہیں اور جب ان کے سن شعور کا زمانہ آتا ہے اور وہ ہر اک اونچ نیچ سمجھنے کے قابل ہوتی ہیں تو اُن کے دماغی قُویٰ آئے دن کی دنیاوی تکلیفوں سے اسقدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ وہ غریب کچھ کر دھر ہی نہیں سکتیں پیاری بیٹیو بہنو! اس لئے تمھیں ماں کی گود میں ہی تربیت کے درجوں کو پہچاننا چاہئے، تمھیں یہ دیکھنا ہے کہ تمہاری ماں کی مثال تمہارے سامنے کیسی ہے؟ دیکھو تمہارے ماں باپ کبھی کسی وقت تمہاری ہی طرح بیاہے جانے کے قابل ہوئے ہونگے، اُنھوں نے بھی تمہاری ہی طرح عہد کیا ہوگا، پھر اُنھوں نے اپنے اقرار کو کس طرح نباہا۔ اُن کے ہاں شادی غمی سب ہی کچھ ہوا۔ جوانی سے لب گور تک پہنچ گئے، گرمی سردی دھوپ چھاؤں، میٹھا کھٹّا۔ کڑوا۔ کسیلا سب ہی مزے چکھے ساری ہی دنیا کو بھُگتا۔ مگر اس وقت تک جبکہ تم اُن کے سامنے بیاہنے بیاہانے کے قابل ہوئیں اُنھوں نے اپنے دو بولوں کی کیسی لاج رکھی۔ اسی طرح تم کو بھی چاہیئے تمہارا عہد جس سے باندھا گیا ہے۔ وہ تمہارا دین و دنیا میں سردار مانا گیا ہے۔ اُس کی شرم تمہاری شرم اُس کی عزت تمہاری عزت اور آبرو تمہاری اپنی آبرو ہے، وہ جنگل میں ہے یا چمنستان میں، وہ پہاڑوں میں ہے یا پُر شہر مگر اُس کی عزت ہر وقت تمہارے ہاتھ میں ہے، وہ تم سے ہزاروں کوس او جھل سہی مگر اُس کا اور تمہارا خدا تم کو اور تمہاری نیت اور خلوص کو برابر دیکھ رہا ہے، یہ مانا کہ وہ تم سے بدسلوکی کرتا ہے۔ یہ قبول کیا کہ وہ کم بخت اپنی بے پروائی اور کج خلقی سے تمہیں کبھی کبھی ناراض بھی کر دیتا ہے اگر اُسے ست ونیتو، ہاتھ پکڑے کی شرم اگر اُس کے لئے ہے تو اُس کی گود میں سر ڈالنے کی لاج تم کو بھی ہونی چاہیئے، تم اگر بڑے سے بڑے خاوند کو نباہو

تو اُس کی بُرائی ضرور بالضرور ایک دن نیکی سے بدل جائے گی، تمہاری آواز میں کشش ہے، تمہاری صورت میں مرد کے رجھانے کا مادہ موجود ہے، تمہارے برتاؤ نہایت نرم اور دلکش، اور تم ذرا سا طبیعت پر قابو حاصل کر کے جس طرح چاہو اپنے خاوندوں کو اپنا بنا سکتی ہو۔ شاد رہو اور شاد رکھو، اور اپنے عہد کو وفاداری سے نباہو اور اس احکم الحاکمین کے سامنے قیامت کے دن جسے یوم جزا کہتے ہیں اور جس دن سب کے عہد اور میثاق جانچے جائیں گے سُرخ رو جاؤ۔

عہد باندھا ہے محبت کا بڑی مدت میں
دیکھنا توڑ نہ لینا یہ ہری کونپل ہے

سچ اور سچائی

زبان کیسی پاک چیز ہے، اگر اُس کو جھوٹ سے آلودہ کریں کتنا بڑا اخلاقی گناہ ہے سچ کو کون نہیں جانتا، آدمی تو آدمی جن جانوروں میں سچ کا مادہ موجود ہے وہ نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کبوتر جو اپنی چھتری کا سچا ہے، سارس جو اپنی محبت کا سچا ہے، شیر جو اپنی بیٹھک کا سچا ہے، گھوڑا جو اپنی قومیت کا سچا ہے اکثر ہر دل عزیز ہوتا ہے کتا جو ایک دروازے سے جانا نہیں جانتا اگر اُس کا پیٹ بھرے وہ کتنا پیارا ہو جاتا ہے کہ باوجود اسقدر نجس ہونے کے بھی اکثر محبت والے اُسکا منہ چوم لیتے ہیں، یہ کیوں، اس لئے کہ اس میں سچ اور سچائی کے جوہر موجود ہیں سانچ کو آنچ نہیں، لڑکیو! کیا کبھی تم نے اس کہاوت کو آزمایا ہے، اسکی عمدہ اور سامنے کی آزمائش یہ ہے کہ تم شربت کی کلیا کو صاف کر کے اس میں

تھوڑی سی چاندی ڈالو اور اُتنا ہی پارہ اور پھر اُس کلیا کو آگ پر رکھدو تمہارے دیکھتے دیکھتے آنچ پرسے پارہ اُڑ جائیگا اور چاندی ویسی کی ویسی رہجائے گی، یہیں سے اس کہاوت کو لیا گیا ہے اور یہ کہاوت سچ اور جھوٹ کی پوری کسوٹی ہے، سچ یہ ہے کہ سچ سے بڑھ کر کوئی خوبی دنیا میں نہیں، اور جھوٹ سے بڑھکر کوئی برائی اِس جہان میں نہیں شاید تم کو یاد ہو یا نہ ہو، تم اپنی اماں جان کو چھٹپن میں کیونکر بُلاتی تھیں، رو کر چلا کر، جھولے میں سے بڑے بڑے چیخ کر، تمہارے بُلانے کا سبب بھی شاید تمہاری بیچینی، سردی یا گرمی یا گیلے کپڑے پر بے آرامی ہوتا ہوگا۔ مگر اس طلبی کا سب سے زیادہ حصّہ بھوک کے لئے ہوتا تھا، گو بعض اوقات تم خواہ مخواہ بھی رونے لگتی ہوگی مگر جس وقت تم سچی بھوک کے لئے روتی ہوگی تو تمہاری مادرِ مہربان بڑے پیار سے تمہیں دودھ دیکر اور تھپک کر سُلا دیتی ہونگی، اور جب تم جھوٹ موٹ کسی ضد سے روتی ہوگی تو وہ تمہیں بہت ہی بیدلی سے یک جھک کر یونہی روتا چھوڑ کر، جھولے کو ہلا اپنے کام دھندے میں لگ جاتی ہوں گی، وہ ہے سچ کی قدر اور یہ ہے جھوٹ کا سلوک۔ سچ سے لڑکیوں کی عزت کی جاتی ہے اور جھوٹ سے کوئی ان کے ہاتھ کے چھوئے بیر بھی نہیں کھاتا۔ جو زبان ہمیشہ سچ بولنے کی عادی ہے اُس کے قول کا دوست دشمن سب اعتبار کرلیتے ہیں اور جس زبان کو جھوٹ کا جبکا پڑجاتا ہے وہ چاہے اپنے ٹکڑے کرکے بھی رکھدے جب بھی کسی بات کا کسی کو یقین نہیں آتا۔

ملکہ وکٹوریہ آنجہانی جبکہ ان کی عمر کوئی ۶ - ۷ برس کی تھی ایک دفعہ پڑھنے سے اُن کا دم اُکتا گیا اور اُستانی کی عدول حکمی کی۔ اس کے کچھ دن بعد

پھر جی میں کچھ آ لکھی آگئی اور اُستانی کے تشدد پر بھی کتاب پھینک کر باہر جانے لگیں اتنے میں ملکہ کی والدہ خود تشریف لے آئیں اور اُستانی صاحب سے اپنی صاحبزادی کے شوق یا بدشوقی کی بابت سوال کیا۔ اُستانی جی نے مسکرا کر کہا۔ نہیں صاحب ہماری شہزادی صاحب بہت ہی عقیل اور ذہین لڑکی ہیں وہ خوب دل لگا کر پڑھتی ہیں۔ مگر ہاں آج صرف کسی قدر اُنھوں نے نہ پڑھنے کی ضد کی تھی۔ یہ لفظ ابھی اُستانی جی کی زبان ہی پر تھے جو چھوٹی ملکہ نے اُستانی جی کے گلے میں باہیں ڈالکر کہا نہیں اُستانی جی جھوٹ نہ بولو صرف آج ہی نہیں بلکہ میں ایک دفعہ پہلے بھی اپنے سبق سے اُکتا چکی ہوں۔ اُستانی جی ہنس پڑیں اور ملکہ کی ماں نے بھی اپنی سچ بولنے والی اقبالمند بیٹی کا منہ چوم لیا۔

تاّمل

بعض کاموں میں جلدی کرنا گویا اُن کو خراب کر دینا ہے، مثلاً تمہارا ہاتھ کسی بھاری بوجھ کے نیچے دب گیا ہے اور تم اُس کی تکلیف سے بیقرار ہو کر جلدی جلدی اُسے نکالنا چاہتی ہو تو بجز اسکے کہ تمہاری نازک انگلیاں پس جائیں۔ رگیں چُر مُر ہو جائیں یا کوئی اُنگلی ٹوٹ جائے کلائی میں موچ آجائے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ایسے موقعوں پر تامل ایسی بیش بہا سپر ہے جو اُس آفت سے بہتیں قطعی بچالے گا۔ تم کو سوچنا چاہئے تمکو اپنی مدد کے لئے دوسروں کو بُلانا چاہئے اور اگر اس وقت کسی مددگار کے پہنچنے کی بھی مہلت نہ مل سکے تو اُسی تامل کو سامنے رکھو۔ دل کو مضبوط کرو اور سختی کا نرمی سے مقابلہ کرکے آہستہ آہستہ ہاتھ کو کل سے نکالو۔

مشورہ

مسلمانوں کے خلق عظیم پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند تعالےٰ باوجود جامع الکمالات ہونے کے ہدایت کرتا ہے کہ وشاورھم فی الامر یعنی اے پیغمبر مشورہ کر اپنے اصحاب سے اُس امر میں جو تجھ پر واقع ہو، ایسی چیز ہے مشورہ جس کی ضرورت بڑے سے لیکر چھوٹے تک یکساں ہے۔ مردوں سے لیکر عورتوں تک حاوی ہے، مشورے کے فائدہ بے شمار ہیں۔ ایک تو یہی کہ صلاح و مشورے سے کام درست ہوجاتا ہے۔ دوسرے جو شخص بے مشورہ کام کرتا ہے اور کام ٹھیک نہیں ہوتا تو برابر والے قہقہے لگاتے ہیں۔ بیوقوف ٹھہراتے ہیں، وہی کام اگر صلاح سے کیا جائے اور فائدہ نہ ہو تو کوئی الزام نہیں دیتا بلکہ ایک امر مجبوری قرار دیا جاتا ہے، دوسرا فائدہ مشورے سے یہ ہے کہ چونکہ ایک عورت، مرد بوڑھے۔ بچے کا ایک دماغ ہے۔ جب وہ کسی امر میں سوچے گا تو وہ اپنے ایک ہی دماغ کی بساط سے رائے قائم کرے گا، مگر جب کئی آدمی مل کر کسی امر میں سوچیں گے تو بہت دماغ بہت ہی سا کام کریں گے اور نتیجہ قریب قریب نیک نکلیگا۔ اور ایک عمدہ رائے سے اتنے آدمی اپنی جگہ واقف بھی ہوجائیں گے،

لڑکیو! اس [illegible]ن سے تم مشورے کی خوبی کو ضرور پہنچ گئی ہو گی، اب تمہیں یہ بتانا چاہیئے کہ مشورے سے بڑے بڑے کام کیا نکلتے ہیں۔ دیکھو سنو۔ آجکل کی تین چوتھائی دُنیا صرف مشورے ہی سے ھزاروں میل سمندر۔ خشکی۔ دریا۔ پہاڑ اور انسانوں پر حکومت کر رہی ہے

امریکہ کی نئی دنیا پارلیمنٹ یعنی جماعت سے ترقی کر رہی ہے انگلستان جس کی ہم سب رعایا ہیں۔ مجلس وزرا اور عام رعایا کے حکم سے قانون بناتی ہے، فرانس والے اپنے آپ مل جُل کر حاکم ہیں، جاپان کا شہرت انگیز نیا ترقی یافتہ ملک جس نے روس جیسے بڑے جگادری بادشاہ کو ناک چنے چبوا دیے اور ایسی لڑائی لڑی۔ اور ایک چیونٹی نے ہاتھی کا ایسا مقابلہ کیا کہ اُسے چنگھاڑ کر بھاگتے ہی بنی، وہ بھی اسی مشورے سے اس رتبہ کو پہنچا کہ آج عالم کے عقلمند اُس کا لوہا مانتے ہیں۔ مشورے ہی کی خوبی نے آخر ایران میں پارلیمنٹ قایم کر کے چھوڑی اور مشورے میں ہی وہ بڑی طاقت ہے جو ملک دل کے بڑے سے بڑے قلعے نہایت آسانی سے فتح ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جب تمہارا راج، تمہارے آئندہ خاوند۔ تمہارے بچے، تمہارا گھر بار اور تمہاری نئی دنیا ہوگی اُسوقت تم کو اس دنیا میں جا کر ساری عمر نئے نئے معاملات سے واسطہ پڑے گا پھر بھلا تم کو مشورے بغیر ایسا کونسا چاہیتا ملیگا جو اس دشمنوں بھری زندگی میں تمہاری مدد کرے گا۔ تم کو چاہیئے کہ جب تم کسی معاملہ میں جن سے تمہاری عقل قریب قریب مجبور ہو اپنے کسی بزرگ رشتہ دار سے پوچھو۔ رشتہ نہ ہو تو کسی عقلمند سہیلی سے پوچھو، اور جو کام کرو سوچ سمجھکر مشورے اور تدبیر سے کرو۔ بہت سی باتیں ایسی ہونگی جن میں تمہاری ذاتی رائے اپنے ذاتی فائدے کیوجہ سے کچھ اور ہو گی اور اک بے لوث عقلمند کا کچھ اور خیال ہو گا تمہاری رائے پر کاربند ہونے سے یقینی تم کو نقصان پہنچے گا اور دوسرے خیر اندیش کی تدبیر تم کو قطعی فائدہ دے گی، ایسی حالت میں بہتر واجب ہے کہ تم دوسرے ہی کے مشورے

پر عمل کرو۔ اور جب تم خیر سے بیاہی تھیائی جاؤ اُس وقت تمہیں تمہارے خاوند سے زیادہ مشیر بے منت ہرگز نہیں مل سکتا۔

مشورے کی ضرورت میں ایک حکایت

ایک عالم کی صاحبزادی نہایت قبول صورت لایق و فایق تھی، جسکا شہرہ تمام شہر میں تھا۔ بہت سے آدمی اُس کے خواستگار ہوئے۔ عالم حیران تھا کون سی نسبت پسند کرے اور کونسی ناپسند، جب اس معاملہ نے اُس کو حیرت اور پریشانی زیادہ ہوئی تو اُس نے چاہا کہ کسی سے مشورہ لے ہمسایہ میں پارسیوں کا ایک زبردست عالم رہتا تھا اس کے پاس گیا اور اپنی مشکل اُس سے بیان کی، پارسی نے کہا اے عالم تو مسلمان ہے۔ اور میں پارسی بھلا مجھ سے کیا مشورہ لیتا ہے، اُس نے کہا اے شخص اگرچہ تو اسلام سے بیگانہ ہے۔ مگر مرد آمین ضرور ہے، اور بزرگوں نے ہدایت کی ہے کہ امین شخص سے صلاح و مشورہ کرنا نہایت ضروری ہے اس لئے مجھے میری بیٹی کے معاملہ میں کچھ ہدایت کر، اُس نے کہا اے عالم مسلمانوں کے مذہب میں نکاح کا دستور ہم کفو سے ہے اور ہمارے ہاں جس کا نسب بلند ہو اور دنیا داروں میں جس کے پاس مال بہت ہو اُسی سے لڑکی کی شادی کرنی بہتر سمجھتے ہیں۔ اب تو اپنے مقام پر سوچ لے۔ اگر اپنا دین چاہتا ہے تو کسی مسلمان کو بیٹی دیدے، اگر ہمارے ہاں والوں یا اپنے پہلے بزرگوں کا خیال ہے تو کسی صاحب نسب کو ڈھونڈھ اور اگر دولتمند داماد چاہتا ہے تو کسی امیر کو پسند کرلے۔ چلو چھٹی ہوئی، مسلمان عالم کو اس پارسی کی یہ رائے بہت پسند آئی اور جس مسئلہ میں وہ ایک مدت سے گرفتار تھا

اور کسی طرح خاطر خواہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا فوراً آسان ہو گیا اُس نے اپنے دین کا پاس کیا۔ اُسی کا غلام مبارک جو ایک نہایت عالم اور دیندار شخص تھا اُس نے اُسی سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی جس کی اولاد میں عبداللہ بن مبارک مسلمانوں کا جیّد عالم ہوا۔

غیرت

معتضد باللہ شاہانِ عباسیہ سے ایک جابر اور شراب خوار شخص سُنا جاتا ہے اُس کے وقت کا ذکر ہے کہ ایک فقیر کشتی میں سوار جاتا تھا جس میں کئی بڑے بڑے خُم شراب نفیس کے بھی تھے جو خاص خلیفہ وقت کے لئے سر بمُہر جا رہے تھے۔ فقیر نے ملّاح سے پوچھا بھائی اس میں کیا چیز ہے، اُس نے سُنکر کہا اے شخص تو فقیر آدمی ہے تجھے ان باتوں سے کیا غرض۔ جا اپنا کام کر اور جہاں جاتا ہے چلا جا۔ فقیر نے نہایت ہی انجان بنکر کہا نہیں نہیں تجھے خدا کی قسم سچ بتا اس میں کیا شے ہے۔ ملّاح کو غصّہ آگیا اور اُس نے کہا اے بیوقوف کیا تو نہیں جانتا کہ اس میں خلیفہ وقت کی شراب ہے جو ہم لوگ اُس کے پینے کے لئے بغداد لئے جا رہے ہیں۔ یہ سُنتے ہی فقیر بھی آگ ہو گیا اور اُس نے اُسی لہجہ میں جواب دیا کہ یہ بھاری لکڑی جو تیرے سامنے پڑی ہے ذرا مجھے اُٹھا تو دے۔ ملّاح نے شاگرد سے کہا اُٹھا دے۔ دیکھوں تو یہ کیا کرتا ہے۔ جونہیں اُسکے شاگرد نے لکڑی اُٹھا کر فقیر کے ہاتھ میں دی اُس نے بے تحاشا اتنی ضربیں خموں پر پے در پے ماریں کہ سب خم ٹوٹ گئے اور ساری شراب کشتی میں بہ گئی۔ یہ دیکھکر ملّاح کے ہوش جاتے رہے اور اُس نے واویلا مچانا شروع کی کشتی کنارے پر

لائی گئی کوتوال شہر کو خبر ہوئی وہ دوڑا ہوا آگیا اور فقیر کو گرفتار کر لیا اسی وقت خلیفہ کا دربار تھا۔ خبر دربار میں پہنچی۔ معتضد باللہ جیسے جابر اور ظالم بادشاہ کے سامنے اسی کی شراب کے خم توڑنے والے گستاخ فقیر کو پیش کر دیا گیا۔ اب کیا تھا تمام بغداد جانتا تھا کہ بیوقوف فقیر کی کیا سزا ہوگی۔ ہر شخص کو اس بات کا افسوس تھا کہ غضب ہو گیا آج ایسا خدا رسیدہ فقیر زندہ نہیں آئے گا۔ وہاں جب فقیر کو معتضد کے سامنے لے گئے تو غصہ سے اُس کا چہرہ لال تھا، اُس وقت وہ لباس سُرخ پہنے تھا اور داہنے ہاتھ میں اُسکے ایک گرز آہنی تھا۔ یہ ہیبت دیکھکر ممکن تھا کہ بڑے سے بڑے سپہ سالار کا دل ہل جاتا۔ مگر حق کہنے والا فقیر اُس وقت بھی ہراساں نہ ہوا۔ اس کی آنکھ میں میل بھی نہ آیا اور وہ بڑی جرات سے خلیفہ کے سامنے جواب دہی کے لئے جا کھڑا ہوا۔ خلیفہ نے بگڑ کے پوچھا تو کون تھا ایسی گستاخی میرے حضور میں کرنے والا فقیر نے جواب دیا میں ہوں محتسب یعنی منع کرنے والا۔ اُس نے کہا تجھے کس نے محتسب بنایا۔ اُس نے جواب دیا جنے تجھے یہ بادشاہی عنایت کی معتضد نے ایک عرصہ کے لئے گردن جھکالی اور پھر سر اُٹھا کر کہا۔ مگر تجکو میری شراب کے خم توڑنے سے کیا فائدہ ہوا؟ اُس نے کہا۔ دو فائدے ایک تو مینے تجھ جیسے جابر خونخوار شخص کو جس کے سامنے ڈر کے مارے کوئی حق بات نہ کہہ سکتا تھا عذاب آخرت کو یاد دلایا کہ یہ شئے قطعی حرام ہے۔ اور ہمارے دین کی ممنوعات میں سے ہے۔ اور دوسرے رعایا کی بھلائی کی۔ اس نے کہا رعایا کی بھلائی کیا کی۔ اس نے جواب دیا کہ جب تو اُن کا بادشاہ ہو کر ایسی حرام چیز عادتاً پیتا ہے تو رعایا تجھ سے زیادہ کیوں نہ پیئے گی۔ بادشاہ جو رعایا کا محافظ ہے

اسی کے ایسے اخلاق ہونگے کہ وہ فسق و فجور کو اس خوشی سے روا رکھیگا تو رعایا تو اُسے تباہ کر کرے گی اور اس طرح جرموں کی تعداد گناہوں کا انبار سب کے ذمہ بڑھتا جائیگا۔ میں نے اپنے اس فعل سے تجھ کو بھی متنبہ کیا کہ تو گرفتاری روز قیامت سے نجات پائے اور ان کو بھی ہدایت کی کہ وہ تیری پیروی نہ کریں۔ کیونکہ جو کچھ بادشاہ کرتا ہے وہی رعیت بھی سیکھتی ہے۔ یہ سنتے ہی معتضد زار زار رونے لگا اور فقیر کو اجازت دی کہ آئندہ تو مختار ہے۔ جہاں جس کو ایسے امر شنیع کا مرتکب دیکھے ضرور سیاست کرے اسی طرح ولیم شکسپیر جو انگلستان کا ایک بے عدیل مصنف گذرا ہے اور جسکے کارناموں کو انگریز قوم اب تک آنکھوں سے لگاتی ہے اُس نے بھی ایک شراب خوار بادشاہ کے لئے ایک تماشا لکھا اور اُس کو خود بھیس بدلکر بادشاہ کے سامنے دکھایا۔ بادشاہ اس وقت بھی نشہ میں چور تھا اور شراب کے قرابے بھرے ہوئے اُس کے پاس رکھے تھے مگر جب شکسپیر نے اپنی فصیح و بلیغ تقریر سے شراب خواری کا بُرا انجام دکھایا تو اُس پر ایسا اثر پڑا کہ اُسی وقت اپنے ہاتھ سے تمام قرابے وہیں کے وہیں توڑ ڈالے اور ہمیشہ کے لئے توبہ کرلی۔ یہ غیرت تھی بادشاہوں کی اور اسی سے رعایا کو سبق لینا چاہیئے۔ لڑکیو! جس آدمی میں غیرت کا مادہ نہیں وہ جانوروں سے بدتر ہے۔ کیونکہ جانوروں میں بھی غیرت ہوتی ہے تم جب کبھی کسی گاڑی میں جھکر کہیں دوڑ گئی ہو اور برابر سے کوئی اور گاڑی نکلی ہے تو یہ ضرور ہوا ہوگا کہ تمہاری گاڑی کا گھوڑا اس وقت معمول سے زیادہ تیز ہوگیا ہوگا۔ وہ کون چیز دفعتاً اس جانور پر ایسا اثر ڈالنے والی ہوئی وہ یہی غیرت تھی۔ کیونکہ ایک اچھا گھوڑا ہزار دُبلا اور کمزور ہو وہ کبھی نہیں چاہیگا

کہ اُس کے برابر والا اس سے آگے نکل جائے اور وہ پیچھے رہ جائے، ہزار افسوس ہے جب جانوروں کو ایسی غیرت ہو تو ہم انسان ہو کر اس نعمت سے محروم رہیں، غیرت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تم کسی بیوی کے پاس بہت سا زیور دیکھکر جل مرو۔ نہیں بلکہ تم اپنی آمدنی کو اس طرح خرچ کرو اپنے خانگی انتظام کو ایسا درست رکھو کہ اپنی آمد سے اپنے گھروالوں کے آرام پہنچانے کے بعد اتنا پس انداز ہو سکے جو دوحیثیت اور آبرو کی چیزیں تمہارے پاس بھی نکلیں اور تم کو کوئی نگوڑی ناٹی نہ کہہ سکے۔ غیرت اس کا نام نہیں ہے کہ کسی نے کسی اچھی نیک بخت اور خوش اطوار لڑکی کی مثال دی۔ تمہیں اس کی خو بو کا حوالہ دیا اور تم بگڑ گئیں۔ جھاڑ کا کانٹا بن کر لپٹ گئیں اُس کے اوصاف کو بُرائیوں سے بدل دیا اور لگیں ایک ایک حسن میں لاکھ لاکھ عیب نکالنے نہیں بلکہ تمہیں چاہیئے کہ اگر واقعی اُس کو سب اچھا کہتے ہیں اور اُس کے نیک ڈھنگ لایقِ تقلید ہیں تو ضرور تم کو بھی ویسا ہی بننا چاہیئے اور ایسی غیرت دکھانی چاہیئے کہ تھوڑے ہی دن میں جو بھلائیاں اُسمیں تھیں اُن سے زیادہ تم میں پائی جائیں اس کے خلاف اگر چکنا گھڑا بنیں بوند پڑی اور پھسل گئی، کسی نے ہزار سمجھایا، ہزار پڑھایا مگر اس کان سُنی اور اس کان اوڑادی۔ یہ خصلت تم کو تمام عمر ذلیل رکھے گی۔ اور کبھی ترقی کی دوڑ میں تم اپنی برابر والیوں سے آگے نہیں نکل سکتیں۔ دیکھو بہن نوروزی خانم نے ایک دن کنیز بانو کو اپنے میاں کا ایک ایسا انگرکھا سی کر دکھایا جسمیں مونڈھوں پر ایک مہین کیگری آستینوں اور دامنوں پر خوبصورت بیل۔ پچو بغلوں میں جوتے اور اُل پتی کا کام اور جگہ جگہ لال ڈورا دے کر ایسا مہین بخیہ کیا تھا جس لڑکی نے دیکھا وہ پھڑک ہی تو گئی۔ کنیز بانو جو

نور وزی خانم سے کہیں چھوٹی تھی اُس کے دل میں یہ بات تیر کی طرح چبھ گئی اور اس نے اسی دن سے اپنے ہاتھ کو جمانا شروع کیا کبھی کبھی مغلانیاں بٹھاکر رات دن فرصت کے وقتوں میں خوب دیدہ ریزی کی خدا کی شان جب وہ بیاہی گئی اور اس نے اپنے ہاتھ کا کڑھا ہوا ایک منیر پوش جس میں اُسنے ہی دسوں انگلیوں کو دسوں چراغ کرکے دکھایا تھا اپنے میاں کی معرفت بلند شہر کی نمائش میں بھیجا تو ہندوستان کے ویسرائے کی بیوی نے اُسے ایسا پسند کیا کہ اس ڈیڑھ گز کپڑے پر پورا پچاس روپیہ انعام ہوا۔ وہی لڑکی جو اُس سے پہلے کچھ بھی نہ جانتی تھی۔ جس کی سہیلیاں اُسپر ہنسا کرتی تھیں خدا کی شان اُسی کی دستکاری اس کی ذرا سی غیرت اور دل پر ٹھان لینے سے آج لندن کے عجائب گھر میں رکھی ہوئی ہے۔ حقیقت میں غیرت سے انسان انسان ہے نہیں تو مٹی کا تھوا اس سے اچھا جو لیپنے پوتنے کے تو کام آجاتا ہے غیرت یہی غیرت نہیں بلکہ عورت ذات کے لئے چپے چپے اور قدم قدم پر غیرت چاہیئے۔ بیٹی بہنو! کبھی غیر مردوں سے چار آنکھ نہ کرو، کبھی نامحرم کی صورت نہ دیکھو۔ کبھی بے راہ قدم نہ بڑھاؤ۔ یہ بڑی غیرت کی بات ہے کہ تمہارے باپ دادا۔ بھائی چچا۔ اور خاوند کی لاج تمہاری ذرا سی بے غیرتی سے غارت ہو جائے۔ عصمت و عفت کی محافظ تمہاری ہی غیرت مندی ہے جو شرعاً اور عرفاً ہر طرح واجب ہے۔

رازداری

عورتوں کے لئے یہ امر بھی ضروریات میں سے ہے کہ وہ اپنے دل کا حال دوسروں سے نہ کہیں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جہاں کہیں آنا جانا ہوا اور

چار بیبیاں سر جوڑ کر بیٹھیں اور اِدھر اُدھر کے ذکر آنے لگے، نُٹنے لنگوٹے کھلنے لگے۔ اُن میں بہت سی ایسی پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں کہ اپنے گھروں کے حال بھی رتی رتی سے رائی رتی تک سب کے مُنہ پر کہہ دیتی ہیں اور اُن کے وہ راز جو کسی طرح بھی غیروں تک نہیں پہنچنے چاہیے تھے، کھُلے خزانے الم نشرح ہو گئے۔ یہ تو سب ہی کو معلوم ہے کہ گھر گھر ستر بلا سر پر دھر گھروں میں ہزار جھگڑے ہوتے ہیں پھر ایسی ویسی باتوں کا زبان پر لانا گویا اپنی بے پردگی اور آپ ہی لاجوں مرنا ہوا۔ بہت سے ذکر ایسے ہوتے ہیں کہ بڑے بوڑھے گھروں میں آ کر کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی اُنھیں سُن لیتی ہیں، مگر وہ ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہوتے کہ غیروں سے اُنھیں دُہرایا جائے، دنیا میں سَو دوست ہیں سو دشمن، بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں، پھر بڑے شرم کی بات ہے وہ لڑکی جو پاؤ بھر آٹا اور سیروں پانی اور بیسیوں چھٹے مٹھے تو ہضم کر جائے مگر ایک ذرا سی بات نہ پچا سکے، نہیں نہیں اپنے بزرگوں سے جو سنو اس کو اپنے سینے میں رکھ کر زبان پر قفل لگا لو، اپنے خاوندوں کے راز مرتے دم تک افشا نہ کرو۔ اپنے دل کے بھید بھول کر بھی نہ کہو ورنہ تم سے بڑھ کر کوئی پیٹ کا ہلکا نہ ہوگا۔ اور پھر کوئی تمہارے بھلا سڑوں میں نہیں آئے گا ایک لڑکی کے خاوند نے اُس کا امتحان لینے کو ایک دن ایک بکرے کا سر رومال میں لپیٹ کر صندوق میں رکھ دیا۔ اور اُس سے کہہ دیا کہ بیوی تو میری پیاری بیوی ہے خدا کے لئے میرا راز افشا نہ کرنا۔ میں نے آج فلاں شخص کا سر کاٹ کر مقفل کر دیا ہے، وہ لڑکی کئی دن تو خاموش رہی لیکن آخر ایک دن برابر والی بیوی سے بیٹھ کر اُس نے اس بوجھ کو ہلکا کر ہی دیا جو وہ کئی دن سے لئے

لئے پھر رہی تھی اس خبر کا ہونٹوں نکلنا اور کوٹھوں چڑھنا برابر ہوا ایک سہیلی نے دوسری سے اور دوسری نے تیسری سے جھٹ جڑ دیا۔ ہے ہے بیوی فلاں کے میاں نے فلاں کا سر کاٹ کر اپنے صندوق میں بند کر رکھا ہے، بس پھر کیا تھا دنیا والوں کو تو ایک شگوفہ چاہیئے، اس وقت پولس آگئی حاکموں کو خبر ہوئی اور بیچارے بیگناہ کی مشکیں باندھ لے لئے۔ جب تحقیقات ہوئی تو اُس مردوے نے صاف صاف کہدیا کہ صاحب میں نے تو نہ کسی کا خون کیا۔ نہ کسی کا گلا کاٹا وہ شخص جس کا خون مجھ پر تھوپا جا رہا ہے فلاں جگہ ہے اور زندہ ہے میں نے تو صرف اپنی نیک بخت بیوی کے آزمانے کو یہ فقرہ کہدیا تھا ابھی چلکر میرے گھر میں تلاشی لیجئے میرے صندوق میں تو بکرے کی سری رکھی ہے دیکھا گیا تو ویسا ہی تھا۔ خیر یہ معاملہ تو رفع دفع ہو گیا۔ مگر وہ بیوقوف لڑکی پھر ہمیشہ کے لئے میاں کے دل سے اُتر گئی۔

صحبت نیک و بد

بھلی اور بُری صحبت کی مثال بالکل عطار کی مصاحبت اور لوہار کی بھٹی کی سی ہے، یعنی عطار کے پاس سے جب اُٹھ کر جائیں۔ کچھ نہ لیجائیں مگر ہمارے کپڑے تو ضرور ہی مہک جائیں گے، برخلاف اس کے اگر لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھیں گے تو وہ لوہا جو اس کی بھٹی میں گرم ہو رہا ہے ہمارے جسم کو جلائے گا تو نہیں مگر اُس کی بدبو اور دھواں ضرور دماغ کو پریشان کر دے گا۔ اسی طرح پھول والی کے پاس بیٹھنے سے پھولوں کی خوشبو آئے گی اور ماہی گیرنی کا بہنا یا سوائے بساندے کے اور کچھ نہیں رکھتا۔ اکثر لڑکیوں کا قاعدہ ہے کہ خدا نے اُونچے گھر میں پیدا کیا اچھے لوگوں میں پرورش

پائی مگر جب دیکھو کسی دھوبن سے بہنایا ہے۔ کسی چوڑی والی سے گٹھ بندھا بیاہ ہو رہا ہے۔ کوئی سقنی چلی آئی ہے اسی سے گھل مل کر باتیں ہو رہی ہیں انھوں نے تو جو آنکھ کھول کر دیکھا وہ ہی اُنھیں بھی بتایا۔ رفتہ رفتہ وہی عادتیں انھوں نے بھی اختیار کرلیں۔ عمر کے ساتھ وہ ناشدنی عادتیں بھی جوان ہوئیں اور پرائے گھر کی ہو کر آخر اماں باوا نیواتے نیواتے زندگی تمام کر دی۔ اگلے وقتوں میں لڑکوں کے لئے اتالیق بیٹیوں کے لئے آتوں، دوائیں، مغلانیاں اور ادب آموز ہوتے تھے۔ اب نہ وہ لوگ رہے نہ وہ طریقے۔ اُمرا مِٹ گئے ریاستیں لٹ لٹا گئیں اُن زمینوں میں گدھوں کے ہل پھر گئے۔ جن میں کبھی لالہ وریحان تھے۔ اس لئے جیسا وقت ویسا راگ۔ پھر بھی شریف خون اب بھی کہیں کہیں اپنی جھلک دکھا جاتے ہیں اور بہو بیٹیوں کے اطوار و عادات درست کرنے کے لئے کئی گھرانے اب بھی ممتاز ہیں۔ ہمارے خیال میں جوان لڑکیوں کی عمدہ ہم جلیس اُن کی اخلاقی کتابیں ہو سکتی ہیں۔ جو فرصت کے وقت میں اُن کے خیالات کو وسعت دیں ان کے غموں کو گھٹائیں اور اُن کی معلومات کو زیادہ کریں ہم یہ نہیں کہتے کہ تم کھیلو کودو نہیں ہنسو بولو نہیں۔ کسی سے بات چیت نہ کرو۔ بولو۔ بات کرو مگر ایسی لڑکیوں سے جن کے منہ سے پھول جھڑیں جن کے طریقے تم کو ادب سکھائیں اور جن کی باتیں سیکھنے سے تمہاری باتیں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیں۔ گڑیاں کھیلو مگر سارا وقت اُنھیں میں نہ صرف کرو بلکہ اس سینے پرونے سے تمہارا ہاتھ درست ہو جائے تمہیں گھرداری کے اصول معلوم ہوں ہنڈ کلیاں پکاؤ مگر کپڑے کالے نہ کرو۔ ہاتھ پاؤں نہ سانو بلکہ اس کھیل سے اپنی آئندہ زندگی کا سبق حاصل کرو۔ اس مزے سے تمہیں آب و نمک پہچاننے کا ملکہ ہو جائے۔ تمہیں اچھے اچھے کھانے پکانے آجائیں۔ ہنسی خوشی رہو

لیکن یہ نہیں کہ یہاں کھڑی قہقہے لگا رہی ہیں وہاں کد کڑے مارتی پھرتی ہیں۔ میٹھی میٹھی باتیں کرو لیکن ایسے حرب ضرب نہیں کہ دخل در معقولات حیا و بیجا کسی نے ذرا اُف کی اور ناجو کو دیڑیں۔ کوئی کسی کا ذکر کر رہا ہے اور آپ بیچ میں خواہ مخواہ درک دے دیا نہیں اس کو چھوٹا مُنہ بڑی بات کہتے ہیں اپنی عمر کا خیال کرو اپنے مرتبہ پر نگاہ رکھو اپنے تعلق کا اندازہ کرو موقع اور وقت سمجھو، دو سُنو تو ایک کہو، اچھی بی بیوں میں بیٹھو۔ نیک بڑی بوڑھیوں کی نصیحتیں سنو اور امن چین کی زندگی بسر کرو۔ بری صحبت سے بچو اور بھلی باتوں کو اپنا شعار ٹھہراؤ۔

ریشم نہ بنے کپاس ہرگز ✢
سرکے میں نہیں مٹھاس ہرگز

جھُومر

ذیل کی ۵ چیزیں جن میں حکم خدا اور عقل دونوں برابر کے ٹکڑے قابل دستور العمل ہیں۔ سنو بہنو۔ ایک پیغمبر تھے پیغمبر۔ مگر کیسے غیر مرسل یعنی وہ وہ پیغمبر جن کو وحی اور الہام نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ صرف خواب میں بشارت ہوجایا کرتی تھی اور دوسرے دن کے احکام معلوم ہو جاتے تھے اُن کو ایک رات کو ہدایت ہوئی کہ کل صبح کو تم اُٹھ کر فلاں طرف جاؤ۔ جو چیز سب سے پہلے تمہارے سامنے آئے اُسکو کھا لینا۔ دوسری شے جو پاؤ اُسے چُھپا دینا۔ تیسری چیز جو آئے اُس کی حفاظت کرنا۔ چوتھی کو ناامید نہ پھیرنا اور پانچویں کو دیکھکر منہ پھیر کر چلے آنا۔ صبح ہوئی تو وہ نبی وہاں سے روانہ ہوئے۔ اتفاق دیکھو سب سے پہلی چیز جو اُن کے سامنے آئی وہ ایک پہاڑ

تھا اُن کو کمال حیرت ہوئی کہ یہ اتنا بڑا پہاڑ کوئی کھانے کی چیز ہے بھلا میں اسے کیونکر کھا سکوں گا۔ لیکن دل نے کہا کہ متابعت حکم الٰہی فرض ہے اور اس میں کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔ لاچار کھانے کے ارادہ سے آگے بڑھے شان ایزدی وہ پہاڑ ان کے قریب جاتے ہی نوالہ کی برابر ہو گیا۔ پیغمبر نے اُسے کھا لیا۔ نہایت لقمہ لطیف اور لذیذ پایا۔ اور آگے بڑھے دوسری چیز جو سامنے آئی وہ ایک اشرفیوں اور جواہرات سے بھرا ہوا تھال تھا آپ نے اُسی وقت گڑھا کھودا اور چونکہ حکم خدا تھا کہ دوسری چیز کو چھپا دو اسکو فوراً دفن کر دیا اور آگے بڑھے لیکن ابھی یہ چند قدم نہ گئے ہونگے۔ مڑ کے اُس کو دیکھا تو وہ دفن کیا ہوا تھال پھر اوپر تھا اور اُسی طرح باہر رکھا تھا جس طرح پہلے تھا۔ پھر پلٹ کر اُسے دفنایا اور پھر آگے بڑھے۔ پھر مڑ کر دیکھا تو تھال پھر باہر تھا۔ ان کو بڑا اچنبا ہوا اور سہ بارہ پھر بہت ہی اچھی طرح زیادہ گہرا دفنا دیا۔ مگر وہ فوراً ہی پھر اوپر آ گیا اب یہ سمجھے کہ میں نے تین دفعہ چھپا دیا جو مجھے حکم تھا۔ میں تو اپنا پورا کام کر چکا۔ اب یہ کوئی مشیئت پروردگار ہے جو وہ مال دفن نہیں ہوتا اور آگے بڑھے دیکھا کہ سامنے سے ایک پرند اُڑا چلا آ رہا ہے اور نہایت ہی بدحواس ہے اُسنے پاس آتے ہی نہایت ہی ہراساں ہو کر کہا یا نبی اللہ! میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔ دشمن میرا پیچھا کئے چلا آتا ہے خدا کے واسطے میری جان بچائیے۔ آپ نے جلدی سے لیکر اُسے اپنے گریبان میں چھپا لیا اتنے ہی میں اُس کے پیچھے ایک باز نہایت غضبناک پہنچا اور پکار کر کہا یا نبی اللہ میں آج صبح سے اس پرند کے پیچھے جھپٹا آ رہا ہوں اسوقت اس نے آپکے پاس پناہ لی ہے۔ برائے خدا مجھے میرا شکار دیدیجئے میں بہت بھوکا ہوں

نیک دل پیمبر اس وقت بہت گھبرائے کہ اب کیا کروں۔ پرند کے لئے مجھے حکم ملا ہے کہ اس کی حفاظت کرو اور باز کے لئے ارشاد ہوا تھا کہ اسے ناامید نہ پھیرنا۔ چونکہ حکم خدا کے سچے ماننے والوں میں سے تھے لہذا اُسی وقت چھری نکالی اپنی ران کی ایک بوٹی کاٹی اور باز کو دیدی اور باز آسودہ ہوا۔ پھر آگے بڑھے یہ پانچویں چیز تھی اور یہ ایک مُردار تھا آپ نے اسے دیکھتے ہی مُنہ پھیر لیا اور مقام پر واپس پلٹ گئے۔ شب کو ہنگام خضوع وخشوع عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ آج کے احکام جو صادر ہوئے اور اُنھیں اس ناچیز نے تیرے حکم کے موافق انجام دیا اُن میں کیا حکمت تھی؟ حکم ہوا کہ اے نبی ہمارے پہلی چیز جو تو نے دیکھی وہ غصہ تھا جو ظاہر اتو پہاڑ کے برابر ہوتا ہے مگر جب انسان اس کو کھالے تو وہ لقمہ نہایت لذت دیتا ہے۔ دوسری چیز یعنی وہ مال وزر جو کئی بار چھپائے سے بھی نہ چھپا وہ نیکی تھی کہ خواہ اُسکو کتنا ہی کوئی چھپائے وہ نہیں چھپ سکتی۔ اور وہ تیسری چیز کہ جو تیری پناہ میں آئی اور تو نے اُسے امان دی وہ امانت تھی۔ اس لئے جس کا آدمی امین ہو اُس میں خیانت نہ کرے اور جو اُس کی پناہ میں آئے اُسے پناہ دے چوتھی چیز باز کا طعمہ مانگنا یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ جو کوئی مستحق تم سے کچھ طلب کرے اُسے ضرور کچھ دو اپنے دروازے سے ناامید نہ پھیر دو اور اور پانچویں چیز کو مُردار دیکھا۔ وہ غیبت ہے کہ کبھی کسی کی غیبت نکرنی چاہیے کیونکہ کسی بھائی یا بہن کی غیبت کرنی ایسی ہے جیسے اپنے مردار بھائی یا بہن کا گوشت کھایا۔ پیاری بہنو! اگر تمہارے کانوں میں یہ الفاظ اثر کریں اگر تمہارے دلوں کو یہ باتیں بھلی لگیں۔ اگر تمہیں ان میں سے ایک بول بھی پسند آئے تو تم اس جھومر کو ضرور لگالو اور پھر اپنی پھبن آپ ہی دیکھو۔

کوشش یا جد و جہد

کوشش جس طرح مردوں پر فرض ہے اسی طرح عورتوں پر بلکہ اسی طرح چرند پرند اور قریب قریب ہر جاندار پر دیکھو چیونٹی کیسی ننھی سی جان ہے کہ ہمارے پھونک مارنے سے اُڑ جاتی ہے اور اک ذرا سا اشارہ اس جیسی سینکڑوں جانیں مٹا دینے کو کافی ہے۔ لیکن اس کی ماں نے اُسی کو جنا ہے۔ وہ صبح اُٹھتے ہی کس شوق اور ہمت سے قطار در قطار اپنے اپنے بلوں میں سے نکلتی ہیں رستے بناتی ہیں۔ پانی پر پل باندھ کر گزرتی ہیں بڑے بڑے اُونچے انبار یا چٹانوں پر اپنی چھوٹی سی بٹیا بناتی ہیں اور ادھر اُدھر پریشان ہو کر اپنے رزق کی تلاش کرتی ہیں۔ بلکہ جہاں اُنھیں پتا مل جاتا ہے وہاں کی خبر سارے خاندان بلکہ گروہ کے گروہ کو پہنچا دیتی ہیں اور جس طرح ہو سکتا ہے گر گر لوٹ کر۔ سر کا پسینہ ایڑی پر ٹپکا کر اپنی بساط سے چوگنا بوجھ کھینچ لیجاتی ہیں۔ یہ ہے کوشش اور اسی کو جد و جہد کہتے ہیں۔ لڑکیاں حیران ہونگی کہ ہمیں اس کوشش سے مطلب ہم تو گھروں کی بیٹھنے والیاں ہیں ہمارا کام دربدر پھرنیکا نہیں۔ ہمکو تو کوئی باہر سے چوری کرے۔ ڈاکہ ڈالے۔ مقدمے لڑائے یا کسی کا مال چیرے۔ ہمیں کہیں سے لادے۔ بھلا ہمکو کوشش اور جد و جہد سے کیا غرض؟ یہ خیال بالکل غلط ہے اپنے اپنے بوتے کے موافق کوشش ہر مخلوق پر فرض ہے اُن کو چاہیے صبح کو منہ اندھیرے اُٹھیں جلدی جلدی ضروریات سے فارغ ہوں اپنے اپنے عقیدوں کے موافق عبادت کریں اور اُس مالک کی تعریف میں صبح کے وہ قیمتی لمحے صرف کریں جس کی حمد و ثنا اس وقت بے زبان تک اپنی زبان میں کرتے ہیں۔ لڑکیو! تم نے

دیکھا ہوگا جہاں شام ہوئی اور تمام جانور اپنے اپنے گھونسلوں میں آ گئے اور پھر جہاں صبح ہوئی اور غول کے غول پھر نکل کھڑے ہوئے یہ سب کہاں جاتے ہیں۔ کوّے کیوں اڑ کر ایک طرف سے دوسری طرف جاتے ہیں۔ طوطے کیوں بولتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ کبوتر کیوں کرلیاں بھرتے ہوئے فضائے آسمان کو گھیر لیتے ہیں، چیلیں کیوں آسمان پر اتنی اونچی ہو جاتی ہیں۔ یہ سب اپنے اپنے رزق کی تلاش میں جدوجہد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ سانپ جیسا موذی بشبنم۔ نرم مٹی۔ گھاس اور چھوٹے چھوٹے جانور ہڑپ کر جاتا ہے۔ مینڈکیاں اُچھل اُچھل کر کیڑوں کو کھاتی پھرتی ہیں۔ کمزور مکڑی جالا پورتی ہے اور شکار کے انتظار میں تاک لگائے بیٹھی رہتی ہے۔ بگلا بھگت میاں مٹھو، پھر سفید اور زرد پروں کو لئے ہوئے ایک ٹانگ سے دن دن بھر کھڑے رہتے ہیں کہ کب کوئی چھوٹی موٹی مچھلی اُچھلے اور وہ اپنا پیٹ بھریں۔ اس لئے تم پر بھی فرض ہے کہ تم عبادت کے بعد گھروں میں جھاڑو بہار دو۔ ہر چیز کو قرینے سے رکھو۔ بچوں کے منہ دھلاؤ۔ کپڑے بدلواؤ۔ ان کو سبق لینے کے لئے مدرسے بھیجو۔ ہر دن کے لئے ناشتے تیار کرو۔ خود کھاؤ اور انھیں بھی کھلاؤ۔ پھر اپنے اپنے کام دھندے سے لگ جاؤ۔ یہ نہیں کہ صبح کے دس بجنے کو آئے اور بیگم صاحب جہارانی جی پڑی بستر پر اینڈ رہی ہیں۔ آنکھیں بند ہیں۔ بال پریشان ہیں۔ مکھیاں منہ میں گھسی چلی جاتی ہیں۔ دھوپ سر پر آگئی مگر یہاں تکئے سے سر ہی نہیں اُٹھتا۔ یا دن چڑھے بمشکل تمام اُٹھیں بھی تو جھوٹے برتن الگ پڑے بھنک رہے ہیں۔ فرش پر ایک طرف خاک کے تودے جمع ہیں، پیاز کے چھلکے۔ دال کا دھوون۔ پانوں کی چھٹن خاک بلا سب ہی کچھ

پڑے سڑ رہے ہیں۔ بچے الگ بسور رہے ہیں، اماما ئیں ایک طرف پڑی سُنا رہی ہیں لوٹے کہیں۔ پٹاری کہیں۔ دوپہر ڈھلنے کو آگئی اور بیوی صاحب ابھی اس فکر میں ہیں کہ کوئی آٹا گوندھ دے تو تنور پر سے دو ٹکڑے سکوا لیں۔ سالن کی جگہ یا تو بازار ہی سے کچھ دودھ دہی آجائے یا گھر ہی میں کوئی جلدی سے اپنے ہاتھ پاؤں کے صدقے میں کچھ بھون بھلس دے۔ اُٹھے کون؟ کرے کون؟ اور پکا کر کھلائے کون؟ یا کاہلی آسرا تیرا! ایسی صاحبزادیوں کا حشر جانتی ہو کیا ہوتا ہے۔ نہ گھر خوش نہ خاوند خوش بدن پر بوٹی ہے نہ تن پر لتا۔ ہر وقت کی نیستی گلے کا ہار اپنا پرایا نام دھرتا ہے ہم چشموں میں نکو بنتی ہیں، صحت میں فتور آتا ہے اور اچھی خاصی بیچاریاں قبل از وقت موت کی گود میں جا لیٹتی ہیں۔

کسی چیز کی عادت نہ ڈالو

ہے ہے یہ بڑی قیامت ہے۔ اگر عورت ذات کو کوئی لت پڑ جائے امیروں میں رہو یا نوابوں میں۔ راجاؤں کے گھروں کی زینت ہو۔ یا حاکموں کے دربار دیکھو۔ مگر خدا کے لیے مت اپنی رکھو اپنی حالت اور درجے کو نہ بھولو اُن کی روش نہ اختیار کرو ورنہ ایسی تکلیف اُٹھاؤ گی کہ عمر بھر موت کا مزہ آتا رہیگا۔ ہمارے ہاں ایک بڑی بی جو بہت ہی گوری چٹی اور روغندار تھیں اپنی آخری عمر میں بیچاری ایک کونے میں پڑی رہا کرتی تھیں آنکھوں سے اندھی ہو گئی تھیں ہاتھ پاؤں پر جھُریاں پڑ گئی تھیں اور بغیر لکڑی کے سہارے دو قدم بھی نہیں چل سکتی تھیں مگر بدقسمتی سے وہ اپنے اوائل میں کسی شہزادے کے ہاں رہی تھیں۔ بس مرتے مرگئیں مگر اُن کی بگڑی ہوئی عادتیں نہ گئی تھیں

نہ گئیں۔ گرمی اُن کو زیادہ لگتی تھی۔ سردی اُن بیچاری کو بہت ستاتی تھی
کھانا وہ بُرا نہیں کھاسکتی تھیں۔ کوئی بدمزہ چیز اُن کے حلق سے نہ اترتی
تھی۔ معمولی موٹے جھوٹے کپڑے اُنسے نہیں پہنے جاتے تھے اپنی انھیں بد
دماغیوں کے سبب سارا گھر کا گھر اُن سے نالاں تھا۔ کمیٹی سے دو روپیہ
مہینہ اُن غریب کو ملتا تھا۔ بھائی بندوں میں سے دو ایک روپئے اور اور سے
ہو جاتے تھے۔ بس یہ اُن کی آمدنی تھی اور اسی میں وہ غریب اپنا پونتھ
پورا کرتی تھیں۔ لیکن چونکہ عادتیں اُن کی خراب تھیں تکلفات ان
کی ستھری اور نازک طبیعت میں رچ گئے تھے اس لیے ہمیشہ تکلیف میں
رہتی تھیں۔ دو پیسہ کا گوشت لیا ہے اب لکڑی کے لئے ایک ایک کا گھر
جھانک رہی ہیں۔ لے بٹی تیرے صدقے جاؤں ذرا اس کے کباب پکادے
لے بہن تیرے بچے جیتے رہیں ذرا یہ پسندے توچڑھادے۔ روز روز کی
مصیبت کس سے جھیلی جائے۔ آئے دن کی فرمائشیں کون ایسی نیک کوکھ کی
ہے جو اُٹھائے۔ آخر مستورات اُنسے عاجز آگئیں۔ جہاں جائیں صاف
جواب۔ جدھر حرف مطلب لیجائیں وہی دفعہ دفان کی ٹھیرائے اور پھر
لطف یہ کہ اگر کسی نے خدا کا خوف کرکے وہ گوشت لے بھی لیا تو اب بڑی
بی چھاتی پر بیٹھی ہیں۔ بٹی ذرا مصالحہ اچھی طرح پیسیو۔ اچھی لڑکی ایک دمڑی
کا دہی ضرور ڈالدینا۔ بٹی بہن تو جیتی رہے میں قربان ذرا لسن کا بھی چھینٹا
ضرور دیجیو۔ دال ہوئی تو اب بگھارنے کے سو سو طریقے تعلیم ہو رہے ہیں
گو اس طرح ناتجربہ کار عورتوں کو سبق تو بہت سے ملتے رہتے تھے مگر
کس کی بکری اور کون ڈالے گھانس۔ اب خدا خدا کرکے جمعہ کا دن آیا یہ
دن اُن بڑی بی کے نہانے کا ہوتا تھا اب اُنھوں نے پھر ٹٹو لگالیا

کھٹ کھٹ کرتی پھر بازار چلیں۔ دمڑی کی ملتانی۔ دھیلے کے آنولے، دھیلے کی کھلی۔ پیسہ کا صابن، پڑیاں بندھوائیں اور پھر کسی کے گھر میں جا دھنا دیا۔ اے چچی آج کیوں آئی ہو؟ اے ہے بی دادی یہ آج کدھر اچھی بیٹی تیرے قربان جاؤں آج ذرا پانی گرم کر کے مجھے نہلا دے آخر کی بے مرحم کھایا۔ بڑی بی کے لئے پانی گرم کیا۔ آنولے پیسے۔ ملتانی بھگوئی چھاؤں لا کر رکھا۔ جب جا کر نہانا شروع ہوا۔ نہانا کیا تھا دوسری قیامت تھی اب لوٹے پر لوٹے لنڈھا رہی ہیں۔ سر کے بال ہی دُھلنے میں نہیں آتے۔ خدا خدا کر کے بنڈے کی نوبت آئی وہ نرم صندل سی کھال اب اُس پر یہ ظلم ہے کہ بیٹی تیرے صدقے ہو کے مر جاؤں ذرا جھانوے سے خوب کُھرچ دے۔ ہے ہے چچی تمہارا بنڈا نہ چھل جائے۔ ہے ہے دادی اماں کہیں میل کا نام نشان بھی ہو؟ نہیں بیٹی تو ملے جا۔ خوب جھانواں پھیر بیٹی میرے میل کا ٹتا ہے مجھ کمبخت کو نیند نہیں آتی۔ غرض جب تک سارا جسم لہو لہان نہ ہو جاتا بڑی بی بی کی نفاست ہی نہیں ختم ہوتی تھی۔ اب اسی پر خیال کر لو۔ ایک محتاج جسے آنکھوں سے بھی نہ سوجھتا ہو۔ جس کے نہ کوئی آگے نہ کوئی پیچھے۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہو بھلا اُس کو ان تکلفات سے کیا غرض مگر نہیں عادت تھی عادت تو وہ بیچاری بھی مجبور تھیں۔ وہ ہزار دُر دُر پھٹ پھٹ سنتی تھیں۔ تیرے میرے طعن تشنیع گوارا کرتی تھیں اور پھر بال بچہ داروں کے ستانے کو اُن کے وقت کے خراب کرنے کو اکثر بی بی گھر کی بڑی آپی موجود ہوتی تھیں۔ بھلا کس کام کی ایسی عادت۔ لڑکی تم جس شان رہتے اور جس خاندان کی لڑکی ہو تمہیں اپنے بزرگوں ہی کا ورثہ اختیار کرنا چاہیے تمہیں کبھی اپنی حیثیت سے باہر قدم نہیں رکھنا چاہیئے۔ بیٹی ذات کو کبھی کسی چیز

کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے۔ بہت سی لڑکیاں بچپن میں۔ پان زردے کی عادی ہو جاتی ہیں۔ پان گو فی نفسہ بُری چیز نہیں۔ مگر ہر وقت کی پچر پچر۔ ایک گال اُونچا ایک نیچا۔ کپڑوں پر دھبے۔ اوگالدان لبریز اگنائی میں چاروں طرف پیکوں کے داغ کوئی اچھی بات ہے۔ نہیں نہیں پانی کی سی خاصیت اختیار کرو کہ جس ظرف میں تم کو ڈالیں اُتنے وقت کے لئے ویسی ہی شکل اختیار کرو جیسا تمہارا برتن ہو ورنہ ہر وقت کی محتاج ہر وقت کا ساننا اور عمر بھر کا روگ ہو جائیگا۔

نعمت خانہ

اس سُرخی کے تحت میں ہم چند اُن معمولی کھانوں کی ترکیب لکھتے ہیں۔ جنھیں اوسط درجہ کے لوگ کھا کر خدا کا شکر کر سکتے ہیں:۔

دال

دیکھو بہن بیٹی! دال کُنبے پال مشہور ہے جس کسی کو دال بھی پکانی نہیں آتی۔ اُس لڑکی سے زیادہ پھوہڑ کون ہو گی۔ نمک۔ مرچ۔ ہلدی۔ دھنیا لہسن۔ پیاز۔ تھوڑا تھوڑا۔ مرچیں کوئی چھ سات۔ ہلدی کی ایک گرہ۔ لہسن کی ایک پوتھی۔ ایک گتھی پیاز اور تھوڑا دھنیا باریک پیسکر ایک تشتری میں اُٹھا لو۔ دال کو چُنو۔ کنکر۔ کچے دانے۔ وغیرہ نکال ڈالو۔ پھر دو برتنوں میں اسے پانی ڈالکر کئی دفعہ خوب نتھارو کرو۔ اس طرح جو رہے سہے کنکر پتھر تمہاری نظر سے چُننے میں رہ گئے ہونگے وہ بھیگ کر چمکنے لگیں گے۔ اور دال سے الگ دکھائی دے جائیں گے۔ جب خوب صاف ہو جائے

تو دال کو جسقدر پکانی ہو۔ پاؤ بھر آدھ سیر سیر بھر تتی کی ہنڈیا میں (جیادہ
مٹی کی ہنڈیا یہاں اس لئے کہا کہ دال اکثر مٹی کی ہنڈیا میں سوندھی پکتی ہے
آئندہ جیسی تمہاری مرضی۔ پہلے ہنڈیا کے پیندے میں ایک پور یا ڈیڑھ پور
پانی ڈال کے چپنی ڈھک دی آنچ تیز کر دی اور ادھن چڑھا دیا۔ جب اُس
ادھن میں جوش آجائے تو چُنی ہوئی صاف دال اُس میں ڈال دو اور پھر دھیمی
دھیمی آنچ پر تھوڑی دیر چھوڑ دو اس عرصہ میں کفگیر یا چمچہ یا ڈوئی کوئی چیز
نہ چلاؤ۔ کبھی کبھی کچھ دیر بعد چپنی سرکا کر دیکھ لیا کرو جب پانی خوب جذب
ہو جائے وہ ادھن سوکھ جائے اُس وقت آہستہ سے چمچہ ڈالو اور دال
کے دانے لیکر چٹکی میں ملکر دیکھو اگر گل جائے تو جس طرح کی تمہیں یا تمہارے
گھر والوں کو مرغوب ہو پتلی یا پھریری اُسی کے موافق پانی اور ڈالکر پھر ڈھک
دو۔ جب اس طرح اس میں دو اُبال آجائیں تو ہنڈیا کو اُتار کر ایک طرف
چولھے کے پاس گرم راکھ یا اُوپلے پر رکھدو اور کرچھے میں باریک پیاز کتر کے گھی
داغ کرو جب پیاز اس میں سُرخ ہو جائے اور چھُن مُن ہونے لگے تو ایک
ہاتھ سے ذرا سی چپنی اُٹھاؤ اور دوسرے سے کرچھے میں داغ کیا ہوا گھی ایک
دفعہ ہی ہنڈیا میں ڈالدو اور فوراً ہی چپنی ڈھک دو۔ نہایت مزے دار بگھار
لگ جائیگا۔ بس ہنڈیا تیار ہے۔ سوائے چنے اور ارہر کے مسور اور مونگ
کی دالیں بجائے پیاز کے لہسن سے خوب بگھرتی ہیں اس لئے جب مونگ اور
مسُور کی دال ہو تو لہسن ہی سے بگھارنا چاہیے۔

سالن

سیر بھر گوشت بہت تحفہ منگاؤ اور خوب دھوؤ۔ زیادہ کی ضرورت ہو زیادہ

منگاؤ مگر یہاں سیر بھر کے انداز سے ترکیب لکھی جاتی ہے۔ سیر بھر گوشت اور سیر بھر ترکاری یا اُس سے آدھی۔ ڈھائی پیسہ بھر نمک۔ جتنی مرچیں کھانی ہو اتنی مرچیں مگر زیادہ سے زیادہ دس پندرہ۔ ہلدی دال کے مصالحہ سے دوگنی ڈھائی پیسہ بھر دھنیا۔ ایک پوتھی لہسن اور ایک گٹھی پیاز سب کو ملا کر جس قدر باریک پیسو گی اُتنی ہی ہنڈیا اچھی اور سلونی پکے گی۔ پہلے قلعی دار پتیلی میں پاؤ بھر گھی ڈالو۔ پھر پیاز کے مہین لچھے کتر کر اُس میں تیراؤ اور آنچ کردو جب گھی خوب کڑکنے لگے اور ساری پیاز سُرخ ہو جائے تو کفگیر سے پیاز نوسب نکالکر کسی چیز میں محفوظ رکھدو اور اسی گھی میں مصالحہ ڈال کر بھونو۔ جب مصالحہ بھُن جائے تو گوشت ڈال دو۔ اور اچھا خاصا پانی جس سے گوشت گلجائے گوشت میں ڈالکر سرپوش ڈھک دو اور آنچ تیز کردو۔ تھوڑی دیر بعد جب پانی خشک ہو جائے تو گوشت کو بھونو اور اب وہ پیاز جو نکال کر رکھی تھی اُسے بھی پتیلی میں ڈالدو اور خوب کسُو کیونکہ پیاز کی سُرخی سے سالن میں سُرخی آجاتی ہے۔ جب مصالحہ اور گوشت بھُن جائے اور گل جائے بس ترکاری ڈالدو اور پھر جیسا سالن پکانا منظور ہو۔ شوربے دار یا لُعاب پر اُتنا ہی پانی ڈالدو اور آنچ دھیمی کرکے نیم بخت آگ پر چھوڑدو۔ تھوڑی دیر میں ترکاری بھی گلجائے گی جبوقت ترکاری گلی اور ہنڈیا بنی اسوقت نمک چکھو۔ کم وبیش ہو تو کمی یا بیشی پوری کرو۔ اور تھوڑی سی کھٹائی ڈال کر چپنی ڈھک دو پندرہ منٹ میں سالن تیار ہے ٭

ماش اور مونگ کی دالیں

یہ دالیں اکثر ہندؤں میں خوب پکتی ہیں اور خوب ہی بگھاری جاتی ہیں گاؤں گنوی

کے علاوہ اچھے اچھے کھانے والے بھی انھیں بڑے تکلف سے پکوا کر کھاتے ہیں
اِن کے پکانے اور اور دالوں کے پکانے میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ انھیں ذرا
محنت زیادہ ہوتی ہے۔ صبح کو پکاؤ تو شام کو بھگو دو۔ اور شام کو پکاؤ تو صبح کو
بھگو دو پھر کچے دانے اور کنکر نکال کر صاف کر لو۔ گوشت کا مصالحہ اور ان
دالوں کا مصالحہ ایک ہوتا ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے ہمیشہ مصالحہ کو خوب
مہین پیسو۔ پہلے اُسی طرح پیاز داغ کرو جب وہ لال ہوئے انمیں ثابت
گرم مصالحہ ڈالدو اور پھر مصالحہ بھونو اور مصالحہ بُھنتے ہی دُھلی ہوئی دال
ڈالدو۔ مگر اس میں آدھی پور پانی اوپر رکھو کیونکہ یہ دُھلی ہوئی اور بھیگی ہوئی ہوگی
چینی ڈھک دو اور آنچ ذرا تیز کردو جب دم خوب کھالے۔ اور پانی بالکل خشک
ہو جائے تو ڈھکی ڈھکائی ہنڈیا انگاروں پر اُتار کر رکھدو اور روٹی پکانے لگو
اِس طرح دھیمی دھیمی سہتی سہتی آنچ سے دال خوب پک بھی جائیگی اور گلابی
گلابی کھُرچن بھی آجائے گی جو ان دالوں میں خصوصیت کے ساتھ اچھی معلوم
ہوتی ہے۔ جس وقت دسترخوان پر لیجاؤ اور رکابی میں نکالو تو پیاز کا مہین لچھا
کتر کے دال پر ڈالو اور اُس کے اوپر باریک باریک ادرک اور پودینہ اور پھر
کتری ہوئی ہری مرچیں۔ بس بامن کی بیٹی کھائے اور کلمہ پڑھے۔

مزے دار کوفتے

جتنا گھر کا خرچ ہو یا ماشاء اللہ بھرے گھر میں جتنے آدمی ہوں سب کے موافق
باریک قیمہ کٹوا کر منگواؤ۔ لیکن۔ دیکھنا ماما سے کہدینا کہ جب گوشت کوٹنے کو بھیجے
جائے تو قصائی کے پاس ایک گٹھی پیاز اور تھوڑا سا نمک بھی بھیجے اس سے قیمہ آسانی
سے کٹتا ہے اور اچھا کٹتا ہے۔ کبابوں کے گوشت میں ہڈی اور چھیچھڑے

نہیں تو کوفتے خراب اور ذرا ذرا سے رہ جائیں گے اور ٹوٹ جائیں گے کوفتوں کا مصالحہ الگ الگ پستا ہے۔ یعنی پیاز الگ نمک مرچ الگ۔ ہلدی دھنیہ خشخاش۔ اور چنے چھلے ہوئے۔ سب الگ الگ پیسے جائیں اور ایک ہی رکابی میں جگہ جگہ برابر سجا دیئے جائیں۔ آدھا مصالحہ اس میں سے کبابوں میں بھرا جائیگا اور آدھا بُھنتے وقت ڈالا جائیگا۔ اگر کوفتے نہایت نرم پکانے ہیں تو قیمے میں پیسنے کے بعد انڈا یا ذرا سا گھی بھی ملا دو۔ ان کا قیمہ سل پر خوب پسے گا جب جا کر اُس کے کوفتے بن سکیں گے اس لئے مصالحہ گوشت میں ملا کر اُسے خوب محنت سے مہین بہت ہی مہین پیسو۔ پھر دہی کے پانی کا ہاتھ لگا کر کوفتے بنانے شروع کرو۔ کوفتے بنانے میں پسے ہوئے خشخاش اور چنے مصالحے کے ساتھ تھوڑے تھوڑے بھرو۔ اور جیسا جی چاہے بڑے یا چھوٹے کباب بنا لو باقی پسا ہوا مصالحہ اور ہلدی اور لہسن الگ الگ رہنے دو جب کباب بن کر تیار ہو جائیں تو اُن کو دوسری رکابی میں الگ رکھو۔ قلعی دار پتیلی چڑھا دو۔ اچھے گھی میں پیاز داغ کر کے اُسی طرح نکال لو اور باقی مصالحہ جو اوپر کا تھا وہ اس میں ڈال دو۔ اُس پر کوئی پاؤ گلاس پانی بھی ڈالو اور کباب ایک ایک کر کے پتیلی میں چُنتی جاؤ اس طرح کہ کوئی ٹوٹے نہیں۔ پھر تشتری ڈھک دو۔ آنچ اچھی خاصی تیز ہو اور تقریباً سب پانی کے خشک ہو جانے تک تمہیں انتظار کرنا چاہیئے۔ جب پانی خشک ہو جائے تو وہی نکالی ہوئی پیاز پیس کر اگر کباب بہت سے بھرے ہیں تو سیر پیچھے پاؤ بھر دہی میں ملاؤ اور کبابوں میں ڈال دو۔ اس طرح مصالحہ اور کباب خوب بُھنیں گے۔ کبھی کبھی چمچہ بھی ہلکے ہاتھ سے پھیرنا چاہیئے کہ کباب ٹوٹے بھی نہیں اور مصالحہ لگے بھی نہیں۔ جب بُھن جائیں اور گوشت کی رنگت سرخ ہو جائے تو ایک کباب کو کفگیر میں نکال کر چٹکی سے دباؤ اوپر کا حصہ تو نرم

ہو گا مگر دیکھنا جگر کا ہے۔ اگر کباب جگر تک گل گیا ہے تو تو فقط گھی کے لعاب پر اُتار لو اور اگر ابھی کسر ہے تو اور آدھے گلاس پانی کا چھینٹا دو اور پھر ڈھک دو ایک آنچ میں دسترخوان پر لیجانے کے قابل ہو جائیں گے۔

پسندے

یہ تو بالکل مختصر چیز ہے۔ کبابوں کے گوشت کی طرح عمدہ پارچے کوبہ کرکے منگاؤ کبابوں ہی کی طرح بھونو اور بھونتے وقت گرم مصالحہ اور دہی ڈال دو۔ پھر گھی کے لعاب پر اُتار لو۔ قیمہ۔ سوئے پالک کا ساگ اور گوشت بھی اسی طرح مصالحہ بھوننے اور لعاب پر اُتارنے سے مزیدار ہوتا ہے۔

یخنی پلاؤ

سیر بھر چاول عمدہ۔ خوشبودار لچھوئے اور پرانے جو آجکل ڈو سیرے آئیں گے۔ سیر بھر میں سیر بھر گوشت۔ مگر پلاؤ کے لئے ہمیشہ سینہ کا گوشت منگانا چاہئے پہلے گوشت کی یخنی چڑھائی یعنی گوشت اور پانی اور پانی میں دھنیے پیاز۔ لہسن اور نمک کی ایک چھوٹی سی پوٹلی باندھکر ڈالدیں۔ پانی اتنا ہو کہ گوشت بھی گل جائے اور یخنی بھی اتنی رہے کہ چاول دم ہو سکیں پھر پتیلی کو دھیمی دھیمی آنچ پر چھوڑ دیں۔ جب دیکھیں کہ گوشت ذرا کھرا رہ گیا ہے اُسے اُتار لیں یا اوٹلے پر رکھدیں اور وہ چاول جو گھنٹہ بھر سے بھیگے ہوئے ہوں۔ اب اُن کی باری آجاتی ہے جب وہ خوب اچھی طرح دھل دھلا کر صاف ہو جائیں تو دوسرے برتن میں رکھ کر دھنیے کی پوٹلی پھینکدیں

لہ اوٹلا۔ چولھے کے پیچھے جو برتن رکھنے کی ایک اور جگہ ہوتی ہے۔

یخنی کو بگھار لیں۔ بوٹیاں الگ کریں اور یخنی الگ۔ پھر تھوڑا سا گھی دوسری پتیلی میں داغ کریں اور گرم مصالحہ ڈالیں۔ جس میں زیرہ ضرور ہو جب گھی خوب ہو جائے تو اُس کے اندر بوٹیاں چھوڑ دیں۔ اس کے اوپر لسن کچل کر عرق نکال لیں اور اسکو چھان کر دہی میں ملا دیں اور جوں جوں گوشت بھنتا جائے دہی اور لسن ملے ہوئے پانی کا چھینٹا دیتے جائیں۔ ساتھ ہی تھوڑی سی ادرک باریک کتر کے چھڑک دیں یہانتک کہ بوٹیاں سب سُرخ ہوجائیں اس وقت چاول چھوڑ دیں اور اوپر سے یخنی ڈال دیں۔ اور چینی ڈھک دیں دھیمی دھیمی آنچ پر پکنے دیں۔ جب یخنی کا پانی بالکل خشک ہوجائے اُس وقت کرچھے میں تھوڑا سا گھی گرم کرکے پیاز سُرخ کریں اور چاولوں پر بچھا دیں اس کو ڈورا کہتے ہیں۔ ڈورا دینے کے بعد چینی کو اس طرح ڈھکیں کہ بھاپ ذرا بھی نہ نکل سکے۔ بلکہ بہتر ہو اگر آٹے سے پتیلی کا مُنہ خام کردیں اور نیچے اوپر خوب انگارے رکھ کر پورے پاؤ گھنٹہ دم پر چھوڑ دیں۔ پھر جو چینی اُٹھے گی تو خوشبودار پلاؤ سارے گھر کو مہکا دے گا۔

کریلوں کا دُلمہ

آدھ سیر اچھے ہرے ہرے کریلے منگاؤ۔ پکے۔ رگڑ کھائے۔ کاٹے۔ ستھرے نہوں آدھ سیر قیمہ اور آدھ سیر پیاز۔ تین گھنٹے سے پہلے اُنھیں خوب کھُرچ کر چھیل کر صاف کرو۔ پھر ان کو تیز چاقو یا چھُری سے بیچوں بیچ سے چاک کرو سارا گودا اور بیج نکال کر پھینکدو اور خوب اچھی طرح سے دھوؤ۔ پھر اندازاً کوئی تولہ بھر نمک سوکھا پیسکر اُنپر مل دو اور دھوپ میں سوکھنے رکھدو اس طرح تین گھنٹے بعد جب کریلے تیار ہوجائیں تو دیگچی چڑھاؤ باریک مصالحہ ڈال کر پہلے قیمہ کو بھونو

جب وہ گلجائے تو اُسے اُتار لو۔ اور پیاز کتر کے چھوٹی کڑھائی یا کڑچھے میں تھوڑا سا گھی ڈال کر پیاز کو سُرخ کر دو اور قیمہ میں ملا دو۔ گرم مصالحہ بھی شامل کر دو۔ پھر نمک لگے ہوئے کریلوں کو پانی میں خوب دھو ڈالو اور جبتک اُن میں سے جھاگ نکلتے رہیں برابر دھوئے جاؤ یہانتک کہ جھاگ نہ نکلیں اُس وقت معلوم ہو گا کہ اُن کا سارا زہر اور کڑواہٹ نکل گئی پھر اُنھیں خوب نچوڑو اور ایک قطرہ پانی اُس میں نہ چھوڑو۔ اس کے بعد جب وہ ذرا پھریرے ہو جائیں تو قیمہ اور پیاز اور انبیاں کتر کے ان میں بھر دو اُوپر سے سوئی دھاگے سے ٹانکے لگا دو۔ پھر پتیلی میں تھوڑا سا قیمہ نیچے بچھاؤ اور تھوڑا اوپر ڈالو اور پانی اس انداز سے ڈالو کہ کریلے گل جائیں اوپر سے دہی چھوڑ دو اور دھیمی دھیمی آنچ پر پکنے دو۔ جب پانی خشک ہو جائے تو ہنڈیا اُتار کر انگاروں پر رکھ دو اور روٹی پکانے لگو۔ جب تک روٹی ٹپکے پکے سالن پہلے تیار ہو گا۔

مچھلی

مچھلیوں میں تر وہ ہو مچھلی جس کے بڑے بڑے کھنڈلے ہو سکیں دیکھ بھال کر تازی منگواؤ۔ پہلے خوب تیل اور بیسن سے دھوؤ کہ اس کی بساند مٹ جائے کئی کئی پانی بہاؤ۔ پھر نمک اور پاؤ بھر دہی لگا کے دو تین گھنٹے کے لئے الگ رکھ دو بعد میں مصالحہ پیسو۔ پھر گھی داغ کر دو اور مصالحہ بھون لو بعض بیویوں کی رائے ہے کہ مچھلی کے مصالحہ میں لہسن نہ ڈالیں۔ مگر ہمارے خیال میں لہسن اُسکے ساتھ بساند کھونیکے لئے بڑا مُصلح ہے۔ مصالحہ بھنتے ہی ایک ایک کر کے نہایت احتیاط سے کھنڈلے چھوڑ دیں۔ پھر اگر سیر بھر مچھلی ہو تو سیر پیچھے ڈیڑھ پاؤ گھی ڈالیں، اور نہیں تو اُتنا ہی تیل بلکہ تیل تو پاؤ بھر کافی ہو گا۔ کیونکہ مچھلی تو تیل ہی میں

خوب پکتی ہے اور سلونی ہوتی ہے۔ تیل اور مچھلی کا تو ایسا جوڑ ہے جیسے گوری کی آنکھوں میں کاجل۔ کھنڈے ڈالنے کے بعد ہلکے ہلکے دو ایک چمچے چلائیں مگر اس طرح کہ کھنڈے بھی نہ ٹوٹیں اور مصالحہ بھی مل جائے۔ پھر خوب اچھا پانی کوئی تین چار گلاس کیونکہ مچھلی جتنی دیر میں پکے گی اچھی ہوگی اور دھیمی آنچ پر چھوڑ دیں۔ جب دیکھیں کہ شوربا خشک ہوگیا۔ ڈھکی ہوئی پتیلی کو کپڑا لگا کر اُٹھالیں۔ اور دونوں چٹکیوں میں پکڑ کر دو ایک دفعہ نہایت احتیاط سے ہلائیں اور لعاب پر اُتار لیں۔

مچھلی کے شامی کباب

اگر کباب بنانے منظور ہوں نمک اور پانی گلاس ڈیڑھ گلاس ڈال کے مچھلی کو اُس میں جوش دے لیں پھر اُسے خوب پیسیں۔ اس میں نمک مرچ خشخش۔ چنے۔ گرم مصالحہ۔ پیاز ذراسی میتھی کی چٹکی ڈالیں دہی ملادیں اور شامی کباب کی ٹکیاں بنا کر گھی داغ کریں اور کڑھائی میں تل لیں۔ مچھلی اگر باسی ہوگئی تو تو کھل جائے گی۔ ایسی حالت میں اُس ہی مصالحہ کے ساتھ تھوڑا سا بیسن بھی ملادیں اور ٹکیاں بنا کر تل ڈالیں۔

زردہ

سیر بھر میں سیر بھر کھانڈ عمدہ سیلا چاول۔ ڈیڑھ پاؤ گھی۔ کشمش۔ پستہ بادام۔ سب ملا کر پاؤ بھر پہلے چاولوں کو بھگو دیا۔ پھر شیرہ پکانا شروع کیا اور یہانتک پکایا کہ اُس میں سے تار اُٹھنے لگے۔ اگر میلا ہو تو کپڑے سے چھان لو۔ پھر تھوڑا سا گھی کڑکڑائیے۔ اس میں چھوٹی الائچیاں ڈالے

جب گھی موافق دستور ہو جائے تو اس میں وہ چنے ہوئے دُھلے ہوئے
چاول جو اس سے پہلے صاف صُوف رکھے ہوں پتیلی میں چھوڑ دے اور
ہارسنگھار کی ڈنڈیوں یا زعفران کا رنگ دیدے ایک پور پانی اوپر رکھی اور دھیمی
آنچ پر پکائے۔ اس عرصہ میں چمچا یا کفگیر نہ چلائے۔ جب پانی خشک ہو جائے
اور ایک کنی رہجائے تو اس میں شیرہ چھوڑ دے۔ مگر یہ ضرور خیال رہے کہ چاول
میں تین کنیاں ہوتی ہیں اور یہی دیکھنی اور ان کا امتیاز ہی مشکل ہے۔ چاول
نہ ایسا کھڑا رہے اور نہ ایسا بیٹھ جائے۔ چاول کی کنی اور برچھی کی انی ایک
بتائی جاتی ہے۔ اس لئے چاول پکانے میں کنی کا خیال نہایت ضروری ہے
غرض جب دیکھ لیا کہ اب صرف ایک کنی رہ گئی ہے اسوقت ان میں شیرہ ڈالدے
اگر پانی شیرہ کا زیادہ ہے تو تیز آنچ کرے نہیں تو معمولی اور دھیمی۔ شیرے کا
پانی کم سے کم ایک گلاس ہونا چاہئے نہیں تو چاول پیچھے رہ جائیں گے
اس طرح جب معلوم ہو جائے کہ شیرہ بالکل خشک ہو گیا تو گرچھے میں اور گھی
اور چھوٹی الائچیاں کڑکڑا کے اوپر سے ڈالدے اور پھر کترا ہوا میوہ بچھا دے
چینی ڈھک دی جاے اور منہ خام کرکے انگارے اوپر نیچے رکھے اور
پاؤ گھنٹے تک سہتے سہتے کوئلوں پر چھوڑ کر اُتار لے۔ اگر خوشبو بھی دینی ہو
تو میوہ ڈالتے وقت دو تولے کیوڑہ بھی چھڑک دیں۔ بس پھر مزے دار
چاول اپنی خوشبو کے ساتھ کیوڑے کی بھی بہار لے کر نکلیں گے۔

کھیر

کھیر میں سیر بھر دودھ کو آدھ پاؤ رسمی چاول کافی ہیں۔ بس انھیں چن بنا کر
صاف کرکے دھو کے سُکھا دو اور پھر دردرے پیس لو۔ دودھ ڈالکر پتیلی

چڑھاؤ اور سیر پیچھے پو سیری پانی ملا کر دودھ میں چاول چھوڑ دو۔ جب دودھ گاڑھا ہو جائے چاولوں کی کنی پھول جائے۔ تو کفگیر میں نکال کر دیکھو اچھی طرح گل گئے ہوں تو تین چھٹانک بہت سفید کھانڈ ڈالدو اور پھر پکاؤ۔ جب کھیر پر جھلی آجائے تو جان لو کہ کھیر پک گئی اُسے اتار لو اور چاہے تانبے کے چاہے چینی کے چاہے مٹی کے خوانچوں میں نکال لو۔ لیکن یہ ضرور لحاظ رہے کہ مٹی کے برتن میں کھیر سوندھی ہو جاتی ہے۔

فیرینی

یہ اُس سے نفیس چیز ہے اس لئے اس میں سیر بھر دودھ میں چھٹانک بھر چاول بہت تحفہ چن بنا کر۔ دھو دُھلا کر ڈالو۔ اور اُسے آدھ پاؤ پانی ملا کر خوب پکالو کیونکہ فیرینی ذرا دیر میں پکتی ہے۔ جب گاڑھی ہو جائے تو سفید کھانڈ ڈالدو اور پھر پکاؤ۔ جب اس پر بھی جھلی آجائے تو اُسے اُتار لو اس میں ذرا سا کیوڑہ ڈالو اور پھر خوانچوں میں نکال لو۔ چاندی کے ورق قینچی سے کتر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرو اور خوانچوں میں نہایت سلیقہ سے جماؤ۔ اُس پر مہین مہین پستوں کی ہوائی چھڑکو اور دسترخوان پر چن دو۔

یاقوتی

یاقوتی فرنی سے بھی زیادہ لطیف اور لذیذ چیز ہے اس میں سیر بھر دودھ میں صرف ڈھائی پیسہ بھر عمدہ سے عمدہ چاول ڈالے جائیں گے۔ اسکے چاولوں کو دودھ ہی میں پکاؤ اور ایک قطرہ پانی نہ ملاؤ۔ جب یہ گاڑھی ہو جائے تو زعفران یا ہارسنگھار کی ڈنڈیوں کا ہلکا ہلکا نازک نازک رنگ دیدو۔ جھلی آجائے تو فرنی کی طرح خوانچوں میں نکالو اور سجادو۔

آم کا اچار

جب انبیاں خوب گدرا جائیں اور گٹھلی سخت پر آجائے تو اُن کو اسطرح چیرو۔ جُڑی رہیں بالکل الگ الگ نہوں۔ چاقو سے بجلی تو نکال ڈالو۔ اور نمک۔ مرچ سونف۔ کلونجی اور میتھی کوٹ کر اُن میں بھر دو۔ اور دھوپ میں رکھدو جب وہ خوب اچھی طرح سے آٹھ سات دن کی دھوپ کھالیں تو پانچ چھ سیر انبیاں ہوں تو دو سیر تیل ڈال کر چھوٹے سے مٹکے میں ایک طرف رکھدو برسات اور سیل سے بچاؤ کہ پھپھوندی نہ لگے اور دوسرے تیسرے ایک آدھ انبی نکال کر کھاؤ چند ہی روز میں اچار اُٹھ آئیگا اور اتنے وزن کا اچار سال بھر کی خبر لائیگا۔

کچومر

اس میں کچی انبیاں کام آتی ہیں۔ ان کی چھوٹی چھوٹی پھانکیں کرو اُن میں نمک مرچ۔ سونف۔ کلونجی اور میتھی کوٹ کر اسی طرح ڈالو اور تین چار دن برابر دھوپ میں سکھاؤ۔ وہ جلدی اُٹھ آئے گا۔ کچومر کے اچار میں بہت تھوڑا تیل کافی ہے۔

سرکے کا اچار

اچھا سرکا کوئی آدھ سیر اُس میں سیر بھر پیاز کتر کے ڈالو۔ مرچیں چاہے کتری ہوئی۔ چاہے ٹوٹی ہوئی۔ موافق سا نمک۔ سبکو ملا کر بوتل میں بھر دو۔ یہ اچار بہت مختصر اور جھپاکے کا کام ہے جو صرف ایک دن کی دھوپ میں کھانے کے قابل ہو جائے گا اور دو تین دن کے رکھا رہنے پر تو اپنا جواب

نہیں رکھیگا۔ جب پیاز ہو چکے اور پیاز اُسی سِرکے میں ڈالدینی چاہئے اچار رواں کارواں رہیگا اور سِرکا اتنا ہی کام نکالدے گا

بھونی چٹنی

نمک۔ مرچ۔ کھٹائی۔ لہسن۔ پیاز۔ تھوڑا سا پودینہ اور گرم مصالحہ سب کو پیس کر کرچھے یا چھوٹی کڑھائی میں تل لو۔ ایسا مزہ ہوگا جیسا کبابوں کا۔

ہرے دھنیے کی چٹنی

کھٹائی، نمک، مرچ پہلے پیسکر پھر ہرا دھنیا بھی ملادو اور ملا کر پیس لو لیکن یہ ذرا دردری ہونی چاہیے۔

تلی ہوئی ہری مرچیں

نمک۔ مرچ کھٹائی، تینوں چیزیں باریک پیسکر بڑی بڑی ہری مرچوں کا پیٹ چاک کرو اور ان میں وہ مصالحہ بھر کے گھی میں تل ڈالو خستہ ہوں گی چرپراہٹ ہوگی اور بڑے مزے سے روٹی چل جائیگی۔ یہ مندرجۂ بالا نعمت خانہ غریبوں کے ہاں ہے یا اوسط درجے کے لوگ اسکو رکھ سکتے ہیں امیروں کا اس میں ذکر نہیں وہ جو چاہیے پکوائیں۔ اور کھائیں ان کھانوں میں قریب قریب سب ایسے مختصر اور کم خرچ و بالانشین ہیں جن کو ہر سلیقہ دار لڑکی سمجھ سکتی ہے۔ یا جن کے سیکھ لینے سے ایک خوش حال جوڑا اچھی طرح زندگی بسر کرسکتا ہے۔ لڑکیاں اگر انھیں چند کھانوں ہی سے سیکھ کر پکا لینے کی عادت ڈالیں گی سُسرال میں اُنھیں کوئی اچھا نہ کہے گا تو بُرا بھی

نہیں کہے گا۔ رفتہ رفتہ ہر چیز کی اٹکل ہوتی جائے گی کام کو کام سکھائیگا تجربہ ترقی کے پہلو بتائیگا۔ اور اپنے ہاتھ کا کام جسقدر اچھا ہوتا ہے اُسکا لطف آجائے گا۔ پیاری بہنو! عورت کے لئے یہ بڑی مرن کی بات ہے کہ اُس کا کام کوئی دوسرا اُس سے اچھا کرے اور خاوند یا اُس کے بزرگ اور برابر والیاں اُسکے پھوہڑپن میں اُسے اوّل نمبر دیں۔ اپنی زندگی کی ضرورتوں کو ہمیں خود سمجھنا چاہیئے۔ اور جب ہم اُن ضرورتوں کے خود بہم پہنچانے کے قابل ہو جائیں تو بڑا حیف ہے کہ ہم دوسروں کے محتاج ہوں نہیں نہیں اگر غیرت مند بیٹی ہو عورت ہو کر اپنے یہاں آنے کی حکمت کو خوب سمجھتی ہو تو اپنی قسمت کے شریک کے ساتھ مردانہ وار زندگی کرو۔ بچّوں کو پالو۔ ان کی خبر گیری کرو۔ اپنے اور اُن کے اس طرح پیٹ بھر سکو کہ تمہاری کفالت کرنے والے دوسرے دن کام کرنے کے لئے تازہ دم ہو کر خوشی سے تیار ہو جائیں۔ یہ کبھی نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ ہمارے ہاں بھی دو ایک ماما یا نوکر چاکریں ہیں۔ ہم کو کیا ضرورت ہے۔ زمانہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ نوکر کا کبھی نوکر نہ ہونا چاہیئے۔ ضرورت کے وقت اپنی ہڈیاں پیل کر روٹی کھانی اور کھلانی بڑے نیکو کاروں کی زندگی ہے۔ جب تک چھوٹی رہو ماں بہنوں کا ہاتھ بٹاؤ۔ جب جوان ہو کر بیاہی جاؤ سسرال والوں کے دل میں گھر کر کے اپنے کام سے اُن کو اپنا بندۂ بیدام بناؤ۔ لو تو تم نے بہادری کی اپنے حوصلے کی داد لے لی نہیں تو تم بھی عمر بھر بے مزہ رہو گی اور چار دیکھنے والے قہقہے لگانے والے ہوتے ہی ہیں ٭

معمولی سوزن کاری

یہ بڑا مشکل اور وسیع فن ہے جس کو عورت کے ہاتھ سے زیادہ زیبائش ملتی ہے گو آجکل نئی تہذیب ہزاروں مرد اس سوزن کاری کی قطار میں دکھائی دیتے ہے اور ابتدا سے بھی یہ پیشہ اکثر مردوں نے کیا ہے۔ لیکن سینے پرونے کو جو نسبت عورت کی نازک انگلیوں سے ہے وہ مرد کے بھاوڑے سے ہاتھوں سے نہیں۔ لڑکیو! سینا سیکھو۔ بیونتنا اور کترنا سیکھو۔ پھر تمہیں علاوہ اور سب فائدوں کے جو کپڑا اچھا بھائے گا۔ اُس کی خود پوشاک قطع کر کے چار دن میں سی کے پہن سکتی ہو۔ خوشی خوشی مغلانی جی کے پاس جاؤ۔ مغلانی نہ ہوں جیتی ماں سے سیکھو۔ ماں بھی خدانخواستہ نہ سکھا سکیں تو بولی بہن سے یا محلہ والی کسی ہشیار سہیلی سے۔ خوب یاد رکھو جو چیز اپنے آپ کو نہ آئے اُس کو دوسروں سے پوچھنا کوئی عیب کی بات نہیں، جو کسی سے پوچھتا نہیں اُس کو کبھی کچھ آتا بھی نہیں۔ پھر سینا پرونا تو تمہارا ایسا حُسن ہے جیسا تلوار میں جوہر تم کو گُن ونتی بننا چاہیے اپنی عقل۔ اپنی سمجھ اور اپنے دماغ کو اس میں ایسا لڑانا چاہیئے کہ سب واہ واہ کریں۔ ہمیں جہانتک معلوم ہے بیٹی ذات جہاں آٹھ۔ نو برس کی ہوئی۔ بڑی بوڑھیاں اُسے اپنے پچھوے سے ہلنے نہیں دیتیں۔ گھر کے کام کاج کے بعد جب ذرا فرصت ہوئی اسے پہلے پہل سوئی تاگا دیتی ہیں کہ وہ تاگا پرونا سیکھے۔ دو تین دفعہ بتانے سے جب اُس کو یہ اٹکل آگئی تو پرانی دُھرائی دھجی پر اُس کے سامنے سوئی سے لکیریں کر کے اُن لکیروں پر تیپچی بھرنا سکھاتی ہیں جب دس پانچ دن میں اُس کا ٹانکا سیدھا ہو جاتا ہے تو بے لکیر کے تیپچی بھروا لیتے ہیں

جب اس طرح مہینے ڈیڑھ مہینے سی لیا تو دوسری منجھی دھجی لگائی گئی یعنوں لڑکیوں کا ذکر ہے۔ نہیں تو جو ہوشمند لڑکیاں ہیں وہ اس سے بہت جلد رواں ہو جاتی ہیں۔ تیپچی کے بعد اُو رمہ تیپچی کی دو سیونیں ہوتی ہیں اور پھر بخیہ بخیے اور تیپچی میں صرف اتنا فرق ہے کہ تیپچی میں تو کئی ٹانکے ایک ساتھ نکالنے ہوتے ہیں اور بخیے میں صرف ایک ٹانکا۔ مگر بہت نہیں اور بہت بچتے جب سوئی پرونی سکھاتے ہیں تو ساتھ کے ساتھ لڑکی کو گرہ لگانی بھی بتاتے ہیں تاکہ سوئی ٹانکے میں سے نکل نہ جائے۔ بعض لڑکیاں ایسی جلد باز ہوتی ہیں کہ جہاں انھیں سوئی پرونی آئی۔ گرہ لگانی سیکھیں اور بس اُنھوں نے سمجھ لیا کہ آہا جی ہم کو تو سینا پرونا سب آ گیا۔ یہ خیال بالکل غلط ہے سُوئی تاگے میں پرونی اور گرہ لگانی یہ تو الف۔ بے ہے فقط۔ الف۔ بے ابھی تو چوبیں حرف اور پڑے ہیں جن میں بڑی دیدہ ریزی اور بتہ مارنے کی ضرورت ہے۔ بچیاں جب سُوئی تاگے کی مشق کر لیتی ہیں اور اکہری دھجی پر سیدھی تیپچی بھرنی سیکھ جاتی ہیں تو پھر اُن کو دُہرا کپڑا دیا جاتا ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے کمر بند۔ مغزیاں۔ یا تعویذ ہوتے ہیں۔ جب وہ ان میں بخیہ کرنا آسانی سے سمجھ لیتی ہیں۔ تو پھر چادروں کے پاٹ اور چاندنیوں کے جوڑ جڑواتے ہیں ان میں پہلے تیپچی بھری جاتی ہے بخیہ ہوتا ہے اور پھر کناروں کو تُرپواتے ہیں۔ اس طرح جب دو تین مہینے برابر ڈھنگ سے محنت ہوتی رہتی ہے۔ اور لڑکیاں دیدہ جما کر ہاتھ رواں کر لیتی ہیں تو پھر گھرداری کے سامانوں کی نوبت آتی ہے۔ بھائی بہنوں کے پاجاموں کے کُندے لگانے۔ نیفوں میں پٹی بھر کے تُرپنا اور پھر بخیہ کرنا۔ جب اس طرح دو چار کپڑے نکل گئے تو بہن ململ کے کُرتے لگا دیتی ہیں۔ یہ مشکل کاموں کی

ابتدا ہے۔ اور گویا اونچی جماعت میں قدم رکھنا ہے۔ لڑکیو جب تم اس جماعت میں داخل ہو تو تمہیں چاہیے کہ ذرا بھی بد دل نہ ہو۔ کرتے کو تیپچی بھر کر کھڑا کرو۔ اس میں کلیاں لگاؤ۔ آستینیں جوڑو۔ گھیر تُرپو۔ مگر اس کا ضرور لحاظ رہے کہ کلیاں کھنچ نہ جائیں۔ آستینیں اونچی نیچی نہ ہوں۔ گھیر کو گوڈر کی طرح نہ گانٹھو۔ سیون چکلی پتلی ہو۔ یہ کام اگرچہ شروع ہی شروع میں تمہیں اجیرن اور دوبھر ہو جائے گا۔ لیکن بہن بیٹیو! محنت ہی سے راحت ہے جب تم ان لوہے کے چنوں کو اپنے صبر اور کوشش سے دل ڈالو گی پھر آگے پکی پکائی موجود ہے ابتدا ابتدا میں کرتے کے گھیر۔ پاجاموں کی سیونیں اور چھوٹے کپڑوں کی بہت سی چیزیں بار بار اُدھیڑنی پڑتی ہیں۔ دوبارہ اور سہ بارہ سلوائی جاتی ہیں۔ لیکن اس سے سوائے اس کے کہ تمہاری مشق بڑھے اور عمدہ کپڑے سینے کی اٹکل آجائے اور کوئی مقصود نہیں ہوتا۔ تم خدا رکھے خود ہوشمند ہو جب تمہیں یہ سب چھوٹے چھوٹے کام کرنے آجائیں گے تو پھر آپ ہی آپ سینے پرونے کا شوق بھی ہو جائے گا اور گڈے گڑیا کے کپڑے بڑے جھپاکے سے سلنے لگیں گے۔

تُرپن کی قسمیں

تُرپن کی قسمیں تین ہوتی ہیں۔ ایک اُلٹی پتی۔ دوسری گول اور تیسری مروڑی کی۔ الٹی پتی جو چکلی سیون ہوتی ہے۔ یہ شروع ہی میں سکھائی جاتی ہے اس کے بعد گول سیون اور ویسی ہی قریب قریب مروڑی۔ وہ کپڑے کو موڑ کر نہایت باریک سی جاتی ہے۔

بخیہ

بخیہ ایک معمولی اور دوسرا ناکہ جوڑی کا کہلاتا ہے۔ معمولی تو وہی جو پہلے پہل دھجیوں پر برابر برابر ٹانکا نکالنا سکھایا جاتا ہے۔ لیکن ناکا جوڑی کا بخیہ پوری دل جمعی اور دیدہ ریزی کا کام ہے۔ یہ بخیہ اکثر گریبانوں پر یا خوبی اور پاجامے کی موریوں پر بہت باریک ہوتا ہے۔ مگر میں ان کے ٹھپے۔ ہاتھوں کے کف۔ لہریے بنانے۔ جوے چھوڑنے۔ یہ سب بخیے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان میں جتنا نازک مضبوط اور باریک ٹانکا ہوگا اُتنا ہی بخیہ اچھا معلوم ہوگا۔

کشیدہ اور کٹاؤ کا کام

یہ کام بڑے سلیقہ اور صفائی کا کام ہے جو اکثر جالیوں اور تنزیب پر بنتا ہے کشیدہ کے لئے عمدہ جالی پر ایک ہلکی سی بوٹی اُستانی جی بنادیتی ہیں جیسے نیم کا پھول یا مولسری کی پتیاں۔ جب ایسی بوٹیاں بننے لگیں تو اور نازک نازک بیلیں کاڑھنی بتائی جاتی ہیں۔ اہاہا کڑھا ہوا کرتا یا چھوٹے کپڑے جب لڑکیاں اپنے ہاتھ سے بنا کر پہنتی ہیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پھولوں کے ہار پہن لئے۔ کٹاؤ اور کیکری مہین مہین سُک کو چھوٹی سی قینچی سے کتر کتر کر سینے سے بنتے ہیں۔ پہلے لال ڈورا دیکر بخیہ کیا پھر مہین کنگوری یعنی ایک تلکھونٹی چیز نہایت خوشنما کتری اور اسے باریک قینچی سے کتر کے کنگورہ سا بنادیا۔ اُستانی پہلے کئی کیکریاں خود بنادینگی۔ پھر تمھیں ویسی ہی بنانی چاہئیں۔ لہریا جسے کہتے ہیں وہ ایک چکلی پٹی کو قینچی سے برابر برابر کترا جاتا ہے

اُسکو انگیا کے شانے پر رکھکر بیٹھ دیدیا اور پھر تڑپ ڈالا اسی طرح جب ترقی کرو تو چاہے نت نئی بیلیں بناؤ یا نئے نئے پھول۔ پھر تمہاری ہوشمندی اور جدّت ہے جیسی عمدہ ترکیب نکالو گی۔ اُتنی ہی ہمچشموں اور سہیلیوں میں سراہی بھی جاؤ گی اور محفلوں میں اُنگلیاں اُٹھیں گی کہ فلاں سُگھڑ سہیلی وہ آئی۔ بعض کیکریاں جالی پر ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں ستارے بھرے جاتے ہیں بعض لڑکیاں اپنے ہاتھ سے توپیاں۔ بیٹھے اور نئی جان تک بنانے لگتی ہیں اکثر موباف نہایت سلیقہ سے سیتی ہیں جن میں پھول بھی بھرے جاتے ہیں۔ سوزنیاں سلتی ہیں۔ مصالحہ کے بھاری بھاری کام ہوتے ہیں جو شادی بیاہوں میں دُلھنوں کے جوڑے سلنے میں نہایت وقعت اور احسان کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان میں ماہی جال بنتے ہیں۔ چاند تارے ٹکتے ہیں۔ اور وہ وہ دماغ سے اُتار کر دستکاریاں پیش کیجاتی ہیں کہ بے اختیار اُن اُنگلیوں کو آنکھوں سے لگانیکو جی چاہتا ہے۔ جن سے وہ باریک اور بیمثال کام بنتا ہے۔

کتربیونت

یہی وہ ضروری علم ہے جسکے جاننے پر بڑھیا سے بڑھیا اور گھٹیا سے گھٹیا کپڑے کے خوشنما یا بدنما ہونے کا دارومدار ہے۔ جب لڑکیاں سینے پرونے لگتی ہیں ہو سے ایسے کام لئے جاتے ہیں اور پہلے ہلکے ہلکے کپڑے اُن کی عقل سے بیونتوائے جاتے ہیں۔ کپڑے کو پہلے بیونت سے لے کہ کتنا کپڑا اس میں لگیگا اور کتنا بچے گا۔ اگر بیونت لینے کی اچھی تمیز نہیں ہے اور اٹکل پچو غیر مقرر بیونتا جائیگا تو کپڑا زیادہ خراب ہوگا کترنیں بہت سی نکلیں گی۔

چھیچھن بہت ہی جھیجے گی۔ اور اگر اس میں تمیز سے کام لیا گیا تو تھوڑے سے کپڑے کو اس خوبصورتی سے بیونت کر تراشا جائیگا کہ جسم پر ٹھیک بھی آئے گا اور سلنے کا حق بھی کافی ملجائے گا۔ اُسکے بعد کترنا ہے کپڑے کی کتر بھی بیونت کا دامن ہے۔ یعنی اگر کتر خراب ہے اور تراشنا نہیں آتا تو کپڑا تو سل جائے گا۔ مگر ایسا جیسے درخت کے ٹھنٹھ پر جھلی منڈھ دی۔ ایک کان ادھر نکلا ہوا ہے ایک ادھر۔ ایک دامن ادھر لٹک رہا ہے تو ایک سوا انگل اُونچا ہے۔ نہ کپڑے میں خیر نہ برکت پھر آخر درزی کے ہاں جائیگا اور جتنی کہ چیز نہیں اس سے دوگنی چوگنی سلائی لگ جائے گی۔ بچیوں سے پہلے پہل گڑیوں کے کرتے پاجامے ڈھیلے اور تنگ کتروا لیتے ہیں۔ دو چار دفعہ جب پرانے دُھرانے کپڑوں پر ہاتھ صاف ہو جاتا ہے تو وہ خود اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے کپڑے کترنے کی ضدیں کرتی ہیں جب دو ایک کپڑے خراب ہو جاتے ہیں تو اُنہی سے پھر ٹھیک بھی کرائے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ رفتہ رفتہ اُنھیں شُد بُدھ ہوتی جاتی ہے اور اچھے خاصے لباس اُنھیں بیونتنے اور کترنے کو ملنے لگتے ہیں۔ انگرکھے۔ اچکنیں۔ کوٹ۔ صدریاں۔ سب ہی ہاتھ سے نکلنے لگتی ہیں۔ سینا تو پھر اُنھیں آتا ہی ہے۔ اِدھر کترا اور ادھر لگا لپلپ جو لڑکی اپنے بڑوں کو کپڑے شوق سے سی سی کر پہناتی ہے وہ سب کی دعائیں لیتی ہے۔ اور جنھیں خدا کی پھٹکار ہوتی ہے وہ لاکھ بتانے پر بھی کچھ نہیں سیکھ تیں۔ ایسی لڑکیوں کو چاہیئے کہ جب بیاہی جائیں تو بہت سی لونڈیاں۔ باندیاں۔ اور مغلانیاں اپنے ساتھ سُسرال کو لیتی جائیں نہیں تو اماں باوا کو حکم ہو کہ وہ بیچارے ہر وقت خدمت گذاری کو تیار

رہیں۔ ورنہ اس دنیا میں زندگی بسر کرنی محال ہے۔ سینے پرونے کے لئے انگشتانہ پہننے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ ایک لوہے یا پیتل کا خول سا ہوتا ہے۔ جس کو چھنگلیا کی برابر والی انگلی میں پہننا پڑتا ہے۔ اس کے سبب سے سوئیاں چبھنے سے انگلیاں محفوظ رہتی ہیں۔ سخت اور دبیز کپڑوں میں جب سوئیاں رک جاتی ہیں تو انگشتانہ ہی کے بار بار لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس سے نہ سوئیاں زیادہ ٹوٹتی ہیں نہ پوریں چھدتی ہیں اور کپڑا بھی اچھا صاف اور جلدی سیا جاتا ہے۔

صاحبزادیو! اگر تمہیں شیرنی کی طرح سے شکار مار کے خود کھانا ہے۔ اگر تمہیں پرائے دل۔ پرائی ماں کے لال اور دوسری دنیا کو اپنا کرنا ہے اگر تمہیں درزی کے یہاں اپنے کپڑے گرو نہیں کرنے۔ اگر تمہیں جاڑے گرمی کا آرام اپنے ہاتھوں عین وقت پر مہیا کرنے کا شوق ہے اور ایک ایسی رقم کو جو مفت میں ذرا سی آلکسی کی وجہ سے گھر میں سے نکالکر باہر پھینکدی جاتی ہے اُسے روکنا مقصود ہے تو سینا پرونا خاطر خواہ سیکھو جس سے تمہاری ضرورتیں بھی جلد جلد پوری ہوتی رہیں۔ تمہاری اور تمہارے بچوں کی صحت بھی قائم رہے۔ گھر بار کی بھی رونق اچھی رہے اور چار غیر بھی دیکھ دیکھکر تمہارے سگھڑاپے کی تعریف کریں۔ عالی خاندان ہونا یا دولتمندوں کی بیٹیاں کہلانا۔ یا کسی بڑے عالم۔ کامل کی قرۃ العین بننا کوئی صفت نہیں صفت وہی ہے۔ گن وہی ہے جو خاص تم میں ہو۔ اور تم اس گن کے سبب سے عزت کئے جانے کی قابل سمجھی جاؤ۔ تلواریں خود جوہر ہونا چاہئے منہ ہاتھ کی صفائی تو پھر کام کرے ہی گی +

خانہ داری

دنیا میں یونہی ہوتی آئی اور یونہی ہوتی چلی جائے گی اس لئے بہن میری اصل خیر سے جب تمہاری بھی شادی ہو اور تم اپنی سسرال جاؤ غیر بالکل غیر۔ ساس۔ نندوں۔ دیورانی جیٹھانیوں میں جاکر رہو۔ تو بیٹی میری اس طرح اپنے آپ کو نیک بنو۔ بلکہ ملنسار۔ ادب آداب سے واقف۔ رستہ چلنے محبت کرنے والی اور وفا شعار ثابت کرو کہ گھر کا گھر تمہارا دیوانہ ہو جائے۔ رسم کے موافق پہلے تمہیں کچھ دن تک شرم کرنی پڑے گی۔ جیسا دستور ہو ویسا کرو۔ مگر نہ اتنی شرم کہ جب تک تمہارے لئے شرم کا زمانہ ختم ہو اس وقت جب تمہیں تمہارے خاوند کے کمرے میں بھیجا جائے تو وہاں بھی تم اسی طرح گردن جھکائے گھونگٹ نکالے بیٹھی رہو۔ نہیں نہیں۔ کچھ دن بعد تمہارا عین فرض ہے کہ تم کم سے کم اس کمرے میں جس میں تم دونوں دولھا دلھن بیٹھتے اُٹھتے ہو خاوند کے جانے کے بعد پوری صفائی رکھو۔ جتنی چیزیں وہاں ہوں اُنکو ستھرا رکھو۔ پانی کی گھڑونچی کے آگے پانی نہ لنڈھاؤ۔ کٹورہ گلاس باقاعدہ رکھو۔ بستر جھاڑ و تکیے درست کرو۔ میاں کا لباس باقاعدہ کھونٹیوں پر ٹانگو۔ اپنے کپڑے ایک طرف رکھو۔ ناشتے کے لئے جو برتن آئیں اُنھیں ایک طرف رکھو۔ اُنپر خوان پوش ڈالدو۔ اپنی ایک جگہ بنالو ہمیشہ وہیں بیٹھو۔ اور جب تمہارا شوہر آئے اُسکی بات کا جواب سوچ سمجھکر نہایت شیریں لہجے میں دو۔ اُس سے پہلے ہی پہل تم اتنی نہ کھل کھیلو کہ وہ تمہیں بالکل حلوا ہی سمجھے۔ اس سے ایک دفعہ ہی بھچلا سر نگیں

آ کے سارے ہی ارمان نہ ظاہر کر دو۔ بلکہ جہانتک ہو سکے مسرت بھری شرم
تمکین اور اپنے آپ کو لئے دیئے رہ کر اپنی نئی زندگی کا سلسلہ شروع کرو
جب تنہائی ہوگی تو تمہارے پاس جوان جوان دُلھنیں پاس پڑوس کی
لڑکیاں۔ دُور دراز کی عزیزیں۔ نوکر۔ مامائیں بڑے چھوٹے سب ہی آئینگے دنیا
کا قاعدہ ہے جس گھر میں دُلھن بیاہ کے آئیگی۔ محلہ تو محلہ، پر محلہ تک
کی تعلقداریں خوشی خوشی دیکھنے آتی ہیں۔ تمہاری سُسرال میں بھی آئینگی
تمہارے پاس بھی آئیں گی۔ خدا کے لئے بزرگوں کی لاج کا صدقہ ذرا
اپنے آپ کو لئے دیئے رہنا۔ نہ اتنی کڑوی بننا کہ کوئی تھوک دے اور نہ اتنی
نرم ہونا کہ کوئی شربت کے گھونٹ کی طرح پی جائے، نہ اتنی خاموش رہنا کہ
لوگ کہیں کہ دُلھن گونگی ہے۔ اور نہ اتنی بکواس اور چبلاپن دکھانا کہ لوگ نام
دھریں کہ نوئی دُلھن کی زبان تو ایسی تڑتڑی ہے کہ موئی قینچی کی طرح چلتی
ہے۔ نہیں بنّو! یہ تو ساس سسروں کے بھی کان کاٹ لیں گی، بڑوں سے
ادب سے بات کرو۔ برابر والیوں سے ہنسکر متانت سے تقریر کرو۔ چھوٹوں سے
پیار محبت سے پیش آؤ نوکروں سے مہربانی کے ساتھ کام لو غریب ہو یا امیر سب سے
میٹھی زبان بولو۔ ایسا ویسا لفظ زبان پر کوئی نہ آئے جس سے تمہارا بھید
کُھلجائے اور تم پر دوسرے حاوی ہو جائیں۔ نہیں لطف تو یہ ہے کہ سب کی سن
لو اور اپنی ایک نہ کہو سب کا کام کرو اور لوگ تمہاری تمنا کریں کہ وہ کسی وقت
تمہاری خدمت کر سکیں۔ صبح اُٹھ کر ساس کے کمرے میں۔ درے میں غرض
کسی جگہ جہاں وہ بیٹھی ہوں سلام کو جاؤ۔ اُس وقت جو وہاں موجود ہو
اگر بڑا ہو تو ضرور اُسے بھی سلام کرو۔ وہاں سے آؤ تو ناشتہ کرو۔ خالی بیٹھی
ہو پڑھی لکھی ہو تو کوئی کتاب نکالکر پڑھو۔ لکھو، سینا جانتی ہو تو کوئی

چیز ہی لگالو۔ میاں اگر کچھ دے گئے ہوں تو اُن کے آنے سے پہلے ختم کرکھو اتنی دیر اس میں لگی رہو کہ وہ واپس آکر اپنے حکم کی تعمیل میں تمہیں ایسا سرگرم دیکھ لیں۔ یہانتک کہ امن چین سے شام ہو۔ لڑکیوں کا قاعدہ ہے کہ بیاہی جاتے ہی اُنھیں سُسرال میں الگ ہو جانے کا شوق ہوتا ہے۔ اس بات کا خیال ہرگز نہیں ہوتا کہ جس کے پلے ہم بندھے ہیں ابھی وہ اس قابل ہے بھی کہ الگ رہ کر ہماری ضرورتوں کو پورا کرسکے۔ یا یہ کہ ہم اس دنیا کی نئی روشنی سے جس میں زمانہ نے ہمیں اب ڈالا ہے پورے واقف بھی ہو چکے ہیں یا ہم الگ رہ کر خانہ داری کے اصولوں پر اچھی طرح چل بھی سکینگے یا نہیں وہ جلدی کی ماریاں الگ ہونے کے جاؤ میں جلدی سے اپنا پلنگ پیڑھا لے میاں کے ساتھ پرمحلے جارہتی ہیں اور پھر ناتجربہ کاری۔ ناعاقبت اندیشی اور بدسلیقگی کیوجہ سے آئے دن جو جو بلائیں ان پر نازل ہوتی ہیں اُن سے بس ان کے دانت ہی کھٹے ہو جاتے ہیں۔ اور سارا الگ رہنے کا مزہ دو چار ہی مہینے میں آجاتا ہے۔ میری عزیز بہنو! میرے یہ لفظ جن نگاہ سے گذریں اور خدا اُنھیں یہ دن نصیب کرے تو اُن کو چاہئے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے کوئی کام نہ کریں۔ میاں بیوی کو بہ نسبت فوراً ہی الگ ہو جانیکے بہت ضرورت پہلے اس بات کی ہے۔ کہ وہ اپنے دلوں کو ایسا ایک جا کریں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے جدا ہونے سے تکلیف محسوس کرنے لگیں اسلئے سب سے پہلے تمہیں اپنے میاں کی محبت۔ کیسی محبت۔ سچی محبت کسی نہ کسی طرح حاصل کرنی چاہئے۔ جب وہ تمہیں مل گئی تو گویا تم نے اپنے ملک حسن و اخلاق میں معاذ اللہ معاذ اللہ خدائی کرلی۔ بیٹی۔ بہن محبت ہی وہ جادو ہے جو رنج و راحت۔ دُکھی۔ غمی۔ عیش و آرام۔ دن اور رات

صبح شام کسی گھڑی کسی مقام پر کسی نہ کسی حالت میں گھنٹوں مہینوں بلکہ برسوں بلکہ تمام عمر دو دلوں کو خوش رکھ سکتی ہے۔ محبت ہی خدا کی وہ لاجواب نعمت ہے جسکی بہوت سے دین و دنیا کی جوت ہے اور اگر آپسمیں محبت نہیں تو جہان کے تخت پر اگر بیٹھی ہو وہ بھی خاک ہے اور اگر پہاڑ کی چٹان بے زر بے پڑی ہو تو وہاں کوئی تکلیف نہیں۔ اللہ جانتا ہے اسی پر سب روشن ہے ہم ایک دفعہ دارجلنگ (پہاڑ) پر جا رہے تھے جب وہ چھوٹی ٹھنکان سی ریل جو زمین سے سات ہزار فٹ بلندی پر کھٹ کھٹ کرتی چڑھ جاتی ہے جگہ جگہ اُن چٹانوں میں سے دھرے چاک کر کے گذرتی ہے تو اکثر بڑی بڑی سیاہ چٹانوں پر سفیدی سے یہ الفاظ انگریزی میں لکھے ہوئے دیکھے "محبت خدا ہے۔ خدا ہی محبت ہے" ہم نے بہت فکر کے بعد اس کے معنی سمجھے۔ بیشک اگر خدا کو اپنے بندوں سے محبت نہ ہوتی تو وہ اُنھیں پیدا ہی کیوں کرتا۔ اور جب پیدا کیا تھا۔ تو انکی ضروریات ہی کیوں بہم پہنچاتا۔ وہاں تو ایسی محبت ہے کہ ہر بندے کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر ہیں فرشتے۔ اس حساب سے گویا محبت ہی نے اُنھیں پیدا کیا۔ محبت ہی اُن کی جان کے ساتھ ہے اور محبت ہی پھر اُنھیں اپنی طرف کھینچ لے گئی۔ واقعی بڑی ضرورت اسی بات کی ہے کہ ہم اصلی محبت حاصل کریں۔ بعض بیویاں بیاہی بھی جاتی ہیں گھس لس کے جوڑیاں اُترتی ہیں بال بچے بھی ہوتے ہیں۔ بچوں کے بچے بھی ہوتے ہیں اور دنیا کے پورے الجھیڑے میں اُن کی ساری عمر گذر جاتی ہے۔ مگر افسوس نہ میاں ہی کو معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کی محبت کیا چیز ہے اور نہ بیوی کو اکثر آتی ہے کہ میاں کی محبت کیسا بلا ہے۔ وہ جو کچھ آپس میں برتاؤ کر لیتے ہیں۔ سب دنیا دکھاوے رسم کے موافق اور خدا کے خوف کو۔ نہیں تو دلوں کو چیر کر دیکھو تو بجائے محبت

کے نفرت ہے قطعی نفرت۔ ہاں تو جب تم اپنی شرم کا زمانہ طے کر چکو تو تمہیں اپنے خاوند کے متعلق، اپنے گھر کے متعلق اپنے رشتہ داروں کے لئے درجہ بدرجہ واقفیت حاصل کرنی چاہیے۔ اگر تمہاری رائے میں تمہارے خاوند اس قابل ہیں کہ وہ تمام گھر کے کفیل ہوئے ہیں اور کسی خاص سبب سے اُن کو تنگی ترشی سے بسر کرنی پڑتی ہے۔ تم اُس سبب کو دریافت کرو آمدنی اور خرچ کا باقاعدہ اندازہ کرو۔ اُتنا ہی اُٹھاؤ جتنا ہر مہینے پاؤ۔ بلکہ اس میں سے بھی کچھ بچاؤ۔ اور اپنی آئندہ مشکلوں کا سوچ سمجھا کرو۔ بالفرض اگر تم بااختیار نہیں ہو اور تمہاری ساس سسرے مختار ہیں۔ پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں تم اپنے انتظام۔ اپنے خیر خواہانہ کام سے اُن کی مدد کرو۔ یہ نہیں کہ تمام باتوں کو آنکھ دیکھتے نوکروں پر چھوڑ دو۔ یا ساس نندوں کی گردن پر ڈالو۔ اور آپ الگ بیٹھی بیٹھی تماشا دیکھا کرو۔ قاعدہ ہے جب تم کسی کی درد شریک ہو گی تو دوسرا بھی خواہ پتھر کا بنا ہوا ہو وہ بھی کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہو گا۔ بُرا ماننے کی بات نہیں اپنا ہی آپا اتنا بُرا ہے کہ وہ ہی کسی سے دب کے رہنا نہیں چاہتا۔ نہیں تو بیوی بتو! آگے پڑے کو تو شیر بھی نہیں کھاتا یہ جو رات دن ہم سنتے آئے ہیں کہ فلاں نند کی بھاوج سے نہیں بنتی۔ فلاں ساس بہو کو کھائے جاتی ہے اُسے روٹی نہیں دیتی۔ اس کو پہنے اوڑھے دیکھ نہیں سکتی۔ اُسے اُٹھتے بیٹھتے کوستی کاٹتی رہتی ہے۔ یہ بالکل صحیح مگر ذرا سُننا تو کبھی ایک ہاتھ بھی تالی بجی ہے۔ ہرگز نہیں اگر وہ سیر بھر بد مزاج اور ہٹ دھرم بے رحم اور بے درد ہے تو تم بھی آدھ پاؤ ضرور ہو گی۔ اس لئے ہم تو دونوں ہی کو کہیں گے۔ بلکہ ایک طرح تم کو زیادہ کہیں گے۔ کیونکہ تمہاری ساس تو گھر کی مالک ہے تم خود وہاں نئی نئی گئی ہو۔

اور اُس کے بھرے گھر کی حصّہ دار بنگر گئی ہو پھر اُسے کیوں نہ رشک ہو گا تمہیں خود چاہیے کہ نہایت سمجھداری اور زمانہ شناسی سے کام نکالو۔ بیٹی بہن اب اور تمہیں کہاں تک سمجھائیں؟ لو سنو اگر عقلمند بیٹی ہو تو میٹھی چھری بن کر کاٹ کرو۔ ایسا کرو کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ زمانہ سازی بڑی چیز ہے۔ ماتحتی اگرچہ انسان کے لئے نہایت ہی دشوار گذار رستہ ہے اور اس کی فطرت ہرگز ہرگز اس راہ چلنے میں رضامند نہیں ہوتی لیکن یہ کتنی بڑی جیت ہے کہ دوسرے کی ماتحتی میں جتنے کام کئے جاتے ہیں اُن کا ذمہ دار دوسرا ہی ہوتا ہے۔ تم اس طرح تھوڑے دن تو ٹھنڈک سیلک سے کاٹو پھر جب اس دنیا کے گورکھ دھندوں سے پوری واقفیت ہو جائے اور تم خود ہر پیچ اور بل کو کھول لو تو پھر تمہیں بھی اختیار ہے جس کروٹ اٹھاؤ گی لوگ بیٹھیں گے اور جس بل اُٹھاؤ گی لوگ اُٹھیں گے۔ اب رہا تمہارا خاوند۔ یہی تو ایک رقم ہے اور اسی کی خوشی اور ناخوشی پر تمہاری اصلی زندگی کا دار و مدار ہے تم کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے تم اسی رقم کو اپنی مٹھی میں رکھو۔ یہاں ہماری مراد آدمی سے انسان سے ہے حیوان کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر تمہارا خاوند کوئی آدمی ہے تو تو ضرور وہ تمہاری تنہی اور ان اُمور سے جو تم کو بتلائے جائیں گے تمہارا اچھا ہوا خواہ بن جائیگا اور نہیں تو ہزار پاؤں خاک ہو جاؤ پتھر پر تو کسی کا بھی زور نہیں۔ بھولی لڑکی اگر تمہارا خاوند کوئی اُجرت پیشہ ہے۔ کوئی منشی ہے متصدی ہے نقشہ نویس ہے۔ وکیل ہے۔ ڈاکٹر ہے مولوی ہے مفتی ہے۔ مُلّاں ہے۔ قاضی ہے تماشہ گر ہے۔ شعبدہ باز ہے۔ مسمریزم کرتا ہے۔ حکیم ہے۔ فلسفی ہے شاعر ہے۔ نقاش ہے۔ مصور ہے غرض دنیا میں جتنے پیشے ہیں اُن میں سے

کوئی نہ کوئی تو وہ ضرور ہی ہوگا۔ بس تمہیں سو بات کی ایک بات یہ تعلیم
کیجاتی ہے کہ تم اس کے مذاق کے موافق بن جاؤ۔ جب وہ کھانا کھاتا ہو
اُس وقت اُسے کھانا دو۔ جب وہ نہاتا ہو اُس وقت اُسکے لئے نہانے کا
سامان درست رکھو۔ جب وہ لکھتا پڑھتا ہو اس وقت اُس کے لئے لکھائی کا
سامان مہیا کرو۔ مقصد یہ کہ اُس کی منشا۔ اُس کی خُو بُو۔ اُس کی وضع۔ بلکہ
اس کی نظر کو پہچاننے کا ملکہ بہم پہنچاؤ۔ اور جو اُس کی خوشی ہو اُسے خوشی
خوشی اُس کے کہنے سے پہلے پورا کردو۔ پھر تو اگر وہ تمہارا بیری سے بیری
دشمن ہے جب بھی وہ اس ادا شناسی سے تمہارا غلام ہو جائے گا۔ غلام
ہاں اُسکے آرام کو اپنے آرام پر مقدم سمجھو۔ اُس کے ذاتی شوق یا فرائض منصبی
کا برابر خیال رکھو۔ اُسکے کھانے پینے پہننے۔ سونے اور اُٹھنے بیٹھنے کا
اپنے سے زیادہ دھیان کرو۔ اُسکے درد دُکھ میں خصوصیت کے ساتھ شریک
رہو اس کی تمام فکروں کو گھٹانے کی کوشش کرو۔ یہانتک کہ بغیر ضرورت تم اُسکو
کسی چیز کو ہاتھ ہی نہ لگانے دو۔ بدزبانی نہ کرو۔ ہر وقت کی فرمائشیں نہ چھانٹو
تو کمال دانائی ہے۔ جب وہ خدانخواستہ بیمار ہے تو تم سے بہتر اس کی تیمارداری
کوئی نہیں کر سکتا۔ جب وہ عیش میں ہے تو تم سے بہتر اُس کا کوئی جلیس نہیں
ہو سکتا۔ اور جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو اس وقت اسکی ڈھارس بندھا
نیوالی سب سے بہتر کون ہے۔ تم ہو تم۔ بھولی لڑکی! تمہارا گھر اب کونسا گھر ہے
تمہارے اماں باوا اب کون ہیں؟ تمہارا پیارا اخلاص اپنی سہیلیوں کی بجائے
کس سے ہے؟ تمہارا وطن پیارا وطن اب کونسا ہے؟ وہی۔ وہی سرزمین
جہاں تم بیاہ کر گئی ہو ساس سسرے تمہارے ماں باپ ہیں۔ نندیں اور
بھاوجیں تمہاری بہنیں ہیں۔ خاوند تمہارا سب سے پیارا اور عزیز جان چھڑکنے والا

تمہاری سلطنت کا راج ہے۔ اور وطن وہی وطن ہے جہاں تم اب رہتی ہو۔ میکا۔ پیارا میکا۔ وہ تو ایک خواب کی سی زندگی تھی اُسے بھول اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ تمہارے گرد و پیش کیا ہو رہا ہے۔ جدھر کی ہوا دیکھو اُدھر ہی چلو۔ اور جن لفظوں کو تم نہیں سُننا چاہتی اُنھیں کو سُنو اور اُنھیں لوگوں سے اپنا گزارا کرو۔ جن کے ساتھ تقدیر نے تمہیں آخری سانس لینے تک کیلئے مجبور کر دیا ہے۔ خوشی خوشی گزارو گی تو گزرے گی۔ اور غم و غصہ سے کاٹو گی جب کٹے گی اس سے بہتر ہے کہ تم صبر و استقلال اور ہمت سے ہنستے کھیلتے ہی اپنی مصیبتوں کو دھکا دیکر نکال دو۔

دن گزارے عمر کے انسان ہنستے بولتے

جان بھی جائے تو میری جان ہنستے بولتے

تمہارا خاوند جب باہر سے تکلیفیں اُٹھا کر مرتا دُکھ بھرتا گھر میں آئے تو تم کبھی مایوس اور غمگین چہرہ لیکر اُسکے سامنے نہ جاؤ۔ بلکہ اُسے دیکھتے ہی مُسکراتی ہوئی کھڑی ہو جاؤ جو چیز۔ کاغذ۔ سامان۔ اُس کے کام کے اوزار کچھ بھی ہو وہ اُسکے ہاتھ سے لیلو۔ اگر مئی میں آیا ہے ٹھنڈے پانی کا لوٹا بھر کے آگے رکھو۔ کپڑے اُتروا دو۔ پنکھا جھلو۔ اس طرح جب وہ ٹھنڈا ہو جائے اور تمہاری اس مہربانی بھرے تبسم سے اس کی تکلیف زدہ چہرہ پر یا دل کے زخموں پہ مرہم کی پٹی چڑھ جائے تو اس کے آگے کھانا لاؤ اس کی مصیبتوں کو نہایت درد سے سُنتی جاؤ۔ اسکی مایوسیوں کو مٹاؤ اس کے ٹوٹے ہوئے دل کو اپنے محبت بھرے فقروں سے جوڑ دو اور جہاں تک ہو سکے اس کی رنجشوں پر اپنی وفاداری اور سچی چاہ سے پانی پھیر دو اسی ہمدردانہ سلوک سے وہ دوسرے دن کیلئے آنیوالی مصیبتوں کا مقابلہ کرنے

پر مجھ شیر کی طرح تیار ہو جائیگا۔ اور جبتک وہ اس طرح تمہارے سامنے رہیگا۔ گویا دنیا میں جیتے جاگتے بہشت میں رہے گا۔ نہیں تو دونو کے لئے دوزخ ہے۔ دوزخ۔ ہر وقت کا دوزخ۔ وہ اگر بے وقوف ہے ورتم سمجھدار تو اپنی عقل کے زور سے اُسے بھی متاثر کرو۔ وہ اگر مغرور ہے تو تم عجز وانکسار سے اسپر پورا اثر ڈالو۔ وہ اگر ناک چڑھا تند مزاج ہے تو تم اپنی شیریں گفتاری۔ نرمی اور ملائمت سے اُسے موم کرو یہ ممکن ہی نہیں کہ صحبت کا اثر خالی جائے۔ اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جہاں پانی ہو ہاں طراوت نہ ہو۔ کبھی دیکھا ہی نہیں گیا کہ جہاں بھٹا سلگ رہا ہو وہاں گرمی نہو۔ اور رات کو کوئی آرام سے سوجائے۔ اسلئے پہلے اپنے تئیں کو مارو پھر دوسرں کو اپنا اسیر کرو۔ شمع جب خود جلتی ہے جب جاکر دوسروں کو بھی روشنی پہنچاتی ہے۔ سوئی کو دیکھو جب خود زخم کھاتی ہے جب دوسروں کو سی کر پہناتی ہے۔ قلم کو دیکھو جب خود بیچ میں سے چیرا جاتا ہے اور سر کٹواتا ہے۔ جب جاکر دوسروں کے لئے علم کے ذخیرے جمع کرتا ہے۔ مٹی اور چاندی سونے کے ذروں کو جب گلاتے ہیں جب اصلی چاندی بنتی ہے۔ سفید پتھر کا جب کلیجہ چیرا جاتا ہے جب ہیرا نکلتا ہے۔ اور ہیرے پر جب ہزاروں خط پڑتے ہیں جب وہ بادشاہوں کے تاج میں ٹکنے کے قابل ہوتا ہے اسلئے پہلے اپنے آپے کو مارو پھر تمہیں خاوند کی تاجدار بیگم بننا مبارک ہو۔

بہت سی کاہشوں پر ماہ نو کو بدر کہتے ہیں
جبھی کامل بنے پہلے نوڑا نقصان پیدا کر

اگر تم خود مختار ہو اپنے گھر کا انتظام اپنے ہاتھ سے کرو۔ سال بھر نہیں تو مہینے بھر۔ مہینے بھر نہو سکے تو ہفتہ بھر۔ ہفتہ بھر بھی میسر نہ ہو سکے تو خیر روزانہ

ہی سہی۔ خرچ کی چیزیں ہر صبح کو اکٹھی منگا لو۔ اکٹھی چیز میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ اور جب تم مہینہ بھر گیہوں یا آٹا۔ دال۔ چاول۔ لہسن۔ پیاز۔ مصالحہ اور چن پن سب ہی اکٹھا منگا لو گی تو اُنھیں باقاعدہ الگ الگ برتنوں میں رکھو۔ آٹے کے لئے مٹکے۔ دالوں کے لئے ٹھلیاں مصالحہ کے لئے ٹھلیلیاں اور گھی کے لئے مرتبان بناؤ۔ آٹے دال کی کوٹھری الگ ہو بیٹھنے اُٹھنے کا کونہ الگ ہو اور چینجا نہ الگ کرو۔ گھڑونچی ایک طرف جائے ضرور جدا۔ برتن بھانڈا سب سلیقے سے رکھو۔ گھر میں جھاڑو بہارُو دو جتنا اسباب۔ چیز بست۔ فرنیچر یا فرش۔ فروش۔ جو خدا نے تمھیں دیا ہو اُس کو نہایت قرینے سے اس طرح سجاؤ کہ تھوڑی چیز بھی بہت معلوم ہو۔ میزیں سجاؤ۔ چاندنیاں بچھاؤ۔ اُگالدان پوش۔ گدے سی سی کر بچھاؤ۔ چلمچی۔ صراحی۔ آفتابہ اور کٹورے برابر رکھو۔ اور گھر کو اس خوبصورتی سے سجاؤ کہ جو تمہارے گھر میں آئے وہ اس سلیقے سے خوش ہو جائے کہ ہر چیز تم نے کس خوش اسلوبی سے رکھی ہے۔ میز کی جگہ میز۔ پاندان کی جگہ پاندان لمپ کے مقام پر لمپ۔ اور تپائی کی جگہ تپائی ہو۔ یہ نہیں کہ چیتھڑے مٹھوں کے دونوں سے انگنائی پڑی الگ سڑ رہی ہے۔ راکھ کے ڈھیر ایک طرف الاؤ لگانے کی علامت دکھا رہے ہیں۔ اور آپ بیوی پلنگ پر چڑھی چرُھی بیٹھے چائے جاتی ہیں۔ میاں غریب لق لق کرتا باہر سے آیا اور روٹی کو جھینکنے پر بتا دیا۔ اُس نے وہیں سے کسی چیتھڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز اُتاری اپنے ہاتھ سے جتنی بھی اور دوزخ کو بھر کر لائق بیوی کی جان و مال کو لاکھ لاکھ دعائیں دیتا ہوا پھر نکل گیا۔ نہیں نہیں صفائی اور پاکیزگی کی عادت ڈالو صاف ستھرے دسترخوان بناؤ۔ کھانا جب چنو۔ خواہ چنے ہی کی

روئی ہو صاف دسترخوان پر چُن دو اگر کپڑا بناؤ تو وہ بھی اکٹھا بناؤ۔ اکٹھا ہو تو
نہایت ہوشیاری سے کترواور دول لگا کر سی پرو کر پہناؤ اور پہنو۔ اگر
تمہارے خاوند انگریزی کپڑے پہنتے ہیں اور تم اُن کا سینا نہیں جانتیں تو
وہ درزی کے ہاں سے بڑی بڑی رقمیں لگا کر لائے جائیں گے اُن کا
تہ کرنا سیکھو۔ اُنھیں موسم کے لحاظ سے دھوپ دیتی رہو۔ اُنھیں ایسی حفاظت سے
رکھو کہ اُن میں کیڑا نہ لگنے پائے۔ گرد نہ جمے۔ برش کرنا سیکھو۔ اور
ہمیشہ صاف رکھو۔ جہاں جو سُوٹ جو جوڑا پہن کر گئے۔ واپس آنے پر اُسے
پھر اسی طرح تہ کر دو تاکہ دوبارہ بھی اُسکے برتنے کی نوبت آسکے۔ استری
نہ ٹوٹے۔ نہیں تو بار بار درزی کے ہاں جانے اور استری ہونے سے
کپڑے کا رُواں جل جاتا ہے۔ آجکل نئی روشنی کے تعلیم یافتہ فیشن کا زیادہ
لحاظ رکھتے ہیں ان کی پوشاک سر سے پاؤں تک فیشن ہی فیشن ہوتی ہے
اسلئے ان کی ٹوپی۔ ان کی نکٹائی۔ نکٹائی کا کلپ۔ کالر بٹن۔ اور
ہاتھوں کے بٹن وغیرہ۔ یہ چیزیں بہت ہوشیاری سے ایک بکس میں سنبھال کر
رکھنی چاہئیں۔ یا کھونٹیوں پر لگا دینی چاہئیے۔ خوب یاد رکھو ان میں
سے اگر ایک چیز بھی کم ہو جائے گی تو پھر وہ کپڑے نہیں پہن سکتے
اگر خدمتگار تمہارے ہاں موجود ہوں تو ان کے بوٹوں کو اُن کی
جوتیوں کو جب میلی ہو جائیں ضرور صاف کراؤ۔ روغن پھرواؤ اور باقاعدہ
پہننے کے لئے تیار رکھو اپنے کپڑے اپنی جوتی۔ اپنا زیور اپنی سنگھار کا
صندوقچہ الگ رکھو اور اس کی بھی اپنے مزاج کے موافق نگرانی کرو یہ نہیں کہ اوروں
پر چھوڑ دو اس طرح چیزیں کھو جاتی ہیں۔ زیور خراب ہو جاتے ہیں،
ڈورے گل جاتے ہیں اور بار بار علاقہ بند یا پٹوے کے ہاں بھیجنے سے

نقصان کا زیادہ احتمال ہے جہاں تک ہوسکے اپنی ظاہری اور باطنی حیثیت کا خیال رکھو۔ آئے گئے مہمان کی خاطر و مدارات کرو اور جواب نہ سے ہوسکے اُس میں کبھی دریغ نہ کرو۔ فقیر کے لئے چٹکی آٹا۔ محتاج کے لئے پیسہ۔ دھیلہ۔ اپنے روز کے خرچ سے ضرور نکالو۔ کیونکہ دیئے ہی کی روشنی حشر تک رہے گی۔ اور اس نشان سے تم جہاں جاؤ گی جہاں ہوگی سب تم کو دیکھکر خوش ہو گے۔ جس سے مدارات سے پیش آؤ گی وہی تمہارے گن گایا کرے گا۔ کیونکہ خالی ہڈی کو کتا بھی نہیں چھوڑتا۔

بچوں کی پرورش اور تربیت

لڑکی! جب تم دنیا دار ہوئیں تو صاحب اولاد۔ ہونا بھی لازمی ہے۔ اولاد ہوئی تو اولاد کی پرورش اور اس کا نیک اٹھانا بھی تمہارا ہی ذمہ ہے بچوں کی پرورش اور تعلیم یہ دونوں چیزیں جسقدر ضروری ہیں اُسکو تم الگ بیٹھکر اپنے دل میں سوچ سکتی ہو اور جو کمی تمہاری اپنی تعلیم و تربیت میں رہ گئی ہو اُس کا اپنے بچوں کی تعلیم اور پرورش میں پورا کرنا تمہارا یقینی انصاف ہوگا۔ اگر اس کو تم نے نہ کیا۔ یا اسطرف توجہ نہ ہوئی تو یہ یاد رکھو۔ ایسی کچی کونپلوں کے دیر یا سویر لوٹنے کا باعث تم آپ ہوئیں اور ہوگی۔ لڑکیوں کو چاہیئے کہ یہ طریقے اپنے گھروں سے سیکھ کر باہر نکلیں۔ خدا کے فضل سے ان کے گھروں میں بھی چھوٹے بھائی بہن بھانجے بھانجیاں بھتیجے بھتیجیاں سب ہی کچھ ہو نگی۔ اسلئے جو چھوٹا بچہ گھر میں ہو صبح اُٹھکر تم خود اُسکو ضروریات سے فارغ کرو بیمار ہو تو دوائی ٹھنڈائی کرو۔ اچھا بھلا کھیلتا مالتا بچہ ہو تو اُس کا منہ دھلوا دو۔ ہاتھ دھلا دو

آنکھوں میں سرمہ لگاؤ۔ بالوں میں کنگھی کرو۔ صاف ستھرے کپڑے پہناؤ۔ ناشتہ کراؤ۔ اگر مدرسہ جانے کے قابل ہو اُس کا جزدان اُس کے ہاتھ میں دو اور ہدیہ بھیجدو۔ خالی دنوں میں معمولی دینیات کی تعلیم، کلمہ کلام نشست و برخاست کے ڈھنگ بتاؤ۔ پیار۔ اخلاص سے پیش آؤ۔ ضدوں پر روکو۔ خطاؤں پر تنبیہ کرو لیکن خفیف۔ ان کا نہلانا دھلانا اُن کے کپڑے لتے ٹھیک کرنے۔ سینا پرونا۔ یہی تمہارے آئندہ سبق ہیں جنھیں حفظ کرکے تم اپنی اولاد کی تربیت میں پوری مشاق ثابت ہوگی ماں ہونے کے بعد ایک شریف عورت کو آدھا ڈاکٹر۔ آدھا ادیب۔ آدھا کمانڈنگ آفیسر اور مہربان باپ ہونا چاہیے۔ چھوٹے بچے بڑی مشکل سے پلتے ہیں۔ اور یہی وہ بڑی تکلیف ہے جس سے غریب مائیں دبی رہ جاتی ہیں۔ آدمی کا بچہ پیدا ہوتے ہی کسی چیز کی تمیز نہیں رکھتا وہ بالکل ایک گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے جس میں ہوا آتی جاتی رہتی ہے اگر اس کی معقول غور و پرداخت ہوئی تو تو وہ پھل گیا نہیں تو ابھی یا کچھ دن بعد چل بستا ہے۔ اُس کو اسی وقت بیسن اور [illegible] سے جلدی نہلادو کفنی اور قصاوا پہناؤ یا کنداغ میں بستہ کرو۔ کھانے کے لئے پہلی چیز شہد ہوتا ہے۔ جب شہد چٹانے لگو تو گھٹی پر لگاؤ۔ گھٹی اگرچہ کڑوی چیز اور نہایت بدمزہ ہوتی ہے۔ لیکن فائدے اس سے زیادہ رکھتی ہے اس کے بچے کے پیٹ کی تمام آلائش دفع ہو جاتی ہے۔ یہ گھٹی شہروں میں جہاں چاہو مل سکتی ہے۔ چھوٹی بڑی ہڑ۔ بہیڑہ باؤبڑنگ باؤ۔ کھمبہ۔ نرکچور سولف۔ منہ بند انار کی کلی۔ منقی۔ عناب۔ سہاگا۔ املتاس۔ غرض ستر و بہتر دوائیں ہوتی ہیں سب کو کوٹ پیس کر بڑی بوڑھیاں بنا دیتی ہیں

اور چھان کر ذراسا گھی اور مصری ملا کر پلاتی ہیں جب بچے کے پیٹ میں ذراسی بھی کسر ہو جائے تو یہ گھٹی ایک نادر اور مصلح نسخہ ہے۔ بچوں کو تین دن تک اسی طرح شہد گھٹے وغیرہ پلانا چاہیئے۔ ماں کا دودھ پہلے پہل نقصان کریگا پھر درستی پر آجائے گا زچہ کو چاہیئے کہ وہ ایسی مہلک بیماری سے اُٹھتے ہی کھانے پر نہ گر پڑے۔ اس کو کم سے کم دو تین روز اچھا خاصا فاقہ کرنا چاہیئے بچھونے وغیرہ صاف بچھوانے چاہئیں اور نحیف و زار جسم کو بہت آرام دینا چاہیئے۔ انگریزوں میں ایسے موقعوں پر صرف ایک لمبی نرم اور گدگدی چوکی جس کو صوفا کہتے ہیں بچھادی جاتی ہے۔ اور زچہ کو کئی کئی دن تک اسی پر لیٹے رہنے کو مجبور کیا جاتا ہے۔ اگر پیاس لگے اور گرمیاں ہوں تو سونف کا عرق گاؤزباں کے عرق میں ملا کر پلاتے ہیں۔ جاڑے میں سونف اور مکوہ کا آب زلال بھوک لگے تو دو تین وقت تک صرف منقہ کے دانے کھائے اور پھر پاؤ بھر یا آدھ سیر گوشت کی یخنی لیکن۔ اس میں ڈھائی پیسہ بھر گھی سے زیادہ نہ ہو۔ چوتھے پانچویں وقت جب ذرا طاقت آجائے تو گرم گرم اچھوانی۔ اگر اچھوانی بچ جائے تو اور کچھ ہلکی غذا کا استعمال کیجئے چھٹے دن روے کا پھلکا۔ یا نرم کھچڑی۔ یہ سب پرہیز اور دھر رکھاؤ۔ اصل میں بچے ہی کی جان کے لئے ہیں کیونکہ ماں کا دودھ ہی بچے کی پرورش کا ذریعہ ہے۔ اگر دودھ میں کچھ خرابی ہوئی تو بچہ ضرور بیمار ہو جائیگا۔ جب خدا کا فضل ہو۔ چھٹی نہالو اور تندرست و توانا ہو جاؤ پھر تھوڑے بہت گوند کھالو۔ اور ستورہ بھی چکھ لو مگر نہ اتنا کہ پیٹ میں گجگج کرے۔ اور تم پھر بیمار ہو کر بچے کی جان کے بھی لالے ڈالدو۔ بلکہ اگر انصاف سے پوچھو تو چالیس دن

تک برابر جب تک تم چلّہ نہ نہالو۔ ایک وقت کھچڑی ایک وقت قلیا چپاتی کھاتی رہو۔ جہاں تک ہو سکے اُٹھتے بیٹھتے۔ کھانا کھا کر پانی پی کر سونف کا استعمال رکھو اس عرصہ میں اگر بچہ کو پیاس ہو جائے تو نیلوفر کا شربت۔ عرق گاؤزبان۔ بید کا عرق ملا کر پلاؤ اگر اس سے بھی وہ بیقرار رہے تو سب سے اکسیر دوا بچے کی پیاس کے لیے۔ اولے کا پانی ہے۔ گھر گھرستنیں ایسی چیزیں بڑی حفاظت سے رکھتی ہیں جب پیاس ہو اُٹھا یا ایک چھوٹا چمچہ اولے کے پانی کا لیا اور پلا دیا انشاء اللہ فوراً تسکین ہو جائے گی۔ اس طرح جب اپنے اور بچے کے کھانے پینے۔ دوائی ٹھنڈائی میں پوری احتیاط ہو گی تو اللہ کے فضل سے بچہ بڑا ہو جائیگا اور خود بھی تندرست ہو جاؤ گی۔ سچ پوچھو تو بچہ کی تربیت ماں کی گود سے ہوتی ہے۔ بچہ جتنا جتنا ہوشیار ہوتا جاتا ہے اپنے چوطرفہ جن چیزوں کو دیکھتا سُنتا اور محسوس کرتا ہے وہی چیزیں اُس کے دماغ میں جگہ پکڑتی جاتی ہیں اس لئے ماؤں کو چاہیئے کہ وہ شروع ہی سے بچے کی نیک تربیت کا خیال رکھیں۔ جب وہ گھٹنیوں چلکر بڑے ہو جائیں تو اُنھیں تعلیم پر لگائیں۔ چھوٹی چھوٹی کہانیاں جن سے نیک نتیجہ نکلتا ہو وہ اُن سے کہیں مدرسہ سے جب آئیں جب بھی اُنھیں خالی نہ رہنے دیں اور آرام کے بعد کوئی نہ کوئی کام اُن سے لیتی رہیں۔ لڑکی ہو تو لڑکیوں کی ضروریات اُنھیں سکھائیں۔ لڑکا ہو تو اُس کی ترقی کے اسباب بتائیں اس طرح جب وہ کسی نہ کسی کام میں لگے رہیں گے تو زیادہ دنگا بھی نہیں مچائیں گے۔ آپسمیں لڑیں گے جھگڑیں گے بھی نہیں اور خاموش و اطمینان کی زندگی بھی تمہیں نصیب ہو گی۔ کھیل بھی نہایت ضروری عمل ہے

اگر کھیل نہیں تو بچہ کی امنگ اور چونچال پن مٹ جاتا ہے اور ہر وقت کی تادیب اور بار اُسے بالکل ہی بٹھا دیتا ہے۔ اس لئے اپنے سامنے اُنھیں کھلاؤ۔ خود اُن سے کھیلو۔ اور بہتر تو یہی ہے کہ کھیل ہی کھیل میں ایسی باتیں تعلیم کرو جو برسوں کے سبق میں بھی نہ حاصل ہو سکیں۔ مثلاً دیکھو ایک شہزادی تھی وہ کھیلتی کھیلتی ندی کے کنارے چلی گئی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک سونے کی گیند تھی وہ اُسے اُچھالتی پھرتی تھی اور لپک لپک لیتی تھی اسی طرح اُچھلتی کودتی وہ ندی کے بالکل ہی پاس چلی گئی اور ایکا ایکی وہ گیند جو اُس کے ہاتھ میں تھی پانی میں گر کر ڈوب گئی۔ اب وہ کیا کرتی؟ لڑکی تو تھی ہی رونے لگی اُسکے رونے کی آواز ایک بدصورت گلگلے بلبلے مینڈک نے سُنی اور اُس نے پانی میں سے منہ نکالکر کہا شہزادی شہزادی۔ تم روتی کیوں ہو؟ اُس نے کہا دُور موئے کمبخت۔ روؤں کیوں نہیں۔ میری سونے کی گیند ندی میں گر گئی۔ اُس نے کہا کیوں شہزادی اگر میں تمہاری گیند غوطہ لگا کر نکال لاؤں اور تمہیں دیدوں تو تم مجھے اپنے گھر لیچلو گی۔ میں محلوں میں سوؤں گا۔ میں تمہارے ساتھ ایک رکابی میں کھانا کھاؤں گا۔ تمہارے پاس ہر وقت رہونگا۔ مجھے اپنے برابر بٹھانا۔ اپنے بچھونے پر سُلانا۔ اُس بھولی لڑکی نے آگا پیچھا کچھ نہ سوچا اور گیند کی لگی میں اُسے محض ایک مینڈک سمجھ کر سب باتیں قبول کرلیں جب شہزادی نے ہاں کرلی اور وعدہ پکا ہو گیا۔ مینڈک نے جھٹ ڈُبکی لگائی [illegible] میں گیند لے کر باہر چلا آیا۔ شہزادی نے گیند تو لے لی اور خوشی کے مارے اُچھلتی کودتی پھر اپنے محلوں میں چلی آئی۔ مینڈک بیچارا پُکارتا رہ گیا۔ شہزادی۔ شہزادی اپنا وعدہ وفا کرو۔ شہزادی شہزادی

مجھے بھی لیچلو مگر اُس نے ایک نہ سُنی اور اپنے گھر چلی آئی شام کو کھانے کے وقت جب بادشاہ اور شہزادی دونوں ایک میز پر کھا رہے تھے اور اوپر کے دروازے میں سے آواز آئی کھٹ کھٹ کھٹ شہزادی کنڈی کھولو۔ شہزادی نے کنڈی کھولی تو دیکھتی کیا ہے وہی موا بدصورت مینڈک بیٹھا ہے۔ اُس نے تیوری چڑھا کے جلدی سے کواڑ بند کرلئے اور پھر اپنی جگہ آ بیٹھی۔ بادشاہ نے پوچھا۔ بیٹی کون تھا۔ شہزادی نے نہایت کھسیانی ہو کر سارا حال بیان کیا۔ اور کہا وہی مینڈک باہر بیٹھا ہے۔ بادشاہ کا چہرہ مارے غصہ کے سُرخ ہو گیا اور اُس نے شہزادی کو حکم دیا کہ جب تم نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اگر تمہاری گیند نکالدے گا تو تم اُسے اپنے ساتھ کھلاؤ گی۔ اپنے ساتھ بٹھاؤ گی تو جاؤ جاؤ اپنا وعدہ پورا کرو۔ جاؤ اسے اُٹھا کر لاؤ۔ بچاری شہزادی باپ کے ڈر سے مجبوراً اُٹھی۔ مینڈک کو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر لائی۔ اپنے پاس بٹھایا اور بہ کراہیت تمام اپنے ساتھ کھلایا۔ جب وہ کھا چکا تو اُس کا منہ دھلایا اور ایک طرف چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر میں اُس نے کہا۔ شہزادی شہزادی مجھے سردی لگتی ہے۔ باپ نے کہا ہاں جاؤ اسے اپنے بستر پر سُلا دو۔ لڑکی غصہ میں بھری ہوئی اُٹھی۔ اپنے کئے پر بہت پشیمان تھی۔ مگر کیا کرتی لاچار اُٹھا کر اپنے کمرے میں لائی۔ اور ایک دیوار سے دے ٹپکا۔ دیوار سے ٹپکتے ہی مینڈک نے لوٹنی لگائی اور وہ بجائے مینڈک کے ایک خوبصورت نوجوان شہزادہ بن گیا پھر دونوں کی ہنسی خوشی شادی ہوگئی۔ اس حکایت سے جو نتیجہ نکلا وہ یہی ہے کہ کسی سے وعدہ کر کے پھرنا نہ چاہیے۔ وقت کے وقت انکو بھی تعلیم

کرو اچھی اچھی پہیلیاں بتاؤ۔ جن سے ذہن میں براقی پیدا ہو اور دماغی قوٰی پر اچھا اثر پڑے۔ چند پہیلیاں تمثیلاً یہاں لکھی جاتی ہیں۔

پہلی پہیلی

جل مجکو رے جل مجکو۔ جو تو جل میں پاؤں ڈبوے تو ڈبلک گلمک لبجچکو۔ اے میرے کالے کشنا جو تو میرے کارن ڈہر چیبکچو۔ اینچک بینچک۔ بنچک۔ ہنچو۔ اس پہیلی کے ظاہر الفاظ تو محض مہمل ہیں مگر اس سے جو پہیلی کہنے والے کا مقصود تھا وہ ضرور پورا ہو گا بچوں کی زبان دیر میں ٹوٹتی ہے۔ پھر ایسے لفظوں پر پہیلی کی خوشی میں زبان کا الٹنا نہایت عمدہ طریقہ ہے۔ پہیلی بھی لاجواب اور بے مثل ہے یعنی اے میرے پانی مجکو! جب تو پانی میں پاؤں ڈبوئے تو ڈبلک گلمک لبجچکو اس کی تو جھ۔ رسی گراری اور ڈول ہے۔ واقعی ڈول کالا سیاہ ہوتا ہے۔ اور کرشن جی کالے تھے۔ ڈول کنوئیں میں گر کر ڈوبتا ہے تو ڈوبنے سے پہلے ایک آواز آتی ہے وہ بالکل ڈبلک سے مشابہ ہے اُس کے بعد ایک اور خفیف سی آواز آتی ہے یہ گلمک ہے۔ اس کے بعد وہ بالکل ہی ڈوب جاتا ہے۔ پھر جب اُسے کھینچتے ہیں تو چیبک چیبک پانی ڈول میں سے گرتا ہے۔ اینچک بینچک۔ ہنچک ہنچو سے رسی کا گراری پہ کھینچنا اور بھرے ہوئے پانی کا ہنچک ہنچو ہونا بالکل واقعی اور اصلیت کے مطابق ہے جس حالت میں کہ لفظوں میں معنی کم ہیں اس لئے بچوں کے ذہن کو اس کی بوجھ سوچنے میں قرار واقعی محنت کرنی پڑے گی۔

٭

دوسری پہیلی

رین بھری تلیا۔ رین ہی رین سہائے۔ اے سکھی میں تجھ سے پوچھوں پھول بیل کو کھائے۔ اب یہاں سوچنے کی ضرورت ہے۔ وہ تلیا کون سی ہے جو رات ہی کو بھری جاتی ہے۔ اور رات ہی کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور پھر اُس میں پھول بیل کو کھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بیل پھول آتی ہے پھر پھول یہاں اُلٹا پھول بیل کو کھا جاتا ہے۔ یہ چراغ ہے چراغ۔ جو رات ہی کو تیل سے بھرا جاتا ہے اور رات ہی کو اچھا معلوم ہوتا ہے اس کی لو روشن ہوتی ہے اور وہ بتی کے سر پر ہوتی ہے جتنی جتنی لو بڑھتی جاتی ہے بتی کو جلاتی جاتی ہے لو کو پھول سے تشبیہ دی ہے اور کیسی نادر تشبیہ ہے۔ واقعی پھول واقعاً بیل یعنی بتی کو کھا لیتا ہے۔

تیسری پہیلی

ایک نار سبھا میں بیٹھی۔ نیچ کہا کر اونچی بیٹھی۔ کرموں کی وہ ایسی ہینی جن پائی اُن تھو تھو کینی۔ اس کے بھی لفظ تو نہایت رکیک اور نفرت بھرے ہیں۔ لیکن ایسی عورت یا چیز سبھا میں کون ایسی ہوتی ہے جو نیچ ذات ہو کر اوپر بیٹھتی ہے اور نصیبوں کی ایسی ہینی ہوتی ہے کہ جو پاتا ہے اُس پر تھوکتا ہی جاتا ہے۔ یہ اوگالدان ہے۔ اب غور کر لو کسقدر صحیح ہے حقیقت میں کیسی نیچ چیز ہے اور کیسے کیسے زرکار فرشوں پر رکھی جاتی ہے۔ پھر جو اُٹھاتا ہے وہی تھوک دیتا ہے۔

چوتھی

چہ چیز است آں کہ باشد گرد و غلطاں دو نامش زندہ دارد لیک بیجاں
خرے باشد کہ ایں معنی نہ فہمد ز بز کمتر بود آں مرد ناداں

یعنی وہ کونسی چیز ہے جو گول لڑھکتی ہوئی ہے اور دو نام زندوں کے سے رکھتی ہے اور پھر مردہ ہے۔ گدھا ہے وہ آدمی جو اس کے معنی نہ سمجھے اور بکری سے کم عقل رکھنے والا ہے۔ خر اور بز ملکر خربوزہ ہوا معنی کسقدر صاف ہیں۔

پانچویں

ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے۔ کاٹے منہ کی مورت۔ زندہ اوپر مردہ بیٹھا دیکھو موئے کی صورت۔ یہ مشک ہے اور ظاہر ہے کسقدر صحیح ہے۔

چھٹی

منڈھی میں ایک جوگی بیٹھا انگ بھبوت رمائے۔ آگے آئے تو جائے نگل اور منہ میں سینگ نہ سمائے۔ خیال کرو تو کسقدر بے جوڑ بول ہیں یعنی ایک جوگی اپنی جھونپڑی میں بھبوت رمائے بیٹھا ہے۔ اس کے جو آگے آتا ہے اُسے تو وہ نگل جاتا ہے۔ مگر منہ میں اُسکے تنکا بھی نہیں سماتا۔ یہ آئینہ ہے اپنا منہ دیکھ کر دیکھو تو ساری پہیلی آئینہ ہو جائے گی۔

اسی طرح بہت سی سمع خراشی ہو سکتی ہے۔ مگر اس سمع خراشی سے یہ ہرگز مقصود نہیں کہ تم ایسی فضول چیزوں میں خود بھی وقت ضائع کرو۔

اور ہر وقت کہانیاں اور پھیلیاں ہی سُنے بیٹھی رہو۔ بلکہ جب رات کو دن کو بچہ ضد کرتا ہو۔ گلیوں میں کھیلنے۔ بازاری لڑکیوں سے لڑنے جھگڑنے چوری کا لپکا ڈالنے۔ جوا کھیلنے کے لئے پُرزے نکالنے چاہتا ہو ایسے جرائم سے بچانے کے لئے تم کو چاہیئے کہ تم اُسے بعض بعض اوقات ایسی ہی باتوں میں لگا کر بہلا لو۔ یہ نہیں کہ جاؤ میں آ کر معصوم بچیوں اور بچوں کو بُری بُری باتیں سکھا رہے ہیں۔ اماں باوا کو گالیاں دلوا دلوا کر خوش ہو رہے ہیں۔ اُنھیں انگوٹھے چڑانے بتا دے اُنھیں رونا اور پٹنا سکھا دیا۔ روتا ہے تو ہوّے سے ڈراتی ہیں۔ بیجا اور شادی کو بلاتی ہیں ان باتوں سے بچہ کے دل میں ہمیشہ کے لئے خوف اور دہشت بیٹھ جاتی ہے۔ نہ اتنا لاڈ ہی اُٹھاؤ کہ گلے کا گل کٹرہ ہی بن جائے۔ نہ ایسا آوارہ ہی ہو کہ وہ بازار والوں کی پگڑی ہی اُتار لائے اور نہ ایسا باندھ کے مارو کہ اُس کی دس دن کی زندگی دو ہی دن میں ختم ہو جائے۔ نہیں نہیں۔ کھیل کے وقت شریفانہ کھیل۔ جن سے چُستی چالاکی۔ ہاتھ پاؤں میں طاقت اور طبیعت میں شگفتگی آ جائے۔ دوڑ دُھوپ کی عادت رہے۔ ارادے میں استقلال پیدا ہو۔ جیت کی خوشی میں جی توڑ کر کھیلیں اور آئندہ بھی جم دہاوے پر جاویں۔ جھنڈا ہی لیکر پلٹیں۔ ہمیں خوب یاد ہے۔ پرنس البرٹ جو ہمارے موجودہ بادشاہ ہندوستان کے دادا تھے ایک دن اپنے ہمجولیوں میں کھیل رہے تھے۔ سب لڑکوں نے اُس وقت ایک ٹوٹے ہوئے مکان کو قلعہ فرض کر لیا تھا۔ آدھے بچے اُس مکان میں گھر کر بیٹھے گئے اور آدھے اُن کے باہر۔ دونوں میں لڑائی

چھڑی ہوئی تھی۔ باہر والے قلعہ پر حملہ کر کے اندر جانا چاہتے تھے اور اندر والے اُن کی مزاحمت کرتے تھے۔ اسی جد وجہد میں ایک برابر والے لڑکے نے پرنس سے کہا آؤ۔ ہمارے لڑکے جو باہر کھڑے ہوئے لڑ رہے ہیں ہم چپکے سے اُن سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اندر والوں کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اُدھر مکان کے پیچھے کی دیوار ٹوٹی ہوئی ہے۔ ہم تم اُدھر سے کود چلیں اس طرح قلعہ جلد فتح ہو جائیگا۔ اور ہماری ناموری ہوگی جو صلہ مند شہزادے نے جواب دیا تجویز تو اچھی ہے۔ مگر میں فریب کرنا نہیں چاہتا۔ میں تو مُنہ پر تلوار مار کے اندر جاؤں گا۔ اس کھیل سے معلوم ہو گیا کہ بڑے لڑکے بڑے ہی خیال ہوتے ہیں اور جو ہونہار ہوتے ہیں اُن کے خیال بچپن ہی سے ایسے بلند ہوتے ہیں۔ شہزادہ البرٹ کی تو یہ بلند ہمتی کہ اُنھوں نے دشمن پر فریب سے فتح پانی نہیں قبول کی اور اس لڑکے نے وہ سپاہیانہ فن کھیلا جسپر آج کل بہت کچھ عملدرامد ہو رہا ہے۔ پیاری بہنو! وقت کم ہے کام بہت ہیں دل و دماغ اب وہ نہیں جو پہلے تھے۔ طبیعت یکساں کام میں بد لگامی کرتی ہے بس اب قصہ مختصر۔ تمہاری داستان کچھ تمہاری ہی زبان سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ میں کیا تمھیں سمجھاؤں گا۔ اور تم کیا میری فضول گوئی کو پہروں سن سکتی ہو۔ جہاں رہو خوشی سے زندگی بسر کرنی سیکھو۔ عقل خدا کی دی ہوئی بہترین اُستاد ہے۔ اگر تمہارے جی میں آئے اور اپنی زندگی کو نام آور گزارنا چاہو تو بلند خیالات ہی پیدا کرو۔ اچھی ہی باتیں سیکھو۔ نیک دل۔ باعفت۔ وفادار۔ حیا پرور سچی اور مستقل مزاج فرماں بردار۔ اور مہربان عورت بنکر دنیا کی تکلیفوں

سے ہنستے کھیلتے نجات حاصل کرو۔ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی زندگی اور واقعات پڑھو۔ جناب زینب اُن کی دختر عالیقدر کا حال پڑھو۔ اُن کے صبر اُن کے استقلال اور اُن کی خداشناسی کا مطالعہ کرو۔ جناب سکینہ بنت الحسینؑ کی تاسی کرو۔ اُن کا علم وفضل عاقلہ اور یگانہ روزگار ہونا دیکھو۔ پھر جناب حمیدہ کا ذکر سنو جنھوں نے ابتدائے اسلام میں بیوہ ہوکر اپنے ایک بیٹے کو ہزارہا تکلیفیں اُٹھاکر بھی ایسی تعلیم دی جو فرد زمانہ ہوکر گذرا۔ ام الفضل ماموں رشید عباسی کی بہن کی یادداشت سنا کرو۔ ام الحبیب اُس کی بیٹی کی قابلیت کا شہرہ سُنو۔ مظلومہ فخر النساء کا کارنامہ ازبر کرو۔ جنھوں نے عیسائی مذہب سے جنگ کرتے کرتے جان دے دی۔ اُن کے گوشت کو جلایا گیا اور ہڈیاں تک پیسی گئیں۔ مگر وہ مستقل مزاج۔ شریف النسل۔ بات کی پوری بیوی اپنے خیالات کے اظہار سے ہرگز نہ رکیں۔ وہی فخر النسا تھیں جنھوں نے مسجد بغداد میں ہزارہا دشمنوں کے سامنے خطبہ پڑھا۔ اور ماری گئیں۔ ذات الحمایۃ جنھوں نے عورت ہوکر وہ داد مردانگی دی کہ ملک کے صدہا جوانمردوں کو ایک قلعہ پر جی چھوڑ اچھوڑ دیا ستی ستونتی رانی سیتا کے حالات پڑھو۔ اسی ہندوستان کی بیدار مغز بادشاہ بیگم۔ نورجہاں کی سوانح عمری دیکھو جسنے سالہا سال ان لاکھوں جانوں پر امن کی حکومت کی ہے۔ جو رات دن آپس میں لڑتے رہنے کی عادی ہیں۔ ملکۂ الزبتھ اور ہماری اور گرامی کوئین وکٹوریہ کی سوانح عمری پر نظر رکھو۔ سلطانہ رضیہ۔ شمرو کی بیگم نواب شاہ جہاں بیگم۔ بھوپال کی رئیسہ۔ نواب شمس جہاں بیگم رئیس

مرشد آباد تک کی نوبت یہ نوبت زندگیاں اپنے خیال میں لاؤ۔ دیکھو عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ آجکل کی رفتار۔ گفتار۔ طریق۔ وضع پر نظر ڈالو۔ اندھیرے سے نکلو۔ روشنی میں آؤ۔ پرانی دھرانی لکیر کے فقیر اب ایک اور کیٹیا پر جا رہے ہیں۔ آفتاب ماہتاب نئی طرح سے نکلتے ہیں۔ ستارے اور اور رنگ دکھاتے ہیں۔ آسمان پر دوسرا پردہ ہے۔ بجلی کام دیتی ہے۔ ہوا قید ہے۔ زمین بہت حرکت کرتی ہے۔ ہوائیں کسی اور طرف اُڑائے لئے جاتی ہیں۔ آنکھیں کھولو اور خدا کی خدائی کو دیکھو۔ خدا حافظ۔ اللہ بیلی۔

جو مجھ سے ہو سکا مینے تمہاری خدمت کی
عمل کرو نہ کرو اختیار حاصل ہے

رسم

لڑکیو! آؤ دیکھیں تم میں کون کون تیز طرار اور ذہین ہے۔ کیونکہ وعظ اور پند تو ختم ہو گئے۔ اب تھوڑا سا دل بھی بہلانا چاہیئے۔ پہیلیاں۔ کہ مکرنیاں، دو سخنے یہ تو پرانی دنیا کی باتیں ہیں۔ گو یہ چیزیں بھی طبیعت کے بڑھانے اور کند ذہن بچوں کی براقی کے لئے ہوا کرتی تھیں۔ مگر اب نئی دنیا ہے۔ لوگ نئے ہیں تراش خراش نئی ہے۔ نیا دانہ۔ نیا پانی۔ اس لئے دل بہلنے کا مشغلہ بھی نیا ہونا چاہئے۔

دیکھو۔ ر۔ س۔ م یہ تینوں حرف ہیں جو لڑکی ذرا بھی حرف شناس ہے وہ انکو ضرور جانتی ہوگی۔ اچھا اب ان حرفوں کو ذہن میں رکھو۔ آپس میں چار چھیاں مل بیٹھ جاؤ۔ اور باری باری سے ایک ایک کھانے کا نام لیتی جاؤ۔ مگر وہ

سب ایسے کھانے ہوں جن میں ر۔س۔م۔ میں سے کوئی حرف نہ آئے
مثلاً ایک نے کہا حلوا۔ دوسری نے کہا جلیبی۔ تیسری نے کہا پیڑا غرض سب
کھانے میں آنے کی چیزیں باری باری کہی جائیں۔ مگر قید یہ ہو کہ ر۔س۔م میں سے
کوئی حرف اُس کھانے میں نہ آئے۔ مثلاً پنیر کیونکہ اُس کے آخر میں ر ہے
مٹھائی کہ اُسکے شروع میں میم ہے۔ اَنناس کہ اُس کے آخر میں س ہے
اور یہ بھی نہیں شروع یا آخر یا بیچ میں کہیں آ جائے۔ نہیں۔ ر۔س۔م کے
حرف کا تو کسی کھانے میں نام بھی نہ آئے۔ اور اگر ایسا ہی جب چیزیں بتاتے
بتاتے خیال اور نشے تک نہ پہنچ سکے تو مجبوری ایسی چیز بتائی جائے جسمیں
یہ تینوں حرف سب ملکر آئیں۔ جیسے سموسہ۔ سرمہ۔ سمرقند۔ مگر یہ طول
کلام ہے۔ اور کھیل کا مزہ ایسی چیزوں کے بتانے سے جاتا رہتا ہے
کھیل شروع ہوتے ہی وقت بھی مقرر کر لو۔ گویا کم سے کم دو منٹ ایک
چیز کے سوچنے کی حد ہو گئی۔ یا جلدی جلدی نو تک گنتی گن لینے کی میعاد مقرر
کر لو۔ کیونکہ یہ بھی کوئی لطف کی بات نہیں ہے کہ گھنٹوں میں رقیہ نے
ایک کھانے کا نام بتایا کہ ہم نے کلیجی کھائی۔ اور دو گھنٹے بعد بی رادھا بولیں
کہ ہم نے پکوان کھایا۔ یوں نہیں بلکہ جلد ہی جلدی ایک دوسرے کو بولنے
کی فرصت نہ دے۔ تاکہ جلدی جلدی چیزوں کے سوچنے میں دماغ کام
کرے اور اچھی اچھی چیزیں کھانے کے قابل چھانٹ کر بتائی جائیں
مثلاً چار جنیاں ملکر بیٹھیں کہ چلو آؤ ر۔س۔م کھیلیں۔ کون کون چاروں
رضیہ۔ سلطانہ۔ رادھا اور بہن لچھمی۔ سب سے پہلا نمبر رضیہ کا مقرر ہوا
اور اسی طرح لچھمی کا چوتھا۔ چوسر میں باری باری ہاتھ پھینکتے ہیں
اور ہر ایک اپنے داؤں چلتا ہے۔ اسی طرح ر۔س۔م میں ایک ایک چیز

اپنی باری پر کسی کھانے کا نام بتاتا ہے۔ جو ایک دفعہ بتایا جاتا ہے وہ
سارے کھیل بھر میں پھر نہیں دوہرایا جاتا۔ مثلاً رضیہ نے کہا بوا ہم نے دال
کھائی۔ سلطانہ نے کہا گوشت۔ رادھا نے بھی اور لچھمی نے جوز۔ دیکھ لو
کہیں کسی چیز میں۔ ر۔ س۔ م۔ نہیں آیا پھر رضیہ نے کہا چاول۔ سلطانہ بولی
ہمنے دل کھایا۔ رادھا نے کہا ہمنے تو ناشپاتی کھائی لچھمی چپٹ سے بولی
ہمنے الائچی کھائی۔ گویا چاروں جنیوں نے الگ الگ سامان چھانٹ لئے
رضیہ تو بنئے کی دوکان میں چلی گئی۔ سلطانہ گوشت کے ضلع میں پہنچ گئیں
رادھا نے میوہ فروش کی دوکان تاکی اور لچھمی پان زردے کی للک میں
نکل گئیں۔ اب جہاں اس میں غلطی ہوئی اور کسی نے بغیر سوچے سمجھے ایسا
لفظ کہدیا جس میں ر۔ س۔ م میں سے کوئی حرف آگیا۔ بس پھر اس لڑکی
پر جرمانہ کرو۔ مثلاً رضیہ نے اپنی باری پر کہا ہمنے ٹکیہ کھائی۔ سلطانہ ٹکیہ کے
لالچ میں جلدی سے بولیں ہمنے روٹی۔ بس پھر کیا تھا ر آگئی ر آگئی کا ایک غل مچگیا
یا رادھا نے کہا میں نے لڈو کھایا اور لچھمی جلدی سے پٹاخ سے بول اُٹھیں
اور میں نے امرتی۔ پھر ہنسی کے مارے پیٹ میں بل پڑ پڑ گئے کہ امرتی میں
میم آگیا میم آگیا۔ اب جو چاہو جرمانہ مقرر کرلو۔ جو چاہے سزا مقرر کرو۔
جو بھولے گا وہ بھگتے گا۔ اس میں ہنسی کی ہنسی۔ کھیل کی کھیل اور ایک علمی مذاق
کا مذاق۔ طبیعت شگفتہ ہوگی، جی بہلیگا اور ذہن کی رسائی بھی دُور دُور
ہوگی اور ہر ایک بات میں سوچنے کا مادہ بھی بڑھتا جانے گا۔ ہاں
خوب یاد آیا پہلے پہلے جبتک یہ آسان کھیل سمجھ میں آئے آئے
کسی قدر جی تو ٹلائے گا اور خواہ مخواہ کی سوچ سے دم ضرور اُلجھے گا مگر
جب کسی نے غلطی کی اور بار بار سمجھانے پر بھی غلطی کی تو پھر بڑا ہی جی خوش ہوگا

اب اس میں آگے جاکر رسم کی مشاق لڑکیاں بڑے بڑے حسن پیدا کرتی ہیں
مثلاً ہر دفعہ اپنے نمبر پر ایسے لفظ بولیں گی جنھیں کھانے کا لفظ بالکل چسپاں ہو جائے چیز کی چیز
بھی بتائی اور کھانے کا کھانا بھی ہو گیا۔ مثلاً ایک کہے گی ہمنے غش کھایا۔ دوسری
ہمنے دھوکا کھایا۔ تیسری ہمنے ڈبکی کھائی۔ چوتھی ہمنے طیش کھایا۔ پانچویں ہمنے گل کھائے
چھٹی ہمنے داغ۔ ساتویں ہمنے چوٹ کھائی۔ آٹھویں ہمنے غلطی کھائی۔ نویں او ہمنے
چوک کھائی۔ اسی طرح جسقدر ذہن کی رسائی بلند مرتبے پر جاے گی اچھی اچھی اور عمدہ
ترکیبیں صرف کھانے کا لفظ چسپاں کرنے کے لئے ملتی جائیں گی اور برابر والیاں غبی الذہن
لڑکیاں یہ دیکھکر حیران ہو جائیں گی۔ انگریزوں میں چھوٹے چھوٹے بچے اپنے ماں باپ
بھائی۔ چچا کے ساتھ بازاروں میں جاتے ہیں تو عمدہ عمدہ کھلونوں کے ساتھ پٹاخوں
کے بکس بھی لاتے ہیں پٹاخے ایسے پٹاخے نہیں جو ہم شب برات میں چھوڑتے ہیں اور
سارا گھر کبھی کئی دن تک گندھک۔ پوٹاس اور بارود کی سڑاند سے سڑتا رہتا ہے
بہت سے بچوں کے ہاتھ پاؤں جل جاتے ہیں۔ بلکہ بڑے بڑے بوڑھے آتشبازی کے
شوق میں جانیں تک گنوا دیتے ہیں۔ نہیں بلکہ وہ پٹاخے نہایت خوشنما چھوٹے چھوٹے
خوشنما سے بکسوں میں بند ہوتے ہیں۔ ہر پٹاخہ ایک پھولوں کا گلدستہ ہوتا ہے جو کاغذ
کا بنا ہوتا ہے۔ بس جہاں اسکو دونوں ہاتھوں سے لیکر بچے نے کھینچا اور پٹاخہ چھوٹا
اور اس میں سے ایک ننھی منی انگوٹھی۔ کوئی چھوٹی سی گھڑی یا اکثر بنی ہوئی
کاغذ کی ٹوپیاں یا پرچیاں نکل پڑیں۔ اب جو بچے نے اسے خوشی خوشی کھولا تو ایک
طرف خوشخط جلی حرفوں میں لکھا ہوا پایا (ب) اس لفظ سے برائی شروع ہوتی ہے
اور برائی سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں یا (دال) دال دوزخ کے شروع کا ایک حرف
ہے اسکو یاد رکھو اور ہمیشہ گناہ کرکے دوزخ میں جانے کی کوشش نکرو یا (م) اس حرف
سے موت کی ابتدا ہوتی ہے۔ موت ہر جاندار پر تاک لگائے ہوئے ہے اس لئے اسکے

آنے سے پہلے کچھ نیک کام بھی کرتے جاؤ۔ گو یا بچوں کو ا... بستمین
میں اچھی خاصی نصیحتیں بھی کردی جا...
ہیں پھر کمال اف...

باسمہ سبحانہ

تاریخ اعثم کوفی مترجم

جناب سرور کائینات کی وفات حسرت آیات سے اسلام میں کیا رخنۂ عظیم پڑگیا؟ بنی ساعدہ کا جھگڑا کیا تھا؟ خلافت کی بابت شوریٰ کس طرح اور کب ہوا؟ خاتم المرسلین کا جنازہ کتنے مسلمانوں کی معیت میں اٹھا؟ خلافت خلیفہ ابوبکر کیونکر قائم ہوئی؟ بنی ہاشم شریک مشورہ کئے گئے یا نہیں؟ خلافت دوم کیا چیز تھی؟ اسکی کیا حالت رہی؟ حضرت علی نے اپنا حق جتایا یا نہیں؟ خلفائے ثلاثہ، اور ہواخواہان بیگانہ نے کیا کیا عذر پیش کئے؟ خلافت سوم کا کیا رنگ تھا؟ بدعات محرمات کھلا کر آخر مسلمانوں کی آنکھیں کس طرح کھلیں؟ خلاف ورزی احکام شرع سے اسلام کی کیا حالت ہوئی؟ خلافت مرتضوی آخر کس جوش وخروش سے عام طور پر تسلیم کیگئی؟ سقیفۂ بنی ساعدہ کے راز کس کس طرح طشت از بام اور بے نقاب ہوئے؟ اور اس کی بدولت فرزند رسول الثقلین سیدنا امام حسینؑ کیا کیا اذیتیں اٹھاکر اپنے مضطرب نانا، منتظر باپ، پریشان حال ماں، اور خستہ جگر مسموم بھائی سے حوض کوثر پر جاملے۔

مندرجۂ بالا سوالات ہر فریق کے مسلمانوں کیلئے غور طلب ہیں!

لیل ونہار بدل رہے ہیں دنیا رفتنی وگذشتنی ہے صبح آغوش شب میں آرام لیتی ہے۔ رات صبح پر جاکر ختم ہوجاتی ہے، دنیا کے کام کبھی ختم ہونگے۔ لیکن عاقبت کے لئے مندرجۂ بالا سوالات پر غور کرنے کیلئے بھی وقت نکالنا چاہئے۔ علامہ اعثم کوفی اہل سنت والجماعت مصنف ومورخ کتاب مذکرہ صدر نے ان تمام واقعات پر اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ صراط مستقیم کے متلاشی مسلمانوں کے لئے چراغ راہ ہے اور اہل حق کے لئے دلیل و برہان سے لبریز ایک اور واحد کتاب جسکا مطالعہ ذوق و لطف سے کرنا چاہئے۔ راستی اور صداقت وحق گوئی میں کہیں تعصب وُنیا داری یا مکر وزور کو مخلوط نہیں ہونے دیا۔

اخراجات ترجمہ وکتابت وطباعت وقرطاس کے باوجود ۲۲x۲۹ کے ۴۰۰ صفحہ کی کتاب کی قیمت صرف للعہ

المشتہر مینجر یوسفی پریس دہلی

آنے سے پہلے کچھ نیک کام بھی کرتے جاؤ۔ گویا بچوں کو اس کھیل ہی کھیل میں اچھی خاصی نصیحتیں بھی کردی جاتی ہیں جنہیں وہ پٹاخوں کی روشنی میں اکثر پڑھ لیتے ہیں پھر کمال افسوس ہے۔ اگر ہم اپنے وطن کی بولی میں کوئی ایسا کھیل نہ جاری کریں میرے خیال میں رسم خالی خولی وقتوں میں بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی لڑکیوں کے لیے ایک اچھا دل خوش کن مشغلہ ہے۔ بشرطیکہ اس میں زیادہ وقت نہ ضائع ہو اور طبیعتوں کو عمدہ عمدہ چیزوں کی تلاش کرنے کا موقع دیا جائے۔ میرے خیال میں اٹکن بٹکن کھیلنے یا آنکھ مچولی اور دھما چوکڑی مچانے سے تاش چوسر جھولوں پر لہک لہک کر گانے سے اپنے کمرے میں بیٹھے بیٹھے چار سر جوڑ کر یہ رسم کا کھیل اک عجیب دل بہلنے کا ذریعہ ہے جس سے عقل بھی بڑھتی ہے اور اپنی بولی اور رسم الخط کو بھی جلد انسان سمجھنے لگتا ہے۔

تمت بالخیر

